اقبالِ فارسی

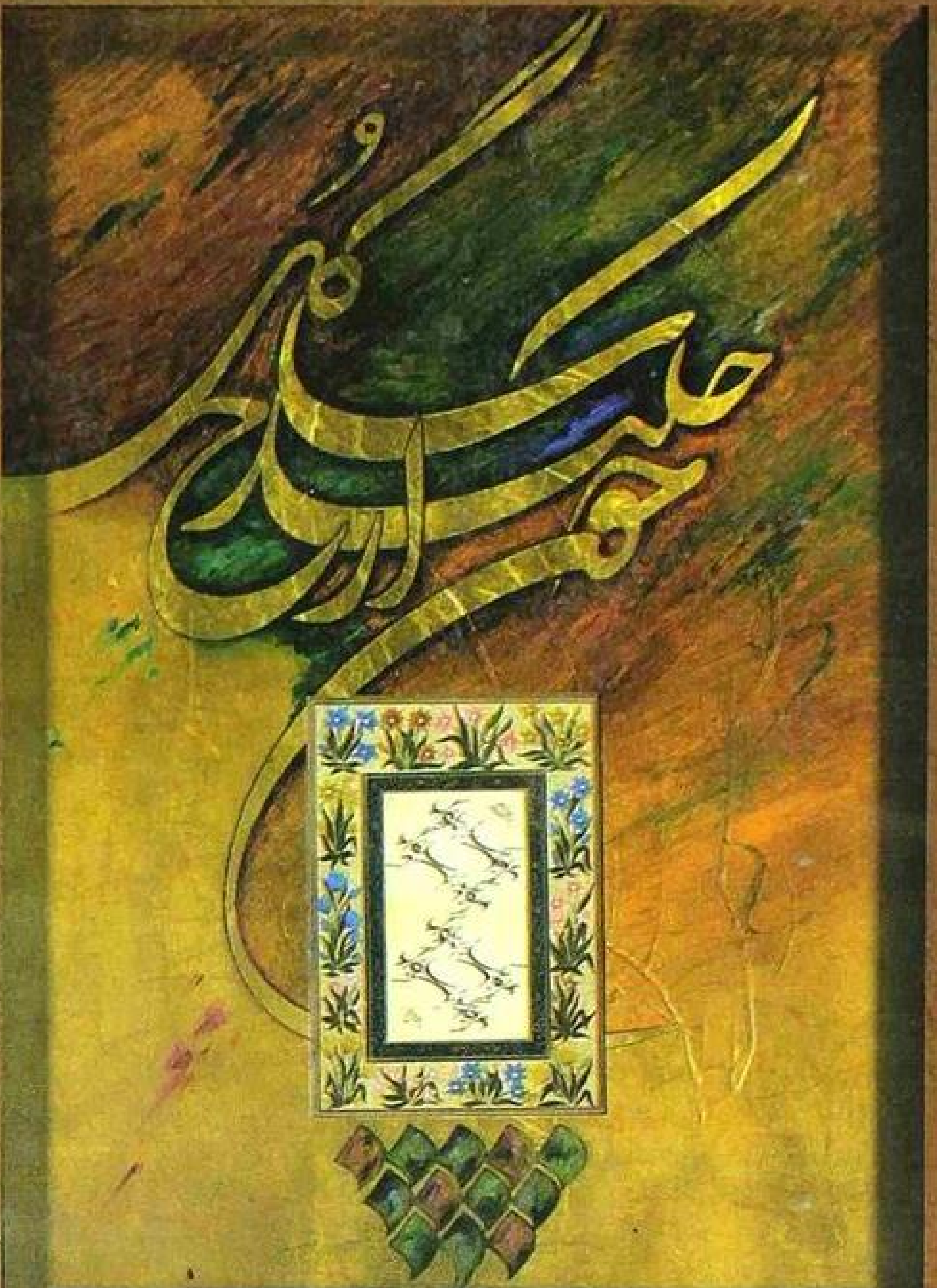

رشید بخاری
ایم اے۔ ایل ایل بی

ایوانِ اقبال اتھارٹی، لاہور

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

مصنف : رشید بخاری

ناشر : ایوانِ اقبال اتھارٹی، لاہور.

مطبع : سعد پبلیکیشنز ، میاں مارکیٹ، اردو بازار، لاہور.

اشاعتِ اول : جنوری ۲۰۰۱ء

تعداد : ۱۰۰۰

کمپوزنگ : شھیدی کمپوزرز، ۲۹۹ بالمقابل جامع مسجد کریمیہ
شاہ جمال روڈ، لاہور. فون : 7599237

قیمت : =/۷۰ روپے

انتساب

اپنے محسن اور پیارے بھائی

جناب سید مصور عباس نقوی کے نام

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	حرفِ سپاس	۶
۲	حرفِ آغاز	۷
۳	فارسی زبان کے قواعد	۹
۴	مرکبات	۱۰
۵	تذکیر و تانیث	۱۳
۶	واحد و جمع	۱۵
۷	حروفِ اضافہ	۱۸
۸	ضمائر	۱۹
۹	مصدر	۲۵
۱۰	فعل (ماضی، حال، مستقبل)	۲۶
۱۱	افعالِ مجہول	۴۲

۱۲	فہرستِ مصادر مع معانی	۴۸
۱۳	گلستانِ سعدی. باب اول مع ترجمہ	۵۸
۱۴	گلستانِ سعدی. باب ہفتم مع ترجمہ	۷۸
۱۵	گلستانِ سعدی. باب ہشتم مع ترجمہ	۱۱۲
۱۶	اسرارِ خودی مع ترجمہ	۱۶۶
۱۷	خطاب بہ جاوید مع ترجمہ	۲۲۲
۱۸	غزلیاتِ حافظ شیرازی مع ترجمہ	۲۳۸
۱۹	غزلیاتِ محمد تقی بہار مع ترجمہ	۲۴۷

☆

حرفِ سپاس

سب سے پہلے میں اس خدائے بزرگ و برتر کے حضور سجدہ شکر بجا لاتا ہوں جس نے مجھے یہ کتاب تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائی. پھر اپنے والدین کا ممنون ہوں جنھوں نے نہایت محدود وسائل میں مجھے زیور تعلیم سے آراستہ کیا. اپنے شفیق اور پر خلوص اساتذہ کرام جناب احمد سعید انصاری اور جناب ڈاکٹر بشیر انور کے لیے سراپا سپاس ہوں جنھوں نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں یہ کاوش آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں. جناب شیخ عبدالرؤف مرحوم، سابق صدر مجلسِ منتظمہ، ایوانِ اقبال اتھارٹی، لاہور کا احسان مند ہوں جنھوں نے یہ کتاب لکھنے کا کام مجھے تفویض کیا. جناب ڈاکٹر نسیم حسن شاہ، صدر مجلسِ منتظمہ، ایوانِ اقبال اتھارٹی، لاہور کا سپاسگزار ہوں جن کی سربراہی اور ذاتی دلچسپی سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا. جناب ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام کا مشکور ہوں جنھوں نے نہ صرف اس کتاب کا نام "اقبالِ فارسی" تجویز کیا بلکہ اسے تحریر کرنے میں اپنے گوناں گوں قیمتی مشوروں سے نوازا. جناب آقای سعید معز الدین، ڈائریکٹر جنرل، خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران۔ لاہور کا سپاسگزار ہوں کہ انھوں نے سرورق کے لیے خوبصورت تصویر عطا کی. جناب ڈاکٹر ظہور الدین احمد کا ممنونِ احسان ہوں کہ جنھوں نے اس کتاب میں شامل گرامر کی نوک پلک سنواری. اپنی شریکِ حیات سیدہ جلیلہ شہیدی کا شکر گزار ہوں جس نے اس کتاب کی کمپوزنگ اور پروف خوانی کا کام نہایت محنت اور لگن سے انجام دیا. آخر میں ایوانِ اقبال اتھارٹی، لاہور کے ان تمام ممبران کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کے آغاز سے لے کر تکمیل تک کے تمام مراحل میں کسی نہ کسی طور پر میرا ساتھ دیا.

مورخہ: ۲۳/ ۱/ ۲۰۰۱

رشید بخاری
صدر شعبہ فارسی
گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور.

حرفِ آغاز

دو سال پہلے ایوان اقبال اتھارٹی، لاہور نے قومی میراث کے احیاء اور علامہ محمد اقبال کے فارسی کلام کی تفہیم کے لیے فارسی کی ابتدائی اور ثانوی کلاسوں کا اجراء کیا. ان کلاسوں میں ایم اے فارسی، ایم اے اردو کے طلبہ وطالبات اور سی ایس ایس (css) امتحان کے امیدواروں کے علاوہ ہر شعبہ زندگی کے افراد نے شرکت کی. یہ تعداد اس قدر بڑھی کہ جناب ڈاکٹر جاوید اقبال کی تجویز پر کلاسوں کی تعداد دو سے بڑھا کر چار کر دی گئی. کلاسوں کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ ان کلاسوں کے لیے ایک ایسا تدریسی نصاب مرتب کیا جائے جو کلام اقبال کی تفہیم کے کے لیے مفید ہو. اس سلسلے میں جناب شیخ عبدالرؤف مرحوم ومغفور، سابق صدر مجلسِ منتظمہ، ایوان اقبال اتھارٹی لاہور کی صدارت میں ایک نصاب کمیٹی تشکیل دی گئی. جس نے ایک نصابی کتاب بہ عنوان "اقبالِ فارسی" کی ترتیب و تالیف کے لیے منظوری دی اور یہ کام جناب رشید بخاری کو تفویض کیا گیا چنانچہ انہوں نے اسے نہایت سلیقے اور محنت سے انجام دیا ہے.

"اقبالِ فارسی" میں نظم ونثر کا فارسی متن مستند کتابوں سے لیا گیا ہے ساتھ ہی ان کا اردو ترجمہ بھی کیا گیا ہے تاکہ مطالب سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے. کتاب کا پہلا حصہ فارسی گرامر پر مشتمل ہے جس میں فارسی کے بنیادی اصول تحریر کیے گئے ہیں. تمام افعال کے بنانے کے طریقے مثالوں کے ساتھ دیئے گئے ہیں. حروف ھجائی کی ترتیب سے مصادر کی فہرست دی ہے. اور ہر مصدر کے اردو معنی بھی لکھ دیئے

ہیں. فارسی نثر کے اقتباسات میں گلستان سعدی کے باب اول کی دس حکایات اور مکمل باب ھفتم مع ترجمہ شامل کیا گیا ہے. فارسی نظم میں علامہ محمد اقبال کی مثنوی "خودی" اور "سخنے بہ نژاد نو" شامل کیا گیا ہے. اور حسبِ معمول اردو ترجمہ کے ساتھ دیا گیا ہے. آخر میں حافظ اور ملک الشعراء بہار کی چند منتخب غزلیں درج ہیں.

امید واثق ہے کہ یہ کتاب کلام اقبال کی تفہیم کے علاوہ ایم اے فارسی، ایم اے اردو اور سی ایس ایس (css) امتحان میں شامل ہونے والوں کے لیے بھی مفید ہو گی.

ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام

صدر شعبہ اقبالیات

پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور

فارسی زبان کے قواعد

دستور یا گرامر سے مراد وہ قواعد ہیں جن کی مدد سے کسی زبان میں صحیح بولنا اور درست لکھنا سیکھا جاتا ہے. جس چیز سے ہم اپنے دل کی بات ظاہر کرتے ہیں اس کو زبان، بولی یا کلام کہتے ہیں. کلام الفاظ سے مرکب ہوتا ہے اور الفاظ حروف کے مجموعے کا نام ہے.

حروف تہجی:

حروف وہ آوازیں ہیں جو زبان، حلق اور ہونٹوں کی مختلف حرکات اور کیفیات سے وجود میں آتی ہیں. فارسی میں انہیں حروف ہجا یا الفبا کہتے ہیں. حرف کے اپنے کوئی مخصوص معنی نہیں ہوتے بلکہ چند حروف کو ملا کر ایک بامعنی لفظ بنایا جاتا ہے. فارسی زبان کے کل ۳۳ حروف تہجی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

ا ء ب پ ت ث
ج چ ح خ د ذ
ر ز ژ س ش ص ض ط
ظ ع غ ف ق ک گ ل
م ن و ہ ی

☆

لفظ:

چند حروف کے مجموعے کو لفظ کہتے ہیں. مثلاً: دور، مشگل، آب وغیرہ. بنیادی طور پر الفاظ کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱ کلمہ ۲. مہمل

۱. **کلمہ:** ایسے الفاظ جو با معنی ہوں انہیں کلمہ کہا جاتا ہے۔ تیز، صندلی، چیز وغیرہ۔

۲. **مہمل:** ایسے الفاظ جو بے معنی ہوں انہیں مہمل کہا جاتا ہے۔ مثلاً ریزہ میزہ میں ریزہ (چھوٹا) کلمہ ہے اور میزہ مہمل ہے۔

کلمہ کی اقسام

۱. اسم **۲. فعل** **۳. حرف**

اسم:

اسم وہ کلمہ ہے جسے کسی انسان، جانور یا چیز کو نام دینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً: اقبال، دریا، قلم وغیرہ۔

فعل:

وہ کلمہ جس میں زمانے کے لحاظ سے کسی کام کا ہونا، کرنا یا سہنا پایا جائے اسے فعل کہتے ہیں۔ مثلاً: آمد (وہ آیا)، دیدند (انہوں نے دیکھا) وغیرہ۔

حرف:

ایسا کلمہ ہے جو بذاتِ خود کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ دوسرے لفظوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنے کا کام دیتا ہے۔ مثلاً: را، بر، توی، با وغیرہ۔

☆

مرکبات

مرکب کی تعریف:

ایک سے زیادہ چیزوں کی آمیزش کو مرکب کہتے ہیں۔ مرکب کے لغوی معنی ملا ہوا یا مشتمل کے ہیں جبکہ گرامر میں مرکب الفاظ یا کلمات کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ بنیادی طور پر مرکب کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مرکب ناقص **۲۔ مرکب تام**

۱ ۔ مرکب ناقص:

کلمات کے ایسے مجموعے کو کہتے ہیں جس سے کوئی مفہوم مکمل طور پر ادا نہ ہوتا ہو اور سننے والے کو بولنے والے کا مفہوم پورا سمجھ میں نہ آئے. مثلاً: ماھی دریا (سمندر کی مچھلی)، دخترِ خوب (اچھی لڑکی)، دیوانِ غالب (غالب کا دیوان). مرکب ناقص ہیں چونکہ جملہ مکمل نہیں ہوتا اس لئے سننے والا بولنے والے کا مکمل مفہوم سمجھ نہیں پاتا. اسے مرکب غیر مفید بھی کہا جاتا ہے.

مرکب ناقص کی اقسام:

۱ ۔ مرکب اضافی:

مضاف اور مضاف الیہ کی ترکیب سے بنے ہوئے مرکب کو مرکب اضافی کہتے ہیں.

مرکب اضافی تین جز: مضاف، مضاف الیہ اور اضافت سے مل کر بنتا ہے.

مضاف: ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کا تعلق کسی دوسرے اسم یا ضمیر سے ہوتا ہے مثلاً درسِ کتاب (کتاب کا سبق) میں درس مضاف ہے اور مدرسہ من (میرا اسکول) میں مدرسہ مضاف ہے.

مضاف الیہ: ایسے اسم یا ضمیر کو کہتے ہیں جس کا تعلق کسی دوسرے اسم سے ہو. مثلاً شیرِ جنگل (جنگل کا شیر) میں "جنگل" مضاف الیہ ہے اور خانہ شما (آپ کا گھر) میں "شما" مضاف الیہ ہے.

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اردو زبان میں مضاف الیہ پہلے اور مضاف اس کے بعد آتا ہے. مگر فارسی زبان میں اردو کے برعکس مضاف پہلے اور مضاف الیہ اس کے بعد آتا ہے.

اضافت: اس تعلق کا نام ہے جو مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان ہوتا ہے اسے اضافت کہتے ہیں. اس اضافت کو مختلف طریقوں مثلاً زیر اور "ی" کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے. جنہیں حروف اضافت کہتے ہیں اور یہ مضاف کے آخری حرف کے ساتھ لگائے جاتے ہیں. مثلاً صندلی تو (تیری کرسی)، جوی شیر (دودھ کی نہر)، خانۂ خدا (خدا کا گھر).

۲ ۔ مرکب توصیفی:

صفت و موصوف کی ترکیب سے بنے ہوئے مرکب کو مرکب توصیفی کہتے ہیں مثلاً ساختمانِ بزرگ (بڑی عمارت)، شاگردِ باھوش (عقلمند شاگرد). مرکب توصیفی کے بھی تین

جز ہیں: صفت، موصوف اور علامتِ توصیف۔

صفت: ایسا کلمہ جو اسم کی کیفیت یا حالت کو بیان کرتا ہے اسے صفت کہتے ہیں۔ موصوف واحد ہو یا جمع، صفت ہمیشہ واحد استعمال ہوتی ہے۔ کوہِ بلند میں بلند صفت ہے۔ صفت کو تین درجوں میں بیان کیا جاتا ہے مثلاً بلند، بلند تر اور بلند ترین۔

موصوف: ایسا اسم ہے جس کی کیفیت یا حالت (اچھائی یا برائی) بیان کی جائے اسے موصوف کہتے ہیں۔ مردِ دانا میں مرد موصوف ہے۔

علامتِ توصیف: فارسی زبان میں اردو کے برعکس موصوف پہلے اور صفت بعد میں آتی ہے۔ موصوف کے آخری حرف کے نیچے علامت توصیف یعنی زیر یا "ی" لگائی جاتی ہے۔ مثلاً زنِ زیبا (خوبصورت عورت)، پسرِ بد (برا لڑکا)، شمشیرِ تیز (تیز تلوار)، روی زیبا (خوبصورت چہرہ)۔

مرکب تام:

مرکب تام مکمل جملہ پر مشتمل ہوتا ہے اور بولنے والا اس جملے میں اپنی بات پوری کر لیتا ہے۔ معنی کے اعتبار سے جملے کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ جملہ خبریہ **۲۔ جملہ انشائیہ**

۱۔ جملہ خبریہ:

ایسا جملہ جس کے ذریعے کسی بات کے ہونے، کرنے یا سہنے کی خبر دی جائے اسے خبریہ جملہ کہتے ہیں۔ مثلاً استاد مہربان گردید (استاد مہربان ہو گیا)، برادرم بہ مولتان خواهد رفت (میرا بھائی ملتان جائے گا)، من روزانہ بہ پارک می روم (میں روزانہ پارک جاتا ہوں)۔

۲۔ جملہ انشائیہ:

وہ جملہ جس میں دعا، تمنا، خواهش، حکم، امید، امکان، شک، ممانعت، تاکید، اجازت، سوال وغیرہ کے معنی پائے جائیں اسے جملہ انشائیہ کہتے ہیں مثلاً:

ا۔ سایہ شما ہیچگاہ کم نشود (آپ کا سایہ کبھی بھی کم نہ ہو) : دعا

۲۔ کاش او بہ مسجد برود (کاش وہ مسجد جائے) : تمنا

۳۔ آرزوی من اینست کہ وی بہ حج برود (میری آرزو یہ ہے کہ وہ حج پر جائے) : خواھش

۴۔ برو برای آنھا چای بیار (جاؤ ان کیلئے چائے لاؤ) : حکم

☆

تذکیر و تانیث

فارسی زبان میں مذکر اور مؤنث تین طرح سے ہیں :

۱. ایک وہ جن میں مذکر اور مؤنث کے لیے علیحدہ علیحدہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں :

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
پسر (لڑکا)	دختر	مادر (ماں)	پدر
برادر (بھائی)	خواھر	داماد (دلہا)	عروس
مرد (آدمی)	زن	شوھر (شوھر)	زن
عمو (چچا)	زن عمو	دائی (ماموں)	زن دائی
خروس (مرغا)	مرغ	نوکر (نوکر)	کلفت
بندہ (غلام)	کنیز	شوھر خالہ (خالو)	خالہ
اسب (گھوڑا)	مادیان	دیو (دیو)	پری

۲. فارسی زبان میں عربی کے بہت سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں. عربی مذکر الفاظ کی مؤنث بنانے کے لیے ان کے آخر میں ہائے مختفی کا اضافہ کر دیا جاتا ہے. مثلاً :

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
معلم	معلّمہ	ملِک	ملکہ
ناظم	ناظمہ	سلطان	سلطانہ

خادم	خادمہ	والد	والدہ
عم (چچا)	عمہ	معشوق	معشوقہ
رفیق	رفیقہ	محبوب	محبوبہ

۳. بعض اسموں میں مذکر اور مؤنث کے لیے ایک ہی لفظ استعمال کیا جاتا ہے مگر مذکر اور مؤنث کی وضاحت کے لیے ان کے ناموں کے ساتھ نر یا مادہ لگا دیا جاتا ہے. مثلاً:

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
شیرِ نر (شیر)	شیرِ مادہ	بزِ نر (بکرا)	بزِ مادہ
سگِ نر (کتا)	سگِ مادہ	شترِ نر (اونٹ)	شترِ مادہ
گاوِ نر (بیل)	گاوِ مادہ	آھوی نر (ہرن)	آھوی مادہ
فیلِ نر (ہاتھی)	فیلِ مادہ	گنجشکِ نر (چڑا)	گنجشکِ مادہ
کلاغِ نر (کوا)	کلاغِ مادہ	گرگِ نر (بھیڑیا)	گرگِ مادہ
خرسِ نر (ریچھ)	خرسِ مادہ	طاووسِ نر (مور)	طاووسِ مادہ

فارسی زبان میں کچھ ترکی زبان کے الفاظ بھی موجود ہیں. انہیں مذکر سے مؤنث بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مذکر الفاظ کے آخر میں "م" کا اضافہ کر دینے سے انہیں مؤنث بنایا جاتا ہے. مثلاً: خان سے خانم اور بیگ سے بیگم وغیرہ.

☆

واحد و جمع

وہ اسم جو صرف ایک چیز کے لیے استعمال ہو اسے واحد اور جو ایک سے زیادہ اسموں کے لیے استعمال ہو اسے جمع کہتے ہیں. فارسی زبان میں جاندار واحد اسموں کی جمع بنانے کے لیے ان کے آخر میں "ا ن" کا اضافہ کر دیا جاتا ہے. مثلا :

واحد	جمع	واحد	جمع
مرد (آدمی)	مردان	زن (عورت)	زنان
اسب (گھوڑا)	اسبان	پسر (بیٹا)	پسران
دختر (بیٹی)	دختران	شاعر	شاعران
موش (چوہا)	موشان	پرستار (نرس)	پرستاران
پیر (بوڑھا)	پیران	جوان	جوانان

اگر کسی جاندار واحد اسم کے آخر میں الف اور واؤ موجود ہو تو اس اسم کے آخر میں "ا ن" کی بجائے "یا ن" لگے گا. مثلا :

واحد	جمع	واحد	جمع
آقا (صاحب)	آقایان	دانا	دانایان
خوبرو	خوبرویان	دانشجو (طالبعلم)	دانشجویان

اگر کسی جاندار واحد اسم کے آخر میں ہائے مختفی ہو تو اسے جمع بنانے کے لیے پہلے ہائے مختفی کی جگہ "گ" لگا کر پھر اس کے ساتھ "ا ن" لگایا جاتا ہے. مثلا :

واحد	جمع	واحد	جمع
تشنہ (پیاسا)	تشنگان	سرگشتہ (گمراہ)	سرگشتگان
بندہ	بندگان	فرشتہ	فرشتگان
بچہ	بچگان	آوارہ	آوارگان
سوختہ (جلا ہوا)	سوختگان	خفتہ (سویا ہوا)	خفتگان

رفتہ (گیا ہوا)	رفتگان	زندہ	زندگان
مردہ	مردگان	کشتہ	کشتگان

فارسی زبان میں بے جان واحد اسم کو جمع بنانے کے لیے اس کے آخر میں "ھا" کا اضافہ کر دیا جاتا ہے. مثلاً:

واحد	جمع	واحد	جمع
کتاب	کتابہا	قلم	قلمہا
میز	میزھا	صندلی (کرسی)	صندلیہا
دیوار	دیوارھا	اتاق (کمرہ)	اتاقہا
رادیو (ریڈیو)	رادیوھا	خیابان	خیابانہا
کوچہ	کوچہ ھا	کوہ	کوہ ھا
مداد (پنسل)	مدادھا	شمشیر	شمشیرھا

فارسی کے بعض واحد اسم عربی قاعدے کے مطابق جمع بنائے جاتے ہیں یعنی جمع بنانے کے لیے ان کے آخر میں "ات" کا اضافہ کر دیا جاتا ہے. مثلاً:

واحد	جمع	واحد	جمع
اخبار	اخبارات	بیگم	بیگمات
دہ	دیہات	نوازش	نوازشات

بعض ایسے فارسی اسم جن کے آخر میں ہائے مختفی آئے ان کے آخر میں "جات" لگا کر انہیں جمع بنایا جاتا ہے. مثلاً:

واحد	جمع	واحد	جمع
کارخانہ	کارخانہ جات	سبزی	سبزی جات
میوہ	میوہ جات	روزنامہ (اخبار)	روزنامہ جات

جدید فارسی میں جاندار اور بے جان واحد اسموں کے آخر میں "ھا" لگا کر ان کی جمع بنائی جاتی ہے. مثلاً:

واحد	جمع	واحد	جمع
مرد	مردها	زن	زنها
بچه	بچه‌ها	کارخانه	کارخانه‌ها
میوه	میوه‌ها	اسب	اسبها

فارسی میں موجود عربی واحد اسموں کی جمع عربی قاعدے کے مطابق بنائی جاتی ہے. مثلاً:

واحد	جمع	واحد	جمع
لقب	القاب	فکر	افکار
شریف	شرفاء	شاعر	شعراء
ذخیره	ذخایر	مسجد	مساجد
سلطان	سلاطین	مکتوب	مکاتیب
قلب	قلوب	امر	امور
ظلمت	ظلام	صفت	صفات
تاجر	تجار	کافر	کفار
ولی	اولیاء	نبی	انبیاء
علت	علل	همت	همم

☆

حروفِ اضافہ

وہ حروف جو اسم کو فعل کے ساتھ ملائیں انہیں حروفِ اضافہ کہتے ہیں. حروفِ اضافہ اکثر اسم سے پہلے آتے ہیں. جس اسم سے پہلے حرفِ اضافہ آئے اس اسم کو مجرور کہتے ہیں. کثرت سے استعمال ہونے والے حروفِ اضافہ مندرجہ ذیل ہیں:

حروف اضافہ	معنی	فارسی جملے	اردو ترجمہ
در	میں	آب در پارچ است.	پانی جگ میں ہے.
توی	میں	کتاب توی کیف است.	کتاب بیگ میں ہے.
بر	پر	قلم بر میز است.	قلم میز پر ہے.
روی	پر	کتاب روی دفتر است.	کتاب کاپی پر ہے.
از	سے	از اینجا تا لاهور باران بود.	یہاں سے لاہور تک بارش تھی.
بہ	کو، کی طرف	او بہ مسجد رفت.	وہ مسجد کو گیا.
تا	تک	آنها تا اینجا آمدند.	وہ یہاں تک آئے.
برای	کے لیے	چشم برای دیدن است.	آنکھ دیکھنے کیلیے ہے.
با	کے ساتھ	او با من آمد.	وہ میرے ساتھ آیا.
زیر	نیچے	گربہ زیر درخت است.	بلی درخت کے نیچے ہے.
نزد	نزدیک	خانہ نزد مسجد است.	گھر مسجد کے قریب ہے.
پیش	پاس	کتاب پیش من است.	کتاب میرے پاس ہے.
بالا	اوپر	او بہ بالا رفتہ است.	وہ اوپر گئی ہے.

☆

ضمائر

ضمیر:

ایسا کلمہ جو جملہ میں اسم کی تکرارِ لفظی سے بچنے کے لئے اسم کی جگہ استعمال کیا جائے اسے ضمیر کہتے ہیں. مثلاً: او(وہ، واحد)، ایشان (وہ، جمع)، تو(تو)، شما(آپ)، من (میں)، ما(ہم)، آن(وہ)، این (یہ) وغیرہ. جب ہم کسی ایک شخص کے بارے میں ایک سے زیادہ جملے کہتے ہیں تو ان جملوں میں اس شخص کے نام کی تکرار نہیں کرتے بلکہ اس کے نام کی جگہ ضمیر استعمال کرتے ہیں. مثلاً: اسلم برادرِ من است. او خوب درس می خواند (اسلم میرا بھائی ہے. وہ سبق اچھی طرح پڑھتا ہے.). پہلے جملے میں "اسلم" اسم ہے. دوسرے جملے میں اسلم کی بجائے او(وہ) استعمال کیا گیا ہے جو ضمیر ہے. جس اسم کی جگہ ضمیر استعمال کی جائے اسے مرجع کہتے ہیں. یعنی مندرجہ بالا دو جملوں میں "اسلم" مرجع ہے.

ضمائر کی اقسام

۱۔ ضمیرِ شخصی:

ایسی ضمیر جو بولنے والے، سننے والے یا کسی اور شخص کی دلالت کرتی ہے. ضمیر شخصی کہلاتی ہے. ضمیرِ شخصی دو طرح کی ہوتی ہیں:

۱۔ ضمیرِ منفصل ۲۔ ضمیرِ متصل

۱۔ ضمیرِ منفصل: وہ ضمیر جو علیحدہ سے استعمال ہو سکے اسے ضمیرِ منفصل کہتے ہیں. یہ کل چھ ہیں:

او	(وہ، واحد)	واحد غائب
آنہا یا ایشان	(وہ جمع)	جمع غائب
تو	(تو)	واحد حاضر

شما	(تم یا آپ)	جمع حاضر
من	(میں)	واحد متکلم
ما	(ہم)	جمع متکلم

ضمیرِ منفصل کی مختلف حالتیں :

فاعلی حالت:

یہ ضمیر منفصل کی وہ حالت ہے جس میں اس سے کسی کام کا سرزد ہونا پایا جائے مثلاً :

او دید (اس نے دیکھا)	ایشان دیدند (انہوں نے دیکھا)
تو دیدی (تو نے دیکھا)	شما دیدید (آپ نے دیکھا)
من دیدم (میں نے دیکھا)	ما دیدیم (ہم نے دیکھا)

ان میں او، ایشان، تو، شما، من اور ما ضمائر منفصل کی فاعلی حالت ہیں.

مفعولی حالت:

یہ ضمیر منفصل کی ایسی حالت ہے جس میں اس پر کسی کام کا سرزد ہونا پایا جاتا ہے. مثلاً :

اوترازد. (اس نے تجھے مارا)	ایشان مرازدند. (انہوں نے مجھے مارا)
تومارازدی. (تو نے ہمیں مارا)	شما ایشانرازدید. (آپ نے انہیں مارا)
من اورازدم. (میں نے اسے مارا)	ما شمارازدیم. (ہم نے آپ کو مارا)

مندرجہ بالا مثالوں میں ترا، مرا، مارا، ایشانرا، اورا اور شمارا ضمائر منفصل کی مفعولی حالت ہیں.

اضافی حالت :

ضمیر منفصل کی ایسی حالت کو حالت اضافی کہتے ہیں جس میں اس کا تعلق یا لگاؤ کسی دوسرے اسم کے ساتھ ظاہر کیا جائے، مثلاً :

پدرِ او (اس کا باپ)	پدرِ ایشان (ان کا باپ)
پدرِ تو (تیرا باپ)	پدرِ شما (تمہارا باپ)
پدرِ من (میرا باپ)	پدرِ ما (ہمارا باپ)

مندرجہ بالا جملوں میں ضمائر او'ایشان'تو'شما'من اور ما ضمیرِ منفصل کی حالتِ اضافی کو ظاہر کرتی ہیں.

۲۔ ضمیرِ متصل:

وہ ضمیر جو الگ سے استعمال نہیں ہوتی بلکہ کسی دوسرے کلمہ سے جڑ جاتی ہے اسی لئے اسے ضمیرِ متصل کہا جاتا ہے.

ضمیرِ متصل کی مختلف حالتیں

فاعلی حالت:

اس میں ضمیرِ متصل فعل کے آخر میں جڑ جاتی ہے اور جملے میں ضمیر کی آخری علامت کے طور پر استعمال ہوتی ہے مثلاً: د' ند'ی'ید'م'یم

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ فعل ماضی میں واحد غائب کیلئے یہ ضمیر استعمال نہیں ہوتی بلکہ جملے کے آخر میں فعل اکیلا آتا ہے. مثلاً: او آمد (وہ آیا). ضمیرِ متصل فاعلی حالت میں اس طرح استعمال ہوتی ہے:

ایشان آمدند. (وہ آئے)	اس میں آخری "ند" ضمیر متصل ہے.
تو آمدی. (تو آیا)	اس میں آخری "ی" ضمیر متصل ہے.
شما آمدید. (تم آئے)	اس میں آخری "ید" ضمیر متصل ہے.
من آمدم. (میں آیا)	اس میں آخری "م" ضمیر متصل ہے.
ما آمدیم. (ہم آئے)	اس میں آخری "یم" ضمیر متصل ہے.

مفعولی حالت:

ضمیر متصل مفعولی حالت میں ہمیشہ فعل کے ساتھ استعمال ہوتی ہے. ش'شان'ت تان'م'مان ضمیر متصل کی مفعولی حالت ہیں جو اس طرح استعمال ہوتی ہیں:

زدش (اسے مارا)	اس میں "ش" ضمیر متصل ہے.
زدشان (انہیں مارا)	اس میں "شان" ضمیر متصل ہے.

زدت (تجھے مارا) اس میں "ت" ضمیر متصل ہے.

زدتان (تمہیں مارا) اس میں "تان" ضمیر متصل ہے.

زدم (مجھے مارا) اس میں "م" ضمیر متصل ہے.

زدمان (ہمیں مارا) اس میں "مان" ضمیر متصل ہے.

اضافی حالت:

ضمیر متصل اضافی حالت میں ہمیشہ اسم کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے. ش، شان، ت، تان، م، مان ضمیر متصل کی حالت اضافی ہیں جو اس طرح سے استعمال ہوتی ہیں:

برادرش (اس کا بھائی) اس میں "ش" ضمیر متصل ہے.

برادرشان (ان کا بھائی) اس میں "شان" ضمیر متصل ہے.

برادرت (تیرا بھائی) اس میں "ت" ضمیر متصل ہے.

برادرتان (آپ کا بھائی) اس میں "تان" ضمیر متصل ہے.

برادرم (میرا بھائی) اس میں "م" ضمیر متصل ہے.

برادرمان (ہمارا بھائی) اس میں "مان" ضمیر متصل ہے.

قابلِ ذکر ہے کہ ضمیرِ متصل کی مفعولی اور اضافی حالت کے درمیان فرق یہ ہے کہ مفعولی حالت میں ضمیر فعل کے ساتھ جبکہ اضافی حالت میں ضمیر اسم کے ساتھ لگتی ہے.

۲ ۔ ضمیرِ اشارہ:

فارسی زبان میں این (یہ) اور آن (وہ) ضمیرِ اشارہ ہیں. یہ ضمائر اسم کی جگہ استعمال ہوتی ہیں. واحد کی صورت میں این اور آن جبکہ جمع کی صورت میں اینہا، آنہا، اینان اور آنان ضمائر اشارہ ہیں. اینہا و اینان یہ جمع کیلئے اور آنہا و آنان وہ جمع کیلئے استعمال ہوتی ہیں. مثلاً اینہا برای دیدن آنہا آمدند (یہ ان سے ملنے کے لئے آئے). ضمیرِ اشارہ کی مندرجہ ذیل تین حالتیں ہیں:

۱. **فاعلی حالت:** فاعلی حالت میں ضمیر فاعل کی نشاندہی کرتی ہے. مثلاً:

عام نادان پریشان روزگار : بہ ز دانشمند ناپرھیزگار

کان بہ نابینائی از راہ او فتاد وین دو چشمش بود در چاہ او فتاد

(سعدی شیرازی)

(کم عقل اور پریشان زمانہ ناپرہیز گار عالم سے بہتر ہے کیونکہ وہ (نادان) اندھا ہونے کی وجہ سے راستے سے بھٹک گیا اور یہ (عالم) دو آنکھیں رکھتے ہوئے بھی کنویں میں گر گیا۔)

مندرجہ بالا فارسی شعر میں "کان (کہ آن)" ضمیر کی فاعلی حالت ہے۔

۲۔ **مفعولی حالت:** ضمیر مفعولی حالت میں اس طرح سے استعمال ہوتی ہے:

"در کسب مال و جاہ بکوش تا آن را در کارِ خیر صرف کنی و این را در حمایت دوستان بکار بری"

(مال اور مقام کے حصول کے لیے کوشش کر تاکہ اُسے خیر کے کاموں میں استعمال کرے اور اِسے دوستوں کی مدد کے لیے استعمال کرے)

مندرجہ بالا مثال میں "آن اور این" ضمیر کی مفعولی حالت ہیں۔

۳۔ **اضافی حالت:** ضمیر اضافی حالت میں اس طرح سے استعمال کی جاتی ہے:

"دشمن و دوست را از خاطرِ مبّر از شر آن رفع کن و حق این بگزار" (دشمن اور دوست کو مت بھلا اُس کا شر دور کر اور اِس کا حق ادا کر)

مندرجہ بالا فارسی مثال میں "آن اور این" ضمیر کی اضافی حالت ہیں۔

۳۔ ضمیر مشترک:

فارسی زبان میں ضمیرِ مشترک خود، خویش اور خویشتن ہیں۔ انہیں اس وجہ سے مشترک کہا جاتا ہے کہ یہ سب اشخاص کے لئے یکساں استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً:

من خود دیدم (میں نے خود دیکھا)، او بہ برادرِ خویش کتاب داد (اس نے اپنے بھائی کو کتاب دی)، از خویشتن چرا غافل شدی؟ (اپنے آپ سے کیوں غافل ہو گئے؟)۔

۴۔ ضمیرِ استفہام یا پرسشی:

یہ وہ ضمیر ہے جو کوئی سوال پوچھنے کے لیے کسی اسم کی بجائے استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً آن مرد کیست؟ (وہ آدمی کون ہے؟)، این چیست؟ (یہ کیا ہے؟)، کدام کتاب می

خواهی ؟ (تجھے کونسی کتاب چاہیے ؟) ان جملات میں کہ 'چہ' اور کدام ضمائر استفہام ہیں. قابل ذکر ہے کہ یہاں کیست 'کہ است' اور چیست 'چہ است' کا مخفف ہے.

۵ ۔ ضمیرِ موصولہ:

یہ وہ ضمیر ہے جو کسی اسم کی حالت بیان کرتی ہیں. مگر جب تک اس ضمیر کے ساتھ ایک اور جملہ جسے صلہ کہا جاتا ہے نہ لایا جائے تو اس کے معنی واضح نہیں ہوتے ھر کہ 'ھر چہ 'آنکہ 'ھر آنکہ 'آنچہ اور ھر آنچہ ضمائر موصولہ ہیں. مثلاً ھر کہ دید تعریف کرد (جس کسی نے دیکھا تعریف کی). آنکہ اینجا آمد مال اینجا شد (جو کوئی یہاں آیا یہاں کا ہو کر رہ گیا). ھر چہ دادی بہ پدرت سپردم (تو نے جو کچھ دیا میں نے تمہارے باپ کے سپرد کر دیا).

۶ ۔ ضمیرِ تعجبی:

ایسی ضمیر جو تعجب کے اظہار کے لئے اسم کے ساتھ استعمال ہوتی ہے اسے ضمیرِ تعجبی کہتے ہیں. چہ، عجب، اور چقدر وغیرہ ضمیرِ تعجبی ہیں. مثلا: بہ بہ چہ ازاین بہتر! (واہ واہ اس سے کیا بہتر!) میں "چہ" ضمیر تعجبی ہے.

۷ ۔ ضمیرِ مبہم:

وہ ضمیر جو افراد، حیوانات اور چیزوں کی تعداد یا مقدار کو ابہام کے ساتھ بیان کرتی ہے اسے ضمیرِ مبہم کہا جاتا ہے. مثلا: ھمہ، ھیچ، یکی، دیگری، دیگران، کسی، ھر کس، ھر کہ، ھر چہ، فلان، خیلی، کمی، برخی، بعضی وغیرہ ضمیرِ مبہم ہیں. یہ جملوں میں اس طرح سے استعمال ہوتی ہیں: ھمہ آمدند و رفتند کسی خبر او نگرفت. (سب آئے اور گئے، کسی نے اس کی خبر نہ لی) میں "ھمہ" ضمیر مبہم ہے. استعمار گران یکی از دیگری بدترند. (استعمار گر ایک سے ایک بدتر ہے) میں "یکی" اور "دیگری" ضمائر مبہم ہیں.

☆

مصدر

مصدر:

مصدر ایسا کلمہ ہے جس میں کسی کام کا کرنا، ہونا یا سہنا زمانے کے تعلق کے بغیر پایا جاتا ہے. چونکہ اس میں کسی شخص اور زمانے کی وضاحت نہیں ہوتی اس لئے اس کا شمار فعل میں نہیں ہوتا بلکہ یہ اسم کی ایک قسم ہے. جس طرح اردو زبان میں مصدر کی ظاھری علامت "نا" ہے اسی طرح فارسی زبان میں مصدر کی علامت یہ ہے کہ اس کے آخر میں "تن" یا "دن" آتا ہے. مثلا: انداختن (پھینکنا)، خواندن (پڑھنا)، خوردن (کھانا)، دوختن (سینا)، دیدن (دیکھنا)، نوشتن (لکھنا) وغیرہ. یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ وہ کلمات جن کے آخر میں "تن" یا "دن" تو آئے مگر ان میں کسی کام کا ہونا، کرنا یا سہنا (زمانہ کے تعلق کے بغیر) نہ پایا جائے تو ان کا شمار مصادر میں نہیں ہوتا مثلا: آبستن (حاملہ)، پیلتن (ھاتھی جیسا جسم رکھنے والا)، خویشتن (خود)، گردن، کرگدن (گینڈا).

مصدر کی اقسام

۱. مصدرِ بسیط ۲. مصدرِ مرکب

۱. مصدرِ بسیط:

وہ مصدر ہے جو صرف ایک کلمہ سے تشکیل پاتا ہے. اردو میں اسے مفرد مصدر بھی کہتے ہیں. مثلا: آمدن (آنا)، آوردن (لانا)، دادن (دینا)، دویدن (دوڑنا)، رفتن (جانا)، گرفتن (پکڑنا)، گفتن (کہنا).

۲. مصدرِ مرکب:

وہ مصدر جو ایک سے زیادہ کلمات سے تشکیل پائے. اردو میں اسے مرکب مصدر کہتے

ہیں. مثلاً: توبہ کردن (توبہ کرنا)، شیرین زبانی کردن (میٹھی باتیں کرنا)، کرہ مالی کردن (خوشامد کرنا)، قول دادن (قول دینا).

☆

فعل

فعل وہ کلمہ ہے جس میں کام کا ہونا، سہنا یا کرنا تینوں زمانوں ماضی، حال یا مستقبل میں سے ایک میں پایا جائے.

۱. فعلِ ماضی:

ایسے افعال جو گزرے ہو زمانے میں کسی کام کے کرنے یا ہونے کی دلالت کرتے ہیں. انہیں افعال ماضی یا بِن ماضی کہتے ہیں. افعال ماضی مجموعی طور پر چھ قسموں پر مشتمل ہیں:

۱۔ ماضی مطلق یا ماضی سادہ ۲۔ ماضی نقلی یا ماضی قریب ۳۔ ماضی بعید ۴۔ ماضی استمراری
۵۔ ماضی التزامی یا ماضی شکیہ ۶۔ ماضی جاری یاملموس

۱ ۔ ماضی مطلق یا ماضی سادہ:

ماضی مطلق یا ماضی سادہ گزرے ہوئے زمانے میں کسی کام کے مطلق طور پر انجام پانے کو ظاہر کرتا ہے یا گزرے ہو زمانے کی کوئی مطلق حالت بیان کرتا ہے.

بنانے کا طریقہ: مصدر کا آخری نون ہٹا دینے کے بعد آخری حرف کو ساکن کیجئے. اسے مصدر مرخم یا فعل ماضی بھی کہتے ہیں. ماضی مطلق بنانے کے لیے فعل ماضی کے آخر میں ضمائر شخصی متصل یعنی (ند، ی، ید، م، یم) لگا دیتے ہیں. اس طرح ماضی مطلق کی مندرجہ ذیل گردان بنے گی.

مصدر: نوشتن (لکھنا) **فعل ماضی:** نوشت (لکھا)

واحد غائب / سوم شخص مفرد : اس نے لکھا. او نوشت.

جمع غائب / سوم شخص جمع : انھوں نے لکھا. ایشان نوشتند.

واحد حاضر / دوم شخص مفرد : تو نے لکھا. تو نوشتی.

جمع حاضر / دوم شخص جمع : آپ / تم نے لکھا. شما نوشتید.

واحد متکلم / اول شخص مفرد : میں نے لکھا. من نوشتم.

جمع متکلم / اول شخص جمع : ہم نے لکھا. ما نوشتیم.

(نوٹ : ماضی مطلق میں "او" (وہ) کیلئے کوئی آخری علامت نہیں ہوتی اس لیے مندرجہ بالا گردان کے پہلے جملے میں فعل ماضی "نوشت" کے آخر میں کوئی علامت نہیں لگائی گئی اور جملہ فعل ماضی پر مکمل ہو گیا ہے.)

فعل ماضی مطلق منفی بنانے کے لئے فعل ماضی کے آغاز میں منفی کی علامت "ن" لگا دیا جاتا ہے. مثلاً :

اس نے نہیں لکھا. او ننوشت.

فعل ماضی مطلق سوالیہ بنانے کے لئے جملے کے آغاز میں "آیا" اور آخر میں سوالیہ نشان لگا دیا جاتا ہے مثلاً :

کیا اس نے لکھا؟ آیا او نوشت ؟

مثالیں

اردو	فارسی
علامہ اقبال ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے.	علامہ اقبال در ۱۸۷۷م بدنیا آمد.
ابتدائی تعلیم سیالکوٹ سے حاصل کی.	آموزشِ ابتدائی را از سیالکوت کسب نمود.
اس کے بعد وہ لاہور تشریف لائے.	پس از آن او بہ لاہور تشریف آورد.

علامہ اقبال نے مسلمانوں کی سوئی ہوئی قوم کو بیدار کیا.	علامہ اقبال ملتِ خوابیدہ مسلمانان را بیدار ساخت.
انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک جداگانہ ملک پاکستان بنانے کی راہ دکھائی.	وی بہ مسلمانانِ شبہ قارہ راہِ یک مملکتِ جداگانہ پاکستان نشان داد.

۲ ۔ ماضی نقلی یا ماضی قریب:

اس میں کام کا وقوع کامل طور پر پورا نہیں ہوا ہوتا مثلاً: اسلم ایستادہ است (اسلم کھڑا ہے). دوسرا یہ کہ کام کامل طور پر گزر چکا ہوتا ہے یا گذشتہ واقعہ کا بیان ہوتا ہے. مثلاً: رستم آمدہ است (رستم آیا ہے). سہراب رفتہ است (سہراب گیا ہے).

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے آخر میں ہائے مختفی "ہ" لگا کر اس کے ساتھ ضمائر شخصی متصل (است' اند' ای' اید' ام' ایم) لگانے سے ماضی نقلی یا ماضی قریب کے تمام صیغے یا گردانیں بن جاتی ہیں.

مصدر: نوشتن (لکھنا) **فعل ماضی:** نوشت (لکھا)

واحد غائب :	اس نے لکھا ہے.	او نوشتہ است.
جمع غائب :	انہوں نے لکھا ہے.	آنہا نوشتہ اند.
واحد حاضر :	تو نے لکھا ہے.	تو نوشتہ ای.
جمع حاضر :	تم نے لکھا ہے.	شما نوشتہ اید.
واحد متکلم :	میں نے لکھا ہے.	من نوشتہ ام.
جمع متکلم :	ہم نے لکھا ہے.	ما نوشتہ ایم.

فعل ماضی نقلی منفی بنانے کے لئے فعل ماضی کے آغاز میں منفی کی علامت "ن" لگا دیا جاتا ہے. مثلاً:

اس نے نہیں لکھا ہے. او ننوشتہ است.

فعل ماضی نقلی سوالیہ بنانے کے لئے جملے کے آغاز میں "آیا" اور آخر میں سوالیہ

نشان لگا دیا جاتا ہے. مثلاً:

کیا اس نے لکھا ہے؟ آیا او نوشتہ است؟

مثالیں

اردو	فارسی
علامہ اقبال نے زیادہ اشعار فارسی زبان میں کہے ہیں.	علامہ اقبال بیشتر شعر در زبانِ فارسی سرودہ است.
انہوں نے ہمیں اپنی خودی کو بلند رکھنے کا سبق دیا ہے.	وی بہ ما درس بلند نگہداشتن خودی دادہ است.
ہم نے ان کا کلام پڑھا ہے.	ما کلام او خواندہ ایم.
انہوں نے پی ایچ ڈی جرمنی سے کی ہے.	او دکترا از آلمان گرفتہ است.
کیا ہم نے ان کی باتوں پر عمل کیا ہے؟	آیا ما بہ سخنانِ او عمل کردہ ایم؟

۳۔ ماضی بعید:

ایسا ماضی جو دور کے گزرے ہوئے زمانے میں کسی فعل کے انجام پانے یا کسی حالت کے موجود ہونے کو ظاہر کرے اسے ماضی بعید کہتے ہیں.

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے آخر میں ہائے مختفی "ہ" لگانے کے بعد "بود" اور پھر سب سے آخر میں ضمائر شخصی متصل (ند، ی، ید، م، یم) لگانے سے ماضی بعید کے تمام صیغے بن جاتے ہیں.

مصدر: نوشتن (لکھنا) **فعل ماضی:** نوشت (لکھا)

واحد غائب:	اس نے لکھا تھا.	او نوشتہ بود.
جمع غائب:	انہوں نے لکھا تھا.	ایشان نوشتہ بودند.
واحد حاضر:	تو نے لکھا تھا.	تو نوشتہ بودی.
جمع حاضر:	آپ نے لکھا تھا.	شما نوشتہ بودید.

واحد متکلم : میں نے لکھا تھا. من نوشتہ بودم.

جمع متکلم : ہم نے لکھا تھا. ما نوشتہ بودیم.

فعل ماضی بعید منفی بنانے کے لئے "فعل ماضی" کے آغاز میں منفی کی علامت "ن" لگادیا جاتاہے. مثلاً : اس نے نہیں لکھا تھا. او ننوشتہ بود.

فعل ماضی بعید سوالیہ بنانے کے لئے جملے کے آغاز میں "آیا" اور آخر میں سوالیہ نشان لگادیا جاتا ہے. مثلاً : کیا اس نے لکھا تھا؟ آیا او نوشتہ بود ؟

مثالیں

فارسی	اردو
علامہ اقبال شب وروز زحمت می کشید.	علامہ اقبال دن رات محنت کرتے تھے.
او در ۱۹۰۵م بہ اروپا رفتہ بود.	وہ ۱۹۰۵ء میں یورپ گئے تھے.
علامہ اقبال سیاستِ ہندوھا فہمیدہ بود.	علامہ اقبال ہندوؤں کی سیاست سمجھ گئے تھے.
او دراین مورد بہ قائدِ اعظم نامہ ھا نوشتہ بود.	انہوں نے اس بارے میں قائداعظم کو خط لکھے تھے.
مسلمانان برای ساختنِ کشورِ جداگانہ تصمیم گرفتہ بودند.	مسلمانوں نے علیحدہ ملک بنانے کا فیصلہ کرلیا تھا.

۴۔ ماضی استمراری:

ایسا فعل جس میں گزرے ہوئے زمانے میں کسی کام یا حالت کا متواتر یا تکرار کے ساتھ ہونا پایا جائے اسے ماضی استمراری کہتے ہیں.

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی سے پہلے "می" لگادیا جاتا ہے جبکہ فعل ماضی کے آخر میں ضمائر شخصی متصل (ند، ی، ید، م، یم) لگانے سے ماضی استمراری کے تمام صیغے بن جاتے ہیں.

مصدر: نوشتن (لکھنا) **فعل ماضی:** نوشت (لکھا)

واحد غائب :	وہ لکھتا تھا.	او می نوشت.
واحد جمع :	وہ لکھتے تھے.	آنہامی نوشتند.
واحد حاضر :	تو لکھتا تھا.	تو می نوشتی.
جمع حاضر :	تم لکھتے تھے.	شما می نوشتید.
واحد متکلم :	میں لکھتا تھا.	من می نوشتم.
جمع متکلم :	ہم لکھتے تھے.	ما می نوشتیم.

فعل ماضی استمراری منفی بنانے کے لئے "می" کے آغاز میں منفی کی علامت "ن" لگادیا جاتاہے. مثلاً : وہ نہیں لکھتا تھا. او نمی نوشت.

فعل ماضی استمراری سوالیہ بنانے کے لئے جملے کے آغاز میں "آیا" اور جملے کے آخر میں سوالیہ نشان لگادیا جاتاہے. مثلاً : کیاوہ لکھتا تھا؟ آیااو می نوشت؟

مثالیں

اردو	فارسی
علامہ اقبال قرآن اور مثنوی معنوی کابغور مطالعہ کرتے تھے.	علامہ اقبال قرآن و مثنوی معنوی را با دقت مطالعہ می کرد.
ان کا کلام مسلمانوں میں آزادی کا جذبہ پیدا کرتا تھا.	کلامِ اودر مسلمانان انگیزہ آزادی ایجاد می کرد.
وہ مسلم لیگ کے جلسوں میں شرکت کرتے تھے.	او در جلسہ ھای حزبِ مسلم لیگ شرکت می کرد.
مسلمان ان کے شعر پڑھتے تھے.	مسلمانان شعرِ اومی خواندند:
ہم ان کے لیے پھول لاتے تھے.	ما برای ایشان گل می آوردیم.

۵۔ماضی التزامی یا ماضی شکیہ:

ایسا فعل جس کے گزرے ہوئے زمانے میں واقع ہونے میں کچھ شک وشبہ

آرزو یا تذبذب پایا جائے۔ اسے فعل ماضی التزامی یا شکیہ کہتے ہیں۔

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے آخر میں ہائے مختفی "ہ" لگانے کے بعد بودن کے مضارع باشد کی گردان لگایئے اور پھر سب سے آخر میں ضمائر شخصی متصل (د، ند، ی، ید، م، یم) لگانے سے ماضی التزامی کے تمام صیغے بنتے ہیں۔

مصدر: نوشتن (لکھنا) **فعل ماضی:** نوشت (لکھا)

واحد غائب :	اس نے لکھا ہو گا۔	او نوشتہ باشد۔
جمع غائب :	انہوں نے لکھا ہو گا۔	آنہا نوشتہ باشند۔
واحد حاضر :	تو نے لکھا ہو گا۔	تو نوشتہ باشی۔
جمع حاضر :	آپ نے لکھا ہو گا۔	شما نوشتہ باشید۔
واحد متکلم :	میں نے لکھا ہو گا۔	من نوشتہ باشم۔
جمع متکلم :	ہم نے لکھا ہو گا۔	ما نوشتہ باشیم۔

فعل ماضی التزامی منفی بنانے کے لئے "فعل ماضی" کے آغاز میں منفی کی علامت "ن" لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً : اس نے نہیں لکھا ہو گا۔ او نوشتہ باشد۔

فعل ماضی التزامی سوالیہ بنانے کے لئے مثبت جملے کے آغاز میں "آیا" اور جملے کے آخر میں سوالیہ نشان لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً : کیا اس نے لکھا ہو گا؟ آیا او نوشتہ باشد؟

مثالیں

اردو	فارسی
علامہ اقبال نے پاکستان کا خواب دیکھا ہو گا۔	علامہ اقبال خوابِ پاکستان دیدہ باشد۔
آپ نے ان کا فارسی کلام پڑھا ہو گا۔	شما کلامِ فارسی وی خواندہ باشید۔
ہم کلیاتِ اقبال ختم کر چکے ہوں گے۔	ما کلیاتِ اقبال را تمام کردہ باشیم۔
نیک آدمی مسجد پہنچ گیا ہو گا۔	آدمِ نیک بہ مسجد رسیدہ باشد۔

تو نے تقریر کی ہو گی.	تو سخنرانی کردہ باشی.

۶۔ ماضی جاری یا ملموس:

وہ فعل جو گزرے ہوئے زمانے میں کسی کام یا حالت کو رونما ہوتے ظاہر کرتا ہے اسے ماضی ملموس کہتے ہیں.

بنانے کا طریقہ: پہلے "داشت" ضمائر شخصی متصل (ند ' ی ' ید ' م ' یم) کے ساتھ آتا ہے اور اس کے بعد می اور پھر فعل ماضی کے آخر میں دوبارہ ضمائر شخصی متصل (ند ' ی ' ید ' م ' یم) لگا دی جاتی ہیں. جس سے ماضی ملموس کے تمام صیغے بن جاتے ہیں.

مصدر: نوشتن (لکھنا) **فعل ماضی:** نوشت (لکھا)

واحد غائب :	وہ لکھ رہا تھا.	او داشت می نوشت.
جمع غائب	وہ لکھ رہے تھے.	آنہا داشتند می نوشتند.
واحد حاضر :	تو لکھ رہا تھا.	تو داشتی می نوشتی.
جمع حاضر	تم لکھ رہے تھے	شما داشتید می نوشتید.
واحد متکلم	میں لکھ رہا تھا.	من داشتم می نوشتم.
جمع متکلم	ہم لکھ رہے تھے	ما داشتیم می نوشتیم.

فعل ماضی ملموس منفی بنانے کے لئے "می" کے آغاز میں منفی کی علامت "ن" لگا دیا جاتا ہے. مثلاً : وہ نہیں لکھ رہا تھا. او داشت نمی نوشت.

فعل ماضی ملموس سوالیہ بنانے کے لئے مثبت جملے کے آغاز میں "آیا" اور آخر میں سوالیہ علامت لگا دی جاتی ہے. مثلاً : کیا وہ لکھ رہا تھا؟ آیا او داشت می نوشت ؟

مثالیں

اردو	فارسی
علامہ اقبال مسلمانوں میں زندگی کی	علامہ اقبال داشت در مسلمانان روحِ نو

نئی روح پھونک رہے تھے۔	می دمید۔
وہ سیالکوٹ میں رہ رہے تھے۔	ایشان داشتند در سیالکوت زندگی می کردند
مسلمان انگریزوں کے خلاف مظاہرے کر رہے تھے	مسلمانان داشتند بر علیہ انگلیسہا تظاہرات می کردند۔
کیا تو اقبال پر مضمون لکھ رہا تھا؟	آیا تو داشتی دربارہ اقبال مقالہ می نوشتی؟
کشمیر میں دشمن کے سپاہی مر رہے تھے	در کشمیر سربازان دشمن داشتند می مردند۔

۲۔ فعلِ حال:

ایسے افعال جو موجودہ زمانے میں کسی کام کے کرنے، ہونے یا سہنے کی دلالت کرتے ہیں انہیں افعال حال کہتے ہیں۔ جدید فارسی میں افعال حال کو مضارع کہتے ہیں مضارع آنے والے (مستقبل) کیلئے اور حال دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں:

۱۔مضارع سادہ ۲۔مضارع اخباری

۳۔ مضارع التزامی یا شکیہ ۴۔مضارع ملموس

۱۔ مضارع سادہ: ایسا فعل جس میں کسی کام کا کرنا، ہونا یا سہنا موجودہ یا آنے والے زمانے میں پایا جائے اسے مضارع سادہ کہتے ہیں۔

بنانے کا طریقہ: امر کے آخری حرف کو متحرک کر کے اس کے ساتھ ضمائر شخصی متصل (د، ند، ی، ید، م، یم) لگانے سے مضارع سادہ کے تمام صیغے بن جاتے ہیں۔

مصدر: نوشتن (لکھنا) **امر:** نویس

واحد غائب:	وہ لکھے	او نویسد۔
جمع غائب:	وہ لکھیں۔	ایشان نویسند۔
واحد حاضر:	تو لکھے	تو نویسی۔

جمع حاضر	آپ لکھیں.	شمانویسید.
واحد متکلم	میں لکھوں	من نویسم.
جمع متکلم	ہم لکھیں	مانویسیم.

مثالیں

مضارع سادہ، فارسی اشعار میں مثبت شکل میں زیادہ کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے شعر کے ذریعے اس کی مثال پیش کی جاتی ہے

بطواف کعبہ رفتم بحرم رھم ندادند   کہ برون درچہ کردی کہ درون خانہ آیی

(عراقی)

(میں کعبہ کے طواف کو گیا۔ انہوں نے مجھے حرم کا راستہ نہ دیا (انہوں نے کہا) دروازے کے باہر تو نے کیا کیا ہے جواب خانہ کعبہ کی اندر بھی آنا چاہتا ہے) اس شعر میں "درون خانہ آیی" فعل مضارع سادہ ہے۔

۲۔ مضارع اخباری:

ایسا فعل جو موجودہ زمانے یا مستقبل میں یقینی طور پر کسی کام کے واقع ہونے یا کسی حالت کے موجود ہونے کو ظاہر کرے اسے فعل مضارع اخباری کہتے ہیں۔

بنانے کا طریقہ: امر کے پہلے "می" بڑھایئے اور امر کے آخری حرف کو متحرک کر کے اس کے ساتھ ضمائر شخصی متصل (د، ند، ی، ید، م، یم) لگا دیجئے۔

مصدر: نوشتن (لکھنا)   **امر:** نویس

واحد غائب :	وہ لکھتا ہے / وہ لکھے گا۔	اومی نویسد.
جمع غائب	وہ لکھتے ہیں / وہ لکھیں گے۔	ایشان می نویسند.
واحد حاضر	تو لکھتا ہے / تو لکھے گا۔	تومی نویسی.
جمع حاضر :	تم لکھتے ہو / تم لکھو گے	شمامی نویسید.

واحد متکلم: میں لکھتا ہوں / میں لکھوں گا۔ من می نویسم۔

جمع متکلم: ہم لکھتے ہیں / ہم لکھیں گے۔ ما می نویسیم

فعل مضارع اخباری نفی بنانے کے لئے "می" کے آغاز میں منفی کی علامت "ن" لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً: وہ نہیں لکھتا ہے / وہ نہیں لکھے گا۔ او نمی نویسد۔

فعل مضارع اخباری سوالیہ بنانے کے لئے مثبت جملے کے آغاز میں "آیا" اور آخر میں سوالیہ نشان لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً: کیا وہ لکھتا ہے / کیا وہ لکھے گا؟ آیا او می نویسد؟

مثالیں

اردو	فارسی
ایران کے لوگ بھی علامہ اقبال کا کلام شوق سے پڑھتے ہیں۔	مردمِ ایران نیز کلام علامہ اقبال با علاقہ می خوانند۔
ہم گرمیوں میں سمندر پر جاتے ہیں۔	ما در تابستان بہ دریا می رویم۔
یہاں بارش روزانہ نہیں برستی۔	اینجا باران روزانہ نمی بارد۔
کیا آپ پارک میں سیر کرتے ہیں؟	آیا شما در پارک گردش می کنید؟
ہم علامہ اقبال کو شاعرِ مشرق کہتے ہیں۔	ما علامہ اقبال را شاعرِ مشرق می گوییم۔

۳۔ مضارع التزامی یا شکیہ:

ایسا فعل جو زمانہ حال یا زمانہ مستقبل میں شک، شبہ، امکان، آرزو، شرط، تاکید یا خواہش کے ساتھ کسی کام کے واقع ہونے یا کسی حالت کے رونما ہونے کو ظاہر کرے اسے فعل مضارع التزامی کہتے ہیں۔

بنانے کا طریقہ: امر کے پہلے "ب" بڑھایئے پھر امر کے آخری حرف کو متحرک کر کے اس کے ساتھ ضمائر شخصی متصل (د، ند، ی، ید، م، یم) لگایئے۔ اس میں جملے کے آغاز میں اگر، شاید، کاش، ممکن است وغیرہ کا اضافہ بھی کیا جاتا ہے۔

مصدر: نوشتن　　　امر: نویس

واحد غائب:	شاید وہ لکھے	شاید او بنویسد. (شک)
جمع غائب:	ممکن ہے وہ لکھیں	ممکن است آنہا بنویسند. (امکان)
واحد حاضر:	اگر تو لکھے.	اگر تو بنویسی. (شرط)
جمع حاضر:	کاش آپ لکھیں.	کاش شما بنویسید. (آرزو)
واحد متکلم:	میں لکھنا چاہتا ہوں.	من می خواهم بنویسم. (خواہش)
جمع متکلم:	ہمیں لکھنا چاہیے.	ما باید بنویسیم. (تاکید)

فعل مضارع التزامی نفی بنانے کے لئے مضارع سے پہلے آنے والا ''ب'' ہٹا کر اس کی بجائے نفی کی علامت ''ن'' لگا دیا جاتا ہے. مثلاً: شاید وہ نہ لکھے. شاید او ننویسد.

فعل مضارع التزامی سوالیہ بنانے کے لئے مثبت جملے کے آغاز میں آیا اور اس کے آخر میں سوالیہ نشان لگا دینے سے سوالیہ جملہ بن جاتا ہے. مثلاً: کیا ممکن ہے وہ لکھے ؟ آیا ممکن است او بنویسد ؟

مثالیں

اردو	فارسی
ہمیں علامہ اقبال کے ارشادات پر عمل کرنا چاہیے.	ما باید به گفته های علامه اقبال عمل بکنیم
کاش ہم اچھے انسان بنیں.	کاش ما انسانهای خوب بشویم.
ہمیں جھوٹ نہیں بولنا چاہیے.	ما نباید دروغ بگوئیم.
ممکن ہے وہ آج لاہور پہنچیں.	ممکن است ایشان امروز به لاهور برسند.
شاید وہ بازار جائے.	شاید او به بازار برود.

۴۔ مضارع جاری یا ملموس:

ایسا فعل جو موجودہ زمانے میں کسی کام یا حالت کو رونما ہو تا ظاہر کرے اسے مضارع ملموس کہتے ہیں۔

بنانے کا طریقہ: مضارع اخباری کے پہلے دارد کی گردان لگا دینے سے مضارع جاری یا ملموس کی گردان بن جاتی ہے۔

مصدر: نوشتن (لکھنا) **امر:** نویس

واحد غائب	وہ لکھ رہا ہے۔	او دارد می نویسد۔
جمع غائب	وہ لکھ رہے ہیں	ایشان دارند می نویسند۔
واحد حاضر	تو لکھ رہا ہے۔	تو داری می نویسی۔
جمع حاضر	آپ لکھ رہے ہیں۔	شما دارید می نویسید۔
واحد متکلم	میں لکھ رہا ہوں۔	من دارم می نویسم۔
جمع متکلم	ہم لکھ رہے ہیں۔	ما داریم می نویسیم

فعل مضارع ملموس نفی بنانے کے لئے "می" کے آغاز میں نفی کی علامت "ن" لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً: وہ نہیں لکھ رہا۔ او دارد نمی نویسد۔

فعل مضارع ملموس سوالیہ بنانے کیلئے مثبت جملے کے آغاز میں "آیا" اور آخر میں سوالیہ نشان لگا دیتے ہیں۔ مثلاً: کیا وہ لکھ رہا ہے؟ آیا او دارد می نویسد؟

مثالیں

اردو	فارسی
استاد کلاس میں سبق پڑھا رہا ہے۔	استاد دارد در کلاس درس می دھد۔
طالبعلم چھٹی کی درخواست لکھ رہا ہے۔	دانشجو دارد تقاضای مرخصی می نویسد۔
کیا تم میرے لئے پانی لا رہے ہو؟	آیا تو داری برایم آب می آوری؟
لڑکے پارک میں کھیل رہے ہیں۔	پسران دارند در پارک بازی می کنند۔

وہ ہمارے لئے کھانا پکارہی ہے.	او دارد برای ما غذامی پزد.

فعل امر اور فعل نہی کا تعلق بھی فعل حال سے ہے.

فعل امر: وہ فعل جس میں کسی کو کوئی کام کرنے کا حکم دیا جائے یا کہا جائے اسے فعل امر کہتے ہیں.

بنانے کا طریقہ: مضارع سے پہلے "ب" اور پھر مضاری کا آخری "د" ہٹا کر اس کی جگہ ضمیر شخصی متصل لگا دینے سے فعل امر بن جاتا ہے.

مصدر: نوشتن **مضارع:** نویسد

(نوٹ: فعل امر کے صرف مندرجہ ذیل دو صیغے بنتے ہیں)

واحد حاضر:	تو لکھ	تو بنویس.
جمع حاضر:	آپ لکھیں	شما بنویسید.

مثالیں

اردو	فارسی
ان کے لئے پھل لائیں.	برای ایشان میوہ بیاورید.
یہ کتاب احمد کو دیں.	این کتاب را بہ احمد بدھید.
میرے لئے کھانا لے آ.	برای من غذا بیاور.
یہ یہاں سے اٹھالو.	این را از اینجا بردار.
برائے مہربانی یہ خط اسے دے دیں.	لطفاً این نامہ را بہ او بدھید.

فعل نہی: ایسا فعل جس میں کسی کو کوئی کام نہ کرنے کا حکم دیا جائے یا کہا جائے اسے فعل نہی کہتے ہیں.

بنانے کا طریقہ: فعل نہی بنانے کے لیے امر کے پہلے "ن" بڑھایئے.

(نوٹ: فعل نہی کے صرف دو مندرجہ ذیل صیغے بنتے ہیں)

مصدر: نوشتن		**امر:** نویس
واحد حاضر	تو نہ لکھ / مت لکھ	تو نَنویس
جمع حاضر	آپ نہ لکھیں	شما نَنویسید

مثالیں

اردو	فارسی
کمرے میں شور نہ کر.	در اتاق سر و صدا مکن.
باغ میں فٹ بال نہ کھیلیں.	در باغ فوتبال بازی نکنید.
رات کو کالی عینک نہ لگا.	شب عینک سیاہ نزن.
اپنے سفید کپڑے میلے نہ کریں.	لباس سفید خود تان را کثیف نکنید.
کھٹا آم نہ کھا.	انبہ ترش نخور.

(یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ قدیم فارسی میں نفی کی علامت ''ن'' نہیں بلکہ ''م'' تھی. مثلاً: سیب ترش مخور یعنی کھٹا سیب نہ کھا)

۳۔ فعل مستقبل:

وہ فعل ہے جس میں کام کا وقوع پذیر ہونا آیندہ زمانے میں پایا جائے.

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی سے پہلے خواہد کی گردان لگانے سے فعل مستقبل کے تمام صیغے بنتے ہیں.

مصدر: نوشتن (لکھنا)		**فعل ماضی:** نوشت
واحد غائب :	وہ لکھے گا.	او خواہد نوشت.
جمع غائب :	وہ لکھیں گے.	ایشان خواہند نوشت.
واحد حاضر :	تو لکھے گا.	تو خواہی نوشت.
جمع حاضر :	تم لکھو گے.	شما خواہید نوشت.

واحد متکلم: میں لکھوں گا۔ من خواھم نوشت.

جمع متکلم: ہم لکھیں گے۔ ما خواھیم نوشت.

فعل مستقبل منفی بنانے کے لئے ''خواھد'' سے پہلے ''ن'' بڑھایئے۔ مثلاً:

وہ نہیں لکھے گا۔ او نخواھد نوشت.

فعل مستقبل سوالیہ بنانے کے لیے مثبت جملے کے آغاز میں ''آیا'' اور جملے کے آخر میں سوالیہ نشان لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً: کیا وہ لکھے گا؟ آیا او خواھد نوشت؟

مثالیں

اردو	فارسی
جلد ہی پاکستان ترقی کرے گا۔	بزودی پاکستان پیشرفت خواھد کرد.
ہم ہوائی جہاز کے ذریعے فرانس جائیں گے۔	ما بوسیلہ ھواپیما بہ فرانسہ خواھیم رفت.
میں اسے کتاب نہیں دوں گا۔	من بہ او کتاب نخواھم داد.
کیا تو پانچ بجے ریلوے اسٹیشن پہنچ جائے گا۔	آیا تو ساعت پنج بہ ایستگاہ راہ آھن خواھی رسید.
وہ ایک گھنٹے بعد کھانا کھائیں گے۔	ایشان یک ساعت بعد غذا خواھند خورد.

افعال کی کچھ اقسام اور بھی ہیں ان میں سے چند اہم افعال کا ذکر یہاں مختصراً کیا جاتا ہے۔

فعل لازم: وہ فعل جس میں فاعل کی ضرورت ہو اور فعل و فاعل مل کر جملے کو مکمل کریں۔ اسے فعل لازم کہتے ہیں۔

مثالیں

اردو	فارسی
دو دن پہلے سعید یہاں آیا۔	دو روز پیش سعید اینجا آمد.
آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔	از دیدن شما خوشحال شدم.

وہ پارک میں بیٹھا تھا.	او در پارک نشستہ بود.
میں کل صبح آؤں گا.	من فردا صبح خواھم آمد.
تو کل کہاں جائے گا.	تو فردا کجا می روی؟ (خواھی رفت)

فعل متعدی: ایسا فعل جس میں فعل اور فاعل کے ساتھ ساتھ مفعول کی ضرورت موجود ہو اور مفعول کے بغیر جملہ مکمل نہ ہو تو اسے فعل متعدی کہتے ہیں.

مثالیں

اردو	فارسی
امجد نے اپنے دوست کیلئے خط لکھا.	امجد برای دوستش نامہ نوشت.
میں نے کھانا کھایا.	من غذا خوردم.
عامر شکار کے لئے صحرا جا رہا تھا.	عامر داشت برای شکار بہ صحرا می رفت.
انہوں نے اکٹھے نماز پڑھی.	ایشان دستہ جمعی نماز خواندند.
وہ کھیت سے چاول لاتے تھے.	ایشان از مزرعہ برنج می آوردند.

فعل معروف: ایسا فعل جس میں فاعل معلوم ہو اسے فعل معروف کہتے ہیں.

مثالیں

اردو	فارسی
ڈرائیور گاڑی تیز نہیں چلاتا.	رانندہ ماشین راتند نمی راند.
انہوں نے یہ کتاب لکھ لی.	ایشان این کتاب را نوشتند.
اس نے فٹ بال پھینکی.	او توپ را پرت کرد.
خالد نے جلدی ناشتہ کر لیا.	خالد زود صبحانہ خورد.
کسان نے کھیت کو پانی دیا ہو گا.	کشاورز بہ مزرعہ آب دادہ باشد.

فعل مجہول: وہ فعل جس میں فاعل معلوم نہ ہو اسے فعل مجہول کہتے ہیں.

۱. ماضی مطلق مجہول:

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے آخر میں "ہ شد" لگا کر اس کے ساتھ ضمائر شخصی متصل (ند، ی، ید، م، یم) لگا دی جاتی ہیں.

مصدر: دیدن **فعل ماضی:** دید

واحد غائب:	وہ دیکھا گیا.	او دیدہ شد.
جمع غائب	وہ دیکھے گئے.	ایشان دیدہ شدند.
واحد حاضر	تو دیکھا گیا.	تو دیدہ شدی.
جمع حاضر	آپ دیکھے گئے.	شما دیدہ شدید.
واحد متکلم	میں دیکھا گیا.	من دیدہ شدم.
جمع متکلم:	ہم دیکھے گئے.	ما دیدہ شدیم.

۲. ماضی نقلی یا قریب مجہول:

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے آخر میں "ہ شدہ" لگا کر اس کے ساتھ ضمائر شخصی متصل (است، اند، ای، اید، ام، ایم) لگا دی جاتی ہیں.

مصدر: دیدن **فعل ماضی:** دید

واحد غائب:	وہ دیکھا گیا ہے.	او دیدہ شدہ است.
جمع غائب:	وہ دیکھے گئے ہیں.	ایشان دیدہ شدہ اند.
واحد حاضر:	تو دیکھا گیا ہے.	تو دیدہ شدہ ای.
جمع حاضر:	تم دیکھے گئے ہو.	شما دیدہ شدہ اید.
واحد متکلم:	میں دیکھا گیا ہوں.	من دیدہ شدہ ام.
جمع متکلم:	ہم دیکھے گئے ہیں.	ما دیدہ شدہ ایم.

۳. ماضی بعید مجہول:

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے آخر میں "ہ شدہ" لگا کر اس کے ساتھ "بود" کی گردان

لگادی جاتی ہے۔

مصدر: دیدن **فعل ماضی:** دید

واحد غائب	وہ دیکھا گیا تھا۔	او دیدہ شدہ بود۔
جمع غائب	وہ دیکھے گئے تھے۔	آنہا دیدہ شدہ بودند۔
واحد حاضر	تو دیکھا گیا تھا	تو دیدہ شدہ بودی۔
جمع حاضر	آپ دیکھے گئے تھے	شما دیدہ شدہ بودید۔
واحد متکلم	میں دیکھا گیا تھا۔	من دیدہ شدہ بودم۔
جمع متکلم	ہم دیکھے گئے تھے۔	ما دیدہ شدہ بودیم۔

۴۔ ماضی التزامی مجہول:

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے آخر میں "ہ شدہ" لگاکر اس کے ساتھ "باشد" کی گردان لگائی جاتی ہے۔

مصدر: دیدن **فعل ماضی:** دید

واحد غائب	وہ دیکھا گیا ہوگا	او دیدہ شدہ باشد۔
جمع غائب	وہ دیکھے گئے ہونگے۔	ایشان دیدہ شدہ باشند۔
واحد حاضر	تو دیکھا گیا ہوگا۔	تو دیدہ شدہ باشی۔
جمع حاضر	تم دیکھے گئے ہوگے۔	شما دیدہ شدہ باشید۔
واحد متکلم	میں دیکھا گیا ہوں گا۔	من دیدہ شدہ باشم۔
جمع متکلم	ہم دیکھے گئے ہوں گے۔	ما دیدہ شدہ باشیم۔

۵۔ ماضی استمراری مجہول:

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے آخر میں "ہ می" لگاکر اس کے ساتھ "شد" کی گردان لگاتے ہیں۔

مصدر: دیدن فعل ماضی: دید

واحد غائب:	وہ دیکھا جاتا تھا.	او دیدہ می شد.
جمع غائب:	وہ دیکھے جاتے تھے.	ایشان دیدہ می شدند.
واحد حاضر:	تو دیکھا جاتا تھا.	تو دیدہ می شدی.
جمع حاضر:	آپ دیکھے جاتے تھے.	شما دیدہ می شدید.
واحد متکلم:	میں دیکھا جاتا تھا.	من دیدہ می شدم.
جمع متکلم:	ہم دیکھے جاتے تھے.	ما دیدہ می شدیم.

۲. ماضی جاری مجہول:

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی سے پہلے "داشت" کی گردان اور فعل ماضی کے بعد "ہ می" لگا کر اس کے ساتھ "شد" کی گردان لگاتے ہیں.

مصدر: دیدن فعل ماضی: دید

واحد غائب:	وہ دیکھا جارہا تھا.	او داشت دیدہ می شد.
جمع غائب:	وہ دیکھے جارہے تھے.	آنہا داشتند دیدہ می شدند.
واحد حاضر:	تو دیکھا جارہا تھا.	تو داشتی دیدہ می شدی.
جمع حاضر:	تم دیکھے جارہے تھے.	شما داشتید دیدہ می شدید.
واحد متکلم:	میں دیکھا جارہا تھا.	من داشتم دیدہ می شدم.
جمع متکلم:	ہم دیکھے جارہے تھے.	ما داشتیم دیدہ می شدیم.

۱. مضارع اخباری مجہول:

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے بعد "ہ می" لگا کر اس کے ساتھ "شود" کی گردان لگائی جاتی ہے.

مصدر: دیدن فعل ماضی: دید

واحد غائب :	وہ دیکھا جاتا ہے.	او دیدہ می شود.
جمع غائب :	وہ دیکھے جاتے ہیں.	ایشان دیدہ می شوند.
واحد حاضر :	تو دیکھا جاتا ہے.	تو دیدہ می شوی.
جمع حاضر :	آپ دیکھے جاتے ہیں.	شما دیدہ می شوید.
واحد متکلم :	میں دیکھا جاتا ہوں.	میں دیدہ می شوم.
جمع متکلم :	ہم دیکھے جاتے ہیں.	ما دیدہ می شویم.

۲. مضارع التزامی مجہول:

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے بعد " ہ " لگا کر اس کے ساتھ " شود " کی گردان لگائی جاتی ہے. اس میں جملے کے آغاز میں اگر، شاید، کاش یا ممکن است کا اضافہ کیا جاتا ہے.

مصدر: دیدن **فعل ماضی:** دید

واحد غائب :	شاید وہ دیکھا جائے.	شاید او دیدہ شود.
جمع غائب :	ممکن ہے وہ دیکھے جائیں	ممکن است آنہا دیدہ شوند.
واحد حاضر :	اگر تو دیکھا جائے.	اگر تو دیدہ شوی.
جمع حاضر :	کاش آپ دیکھے جائیں	کاش شما دیدہ شوید.
واحد متکلم :	شاید میں دیکھا جاؤں.	شاید من دیدہ شوم.
جمع متکلم :	ممکن ہے ہم دیکھے جائیں	ممکن است ما دیدہ شویم.

۳. مضارع جاری مجہول:

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے پہلے "دارد" کی گردان اور پھر فعل ماضی کے بعد " ہ می " لگا کر اس کے ساتھ "باشد" کی گردان لگائی جاتی ہے.

مصدر: دیدن **فعل ماضی:** دید

واحد غائب :	وہ دیکھا جا رہا ہے.	او دارد دیدہ می شود.

جمع غائب :	وہ دیکھے جارہے ہیں .	ایشان دارند دیدہ می شوند .
واحد حاضر :	تو دیکھا جارہا ہے .	تو داری دیدہ می شوی .
جمع حاضر :	آپ دیکھے جارہے ہیں	شما دارید دیدہ می شوید .
واحد متکلم :	میں دیکھا جارہا ہوں .	من دارم دیدہ می شوم .
جمع متکلم :	ہم دیکھے جارہے ہیں .	ما داریم دیدہ می شویم .

۱ . فعل مستقبل مجہول:

بنانے کا طریقہ: فعل ماضی کے بعد "ہ" پھر "خواهد" کی گردان اور سب سے آخر میں شد لگایا جاتا ہے .

مصدر: دیدن **فعل ماضی:** دید

واحد غائب :	وہ دیکھا جائے گا .	او دیدہ خواهد شد .
جمع غائب :	وہ دیکھے جائیں گے .	آنہا دیدہ خواهند شد .
واحد حاضر :	تو دیکھا جائے گا .	تو دیدہ خواهی شد .
جمع حاضر :	تم دیکھے جاؤ گے .	شما دیدہ خواهید شد .
واحد متکلم :	میں دیکھا جاؤں گا	من دیدہ خواهم شد .
جمع متکلم :	ہم دیکھے جائیں گے .	ما دیدہ خواهیم شد .

☆

مصدر سے مضارع بنانے کا مستقل قاعدہ نہیں اس لیے مصادر اور مضارع کی فہرست دی جاتی ہے تاکہ یاد کرنے میں آسانی ہو۔

مصدر	اردو معنی	فعلِ ماضی	امر	مضارع
آراستن	سنوارنا	آراست	آرا	آراید
آرمیدن	آرام پانا	آرمید	آرام	آرامد
آزردن	رنجیدہ ہونا	آزرد	آزار	آزارد
آزمودن	آزمانا	آزمود	آزما	آزماید
آسودن	آرام پانا	آسود	آسا	آساید
آشامیدن	پینا	آشامید	آشام	آشامد
آفریدن	بنانا	آفرید	آفرین	آفریند
آمدن	آنا	آمد	آ	آید
آموختن	سکھانا۔ سیکھنا	آموخت	آموز	آموزد
آمیختن	ملانا۔ ملنا	آمیخت	آمیز	آمیزد
آوردن	لانا	آورد	آر	آرد
آویختن	لٹکنا	آویخت	آویز	آویزد
افتادن	گرنا	افتاد	افت	افتد
افروختن	ابھارنا	افروخت	افروز	افروزد
افزودن	بڑھنا، بڑھانا	افزود	افزا	افزاید
افشاندن	بکھیرنا	افشاند	افشان	افشاند
افکندن	پھینکنا	افکند	افکن	افکند
انداختن	گرانا	انداخت	انداز	اندازد

اندوختن	جمع کرانا	اندوخت	اندوز	اندوزَد
اندیشیدن	سوچنا	اندیشید	اندیش	اندیشَد
انگاشتن	خیال کرنا	انگاشت	انگار	انگارَد
ایستادن	کھڑے ہونا	ایستاد	ایست	ایستَد
باختن	ہارنا	باخت	باز	بازَد
باریدن	برسنا	بارید	بار	بارَد
بازی کردن	کھیلنا	بازی کرد	بازی کن	بازی کنَد
باشیدن	ممکن ہونا	باشید	باش	باشَد
بافتن	بنا	بافت	باف	بافَد
بخشیدن	بخشنا	بخشید	بخش	بخشَد
برداشتن	اٹھانا	برداشت	بردار	بردارَد
بردن	لے جانا	برد	بر	برَد
برگشتن	واپس لوٹنا	برگشت	برگرد	برگردَد
بریدن	کاٹنا	برید	بر	برَد
بستن	باندھنا	بست	بند	بندَد
بودن	ہونا	بود	باش	باشَد
بورشدن	شرمندہ ہونا	بورشد	بورشو	بورشوَد
بوسیدن	چومنا	بوسید	بوس	بوسَد
بوییدن	سونگھنا	بویید	بو	بویَد
بیدارشدن	جاگنا	بیدارشد	بیدارشو	بیدارشوَد
پاشیدن	چھڑکنا	پاشید	پاش	پاشَد
پختن	پکانا	پخت	پز	پزَد
پذیرفتن	ماننا	پذیرفت	پذیر	پذیرَد

پرداختن	ادا کرنا	پرداخت	پرداز	پردازَد
پرستیدن	بندگی کرنا	پرستید	پرست	پرستَد
پرسیدن	پوچھنا	پرسید	پرس	پرسَد
پروردن	پروان چڑھانا	پرورد	پرور	پرورَد
پریدن	اچھلنا	پرید	پر	پرَد
پنداشتن	گمان کرنا	پنداشت	پندار	پندارد
پوشیدن	پہننا	پوشید	پوش	پوشَد
پوییدن	ادھر ادھر دوڑنا	پویید	پو	پویَد
پیاده شدن	اترنا	پیاده شد	پیاده شو	پیاده شود
پیچیدن	لپٹنا	پیچید	پیچ	پیچَد
پیمودن	ناپنا	پیمود	پیما	پیمایَد
پیوستن	جڑنا	پیوست	پیوند	پیوندَد
تابیدن	چمکنا	تابید	تاب	تابَد
تاختن	حملہ کرنا، دوڑنا	تاخت	تاز	تازَد
تپیدن	تڑپنا	تپید	تپ	تپَد
تراشیدن	کاٹنا	تراشید	تراش	تراشَد
ترسانیدن	ڈرانا	ترسانید	ترسان	ترساندَ
ترسیدن	ڈرنا	ترسید	ترس	ترسَد
ترکیدن	پھٹنا	ترکید	ترک	ترکَد
توانستن	کر سکنا	توانست	توان	توانَد
توختن	سینا، کھینچنا	توخت	توز	توزَد
ثابت کردن	ثابت کرنا	ثابت کرد	ثابت کن	ثابت کنَد
جستن	تلاش کرنا	جست	جو	جویَد

جنبیدن	ہلنا	جنبید	جنب	جنبَد
جنگیدن	لڑنا	جنگید	جنگ	جنگَد
جوشاندن	ابالنا	جوشاند	جوشان	جوشانَد
جوشیدن	ابلنا	جوشید	جوش	جوشَد
جویدن	چبانا	جوید	جو	جوَد
چراندن	چرانا	چراند	چران	چرانَد
چرخیدن	گھومنا	چرخید	چرخ	چرخَد
چریدن	چرنا	چرید	چر	چرَد
چسبیدن	چمٹنا	چسبید	چسب	چسبَد
چشیدن	چکھنا	چشید	چش	چشَد
چکیدن	ٹپکنا	چکید	چک	چکَد
چیدن	چننا	چید	چین	چینَد
خاریدن	کھجلانا	خارید	خار	خارَد
خاییدن	چبانا	خایید	خای	خایَد
خراشیدن	چھیلنا	خراشید	خراش	خراشَد
خرامیدن	نازو ادا سے چلنا	خرامید	خرام	خرامَد
خرده گرفتن	عیب نکالنا	خرده گرفت	خرده گیر	خرده گیرَد
خروشیدن	شور کرنا	خروشید	خروش	خروشَد
خریدن	خریدنا	خرید	خر	خرَد
خزیدن	رینگنا	خزید	خز	خزَد
خفتن	سونا	خفت	خسب	خسبَد
خنداندن	ہنسانا	خنداند	خندان	خندانَد

خندیدن	ہنسا	خندید	خند	خندَد
خواباندن	سلانا	خواباند	خوابان	خواباند
خوابیدن	سونا	خوابید	خواب	خوابَد
خواستن	چاہنا	خواست	خواه	خواهَد
خواندن	پڑھنا	خواند	خوان	خوانَد
خوراندن	کھلانا	خوراند	خوران	خورانَد
خوردن	کھانا	خورد	خور	خورَد
دادن	دینا	داد	ده	دهَد
داشتن	رکھنا	داشت	دار	دارَد
دانستن	جاننا	دانست	دان	دانَد
درآمدن	نکلنا	درآمد	درآ	درآیَد
درآمیختن	ملانا	درآمیخت	درآمیز	درآمیزَد
درآوردن	نکالنا	درآورد	درآر	درآرَد
درایدن	کہنا	درایید	درای	درایَد
درخشیدن	چمکنا	درخشید	درخش	درخشَد
دریافتن	پانا	دریافت	دریاب	دریابَد
دریدن	پھاڑنا	درید	در	دَرَد
دزدیدن	چرانا	دزدید	دزد	دزدَد
دست زدن	تالیاں بجانا	دست زد	دست زن	دست زنَد
دست شستن	ہاتھ دھو بیٹھنا	دست شست	دست شو	دست شوَید
دمیدن	پھونکنا	دمید	دم	دمَد
دوختن	سینا	دوخت	دوز	دوزَد
دوشیدن	دوہنا	دوشید	دوش	دوشَد

دویدن	دوڑنا	دوید	دو	دوَد
دیدن	دیکھنا	دید	بین	بیند
راندن	چلانا	راند	ران	راند
ربائیدن	اچکنا	ربائید	ربا	رباید
ربودن	لے جانا	ربود	ربا	رباید
رساندن	پہنچانا	رساند	رسان	رساند
رستن	اگنا	رست	رو(ی)	روید
رسیدن	پہنچنا	رسید	رس	رسد
رفتن	جانا	رفت	رو	رود
رقصیدن	ناچنا	رقصید	رقص	رقصد
رنج بردن	تکلیف اٹھانا	رنج برد	رنج بر	رنج برد
رنجیدن	رنجیدہ ہونا	رنجید	رنج	رنجد
روئیدن	اگنا	روئید	رو	روید
ریختن	گرنا۔ گرانا	ریخت	ریز	ریزد
زاییدن	جننا	زایید	زا	زاید
زدن	مارنا	زد	زن	زند
زدودن	صیقل کرنا	زدود	زدا	زداید
زیستن	جینا	زیست	زی	زید
ژولیدن	الجھنا	ژولید	ژول	ژولد
ساختن	بنانا	ساخت	ساز	سازد
سپردن	سپرد کرنا	سپرد	سپار	سپرد
ستاندن	لینا	ستاند	ستان	ستاند
ستردن	چھیلنا	سترد	ستر	سترد

ستودن	تعریف کرنا	ستود	ستای	ستاید
سرودن	گانا	سرود	سرا(ی)	سراید
سگالیدن	سوچنا	سگالید	سگال	سگالد
سنبیدن	سوراخ کرنا	سنبید	سنب	سنبد
سنجیدن	تولنا	سنجید	سنج	سنجد
سوختن	جلنا، جلانا	سوخت	سوز	سوزد
شاشیدن	پیشاب کرنا	شاشید	شاش	شاشد
شتافتن	دوڑنا	شتافت	شتاب	شتابد
شدن	ہونا	شد	شو	شود
شستن	دھونا	شست	شو(ی)	شوید
شکافتن	چاک کرنا	شکافت	شکاف	شکافد
شکردن	شکار کرنا	شکرد	شکر	شکرد
شکستن	توڑنا	شکست	شکن	شکند
شکفتن	کھلنا	شکفت	شکف	شکفد
شکوفیدن	کھلنا	شکوفید	شکوف	شکوفد
شمردن	گننا	شمرد	شمار	شمارد
شناختن	پہچاننا	شناخت	شناس	شناسد
شنیدن	سننا	شنید	شنو	شنود
صحبت کردن	گفتگو کرنا	صحبت کرد	صحبت کن	صحبت کند
صرف کردن	خرچنا	صرف کرد	صرف کن	صرف کند
طپیدن	بے چین ہونا	طپید	طپ	طپد
طرازیدن	آراستہ کرنا	طرازید	طراز	طرازد
طلبیدن	طلب کرنا	طلبید	طلب	طلبد

ظلم کردن	ظلم کرنا	ظلم کرد	ظلم کن	ظلم کنَد
عروسی کردن	شادی کرنا	عروسی کرد	عروسی کن	عروسی کنَد
غریدن	غرانا	غرید	غر	غرَد
غلطیدن	لڑھکنا	غلتید	غلت	غلتَد
فرستادن	بھیجنا	فرستاد	فرست	فرستَد
فرسودن	پرانا کرنا	فرسود	فرسا	فرسایَد
فروختن	بیچنا	فروخت	فروش	فروشَد
فروزیدن	روشن کرنا	فروزید	فروز	فروزَد
فروشیدن	فروخت کرنا	فروشید	فروش	فروشَد
فریب دادن	فریب دینا	فریب داد	فریب ده	فریب دهَد
فریفتن	فریب دینا	فریفت	فریب	فریبَد
فشردن	دبانا	فشرد	فشر	فشرَد
فهماندن	سمجھانا	فهماند	فهمان	فهمانَد
فهمیدن	سمجھنا	فهمید	فهم	فهمَد
کاشتن	کاشت کرنا	کاشت	کار	کارَد
کاهیدن	کم ہونا	کاهید	کاه	کاهَد
کردن	کرنا	کرد	کن	کنَد
کشتن	قتل کرنا	کشت	کش	کشَد
کشیدن	کھینچا	کشید	کش	کشَد
کندن	جدا کرنا، اکھاڑنا	کند	کن	کنَد
کوبیدن	کوٹنا	کوبید	کوب	کوبَد
کوشیدن	کوشش کرنا	کوشید	کوش	کوشَد
کوفتن	کوٹنا	کوفت	کوب	کوبَد

گداختن	نرم کرنا	گداخت	گداز	گدازَد
گذاردن	رکھنا	گذارد	گذار	گذارَد
گذاشتن	رکھنا	گذاشت	گذار	گذارَد
گذشتن	عبور کرنا	گذشت	گذر	گذرَد
گراییدن	رغبت کرنا	گرایید	گرای	گرایَد
گردیدن	ہونا	گردید	گرد	گردَد
گرفتن	پکڑنا	گرفت	گیر	گیرَد
گریختن	گریز کرنا	گریخت	گریز	گریزَد
گریستن	رونا	گریست	گر(ی)	گریَد
گزاردن	ادا کرنا	گزارد	گزار	گزارَد
گزیدن	انتخاب کرنا	گزید	گز	گزَد
گساردن	کھانا، پینا	گسارد	گسار	گسارَد
گشادن	کھولنا	گشاد	گشا	گشایَد
گشتن	پھرنا	گشت	گرد	گردَد
گفتن	کہنا	گفت	گو	گویَد
لرزیدن	کانپنا	لرزید	لرز	لرزَد
لغزیدن	پھسلنا	لغزید	لغز	لغزَد
لیسیدن	چاٹنا	لیسید	لیس	لیسَد
مالیدن	ملنا	مالید	مال	مالدَ
ماندن	رہ جانا	ماند	مان	ماندَ
مردن	مرنا	مرد	میر	میرَد
مکیدن	چوسنا	مکید	مک	مکدَ
نالیدن	رونا۔ شور کرنا	نالید	نال	نالدَ

نشاندن	بٹھانا	نشاند	نشان	نشانَد
نشستن	بیٹھنا	نشست	نشین	نشینَد
نگاشتن	لکھنا	نگاشت	نگار	نگارَد
نگریستن	دیکھنا	نگریست	نگر	نگرَد
نمودن	دکھانا	نمود	نما	نمایَد
نواختن	دلجوئی کرنا	نواخت	نواز	نوازَد
نوردیدن	طے کرنا	نوردید	نورد	نوردَد
نوشاندن	پلانا	نوشاند	نوشان	نوشانَد
نوشتن	لکھنا	نوشت	نویس	نویسَد
نوشیدن	پینا	نوشید	نوش	نوشَد
نهادن	رکھنا	نهاد	نہ	نهَد
ورزیدن	اختیار کرنا	ورزید	ورز	ورزَد
وزیدن	ہوا چلنا	وزید	وز	وزَد
هراسان کردن	ڈرانا	هراسان کرد	هراس	هراسَد
یاددادن	سکھانا	یادداد	یادده	یاددهَد
یافتن	پانا	یافت	یاب	یابَد
یخ کردن	ٹھٹھرنا	یخ کرد	یخ کن	یخ کنَد

☆

گلستانِ سعدی

باب اوّل

(در سیرتِ پادشاهان)

حکایت ۱

پادشاهی راشنیدم که به کشتنِ اسیری اشارت کرد. بیچاره در حالتِ نومیدی به زبانی که داشت مَلِک رادشنام دادن گرفت و سَقَط گفتن که گفته اند: هر که دست از جان بشوید هرچه در دل دارد بگوید.

اذا یئس الانسانُ طالَ لسانُهُ　　　کسنّورٍ مغلوبٍ یصولُ علی الکلب

وقتِ ضرورت چو نماند گریز　　　دست بگیرد سرِ شمشیرِ تیز

مَلِک پرسید که چه می گوید. یکی از وزرای نیک محضر گفت: ای خداوندِ جهان همی گوید: وَالکاظمین الغیظَ وَالعافین عنِ النّاس. مَلِک رارحمت در دل آمد واز سرِ خونِ او درگذشت. وزیرِ دیگر که ضدِّ او بود گفت: ابنای جنسِ ما را نشاید در حضرتِ پادشاهان جز براستیِ سخن گفتن. این مَلِک را دشنام داد و سقط گفت. مَلِک روی از این سخن درهم کشید و گفت: مرآن دروغ پسندیده تر آمد از این راست که تو گفتی که روی آن در مصلحتی بود و بنای این برخُبثی. و خردمندان گفته اند: دروغی مصلحت آمیز به از راستی فتنه انگیز.

هر که شاه آن کند که او گوید
حیف باشد که جز نکو گوید

برطاقِ ایوانِ فریدون نِبشته بود:

جهان، ای برادر، نماند به کس　　　دل اندر جهان آفرین بند و بس
مکن تکیه بر مُلکِ دنیا وپشت　　　که بسیار کس چون تو پروردو کُشت
چو آهنگِ رفتن کند جانِ پاك　　　چه بر تخت مردن، چه برروی خاك

☆

گلستانِ سعدی

پہلا باب

(بادشاہوں کی سیرت کے بارے میں)

حکایت ا

میں نے ایک بادشاہ کے بارے میں سنا کہ اس نے ایک قیدی کو قتل کرنے کا حکم دیا. بیچارے نے مایوسی کی حالت میں اپنی زبان میں بادشاہ کو گالیاں دینا اور برا بھلا کہنا شروع کر دیا. جیسا کہ عقلمندوں نے کہا ہے جو کوئی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے کہہ دیتا ہے.

ا۔ مجبوری کی حالت میں جب فرار کا کوئی راستہ نہیں رہتا تو ہاتھ (جان بچانے کیلئے) تیز تلوار کی دھار پکڑ لیتا ہے.

۲۔ جب انسان (زندگی سے) مایوس ہو جاتا ہے تو اس کی زبان دراز ہو جاتی ہے' (جیسے) مغلوب بلی کتے پر حملہ کر دیتی ہے.

بادشاہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے؟ نیک سیرت وزیروں میں سے ایک نے کہا: اے دنیا کے مالک! یہ کہہ رہا ہے: جو غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں بہت اچھے ہوتے ہیں. بادشاہ کے دل میں رحم آگیا. اور اس نے اس کے قتل کا ارادہ ترک کر دیا. ایک اور وزیر نے جو پہلے (وزیر) کے برعکس تھا' کہا: ہم جیسوں کو زیب نہیں دیتا کہ بادشاہوں کے حضور سچ کے علاوہ کوئی بات کریں. اس نے بادشاہ کو گالیاں دیں اور برا بھلا کہا. بادشاہ کو اس بات پر غصہ آگیا اور کہا: تمہارے کہے ہوئے اس سچ سے مجھے اس کا جھوٹ زیادہ اچھا لگا. کیونکہ اس نے مصلحت کے تحت ایسا کیا اور اس کی بنیاد خباثت پر تھی. اور عقلمندوں نے کہا ہے: حکمت کے تحت بولا جانے والا جھوٹ اس سچ سے بہتر ہے جس کی بنیاد فتنہ بڑھانے پر ہو.

فریدون (بادشاہ) کے محل کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ا۔ ہر وہ شخص جس کے کہنے پر بادشاہ عمل کرے، افسوس ہے اس پر اگر وہ اچھی بات کے سوا کچھ کہے.

۲۔ اے بھائی' دنیا کسی کا ہمیشہ ساتھ نہیں دیتی. دل جہان بنانے والے خدا سے لگا اور بس.

۳۔ دنیا کے مال و دولت پر بھروسہ نہ کر. اس نے تم جیسے بہت سے پرورش کیے اور قتل کر دیے.

۴۔ جب پاکیزہ روح (جسم سے) کوچ کرنے کا ارادہ کرتی ہے تو کیا تخت پر اور کیا زمین پر مرنا.

☆

حکایت ۲

یکی از ملوکِ خراسان محمودِ سبکتکین را به خواب چنان دید که جمله وجودِ او ریخته بود و خاك شده مگر چشمانِ او که همچنان در چشمخانه می گردید و نظر می کرد. سایرِ حکما از تأویل آن فرماندند مگر درویشی که بجای آورد و گفت: هنوز نگران است که مُلکش با دگران است.

بس نامور به زیرِ زمین دفن کرده اند
کز هستیش به روی زمین بر، نشان نماند
وان پیر لاشه را که سپردند زیرِ خاك
خاکش چنان بخورد کز او استخوان نماند
زنده ست نامِ فرّخِ نوشیروان به خیر
گرچه بسی گذشت که نوشیروان نماند
خیری کن ای فلان و غنیمت شمار عمر
زان پیشتر که بانگ بر آید فلان نماند

حکایت ۳

مَلِك زاده ای را شنیدم که کوتاه بود و حقیر و دیگر برادرانش بلند و خوبروی. باری پدر بکراهیت و استحقار در وی نظر همی کرد. پسر بفراست و استبصار بجای آورد و گفت: ای پدر، کوتاهِ خردمند به از نادانِ بلند، نه هر چه بقامت مهتر بقیمت بهتر. اَلشَّاةُ نَظِيفَةٌ وَالفِيلُ جِيفَةٌ.

اَقَلُّ جِبَالِ الاَرضِ طُورٌ وَاِنَّهُ — لَاَعظَمُ عِندَاللّٰهِ قَدراً وَ مَنزِلاً
آن شنیدی که لاغری دانا — گفت باری به ابلهی فربه
اسبِ تازی اگر ضعیف بوَد — همچنان از طویله ای خر به

پدر بخندید و ارکانِ دولت بپسندید ند و برادران بجان برنجیدند.

تا مرد سخن نگفته باشد — عیب و هنرش نهفته باشد
هربیشه گمان مبر که خالی است — باشد که پلنگ خفته باشد

حکایت ۲

خراسان کے ایک بادشاہ نے محمود سبکتگین کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ اس کا سارا وجود بکھر گیا تھا اور مٹی میں مل چکا تھا. مگر اس کی آنکھیں حلقوں میں اسی طرح حرکت کر رہی تھیں اور وہ دیکھ رہا تھا. سب عقلمند اس (خواب) کی تعبیر کرنے سے عاجز رہ گئے. مگر ایک درویش نے بات سمجھ لی اور کہا: وہ ابھی تک پریشان ہے کیونکہ اس کا ملک دوسروں کے پاس ہے.

۱۔ بہت سے مشہور لوگ زمین کے نیچے دفن کر دیئے ہیں. جن کے وجود کا اب زمین پر کوئی نام و نشان تک باقی نہیں رہا.

۲۔ اور اس کی بوڑھی لاش کو جسے انہوں نے مٹی کی نیچے دفن کر دیا. اس کی مٹی نے اسے اس طرح کھالیا کہ اس کی ہڈیاں تک باقی نہ رہیں.

۳۔ نوشیروان (بادشاہ) کا مبارک نام اس کی نیکی کی بدولت زندہ ہے. اگرچہ نوشیروان کو گزرے ایک عرصہ گذر گیا.

۴۔ اے شخص نیکی کر اور اس عمر کو غنیمت جان. اس سے پہلے کہ آواز آئے فلاں شخص نہیں رہا.

حکایت ۳

میں نے ایک شہزادے کے بارے میں سنا کہ پستہ قد اور بد صورت تھا' اس کے دوسرے بھائی بلند قامت اور خوب صورت تھے. ایک دفعہ باپ اسے نفرت اور حقارت سے دیکھ رہا تھا. لڑکا بصیرت اور دانائی سے سمجھ گیا. اور کہنے لگا: اے باپ' پستہ قد عقلمند، دراز قد بے وقوف سے بہتر ہوتا ہے. ضروری نہیں کہ ہر چیز جو جسامت میں بڑی ہو قیمت میں بھی بہتر ہو. بکری حلال ہے اور ہاتھی حرام ہے.

۱۔ دنیا کے پہاڑوں میں کوہ طور چھوٹا ہے لیکن خدا کے نزدیک قدر و منزلت میں بہت بلند ہے.

۲۔ کیا تو نے وہ سنا ہے کہ ایک دبلے پتلے عقلمند نے ایک دفعہ ایک موٹے بیوقوف سے کہا کہ عربی گھوڑا اچھا ہے کتنا ہی کمزور ہو پھر بھی گدھوں کے (پورے) اصطبل سے بہتر ہوتا ہے.

باپ ہنس پڑا اور سلطنت کے تمام عہدیداروں کو بات پسند آئی اور اس کے بھائیوں کو دلی صدمہ پہنچا.

۱۔ جب تک آدمی کچھ نہیں بولتا اس کی اچھائی اور برائی چھپی رہتی ہے.

۲۔ ہر جنگل کے بارے میں یہ خیال نہ کر کہ وہ خالی ہے. شاید اس میں چیتا سورہا ہو.

شنیدم که مَلِك را درآن مدّت دشمنی صعب روی نمود. چون لشکر از هر دو طرف روی درهم آوردند اوّل کسی که اسب در میدان جهانید این پسر بود و گفت: آن نه من باشم که روزِ جنگ بینی پشتِ من

آن منم گردرمیانِ خاك و خون بینی سری

کان که جنگ آرد به خون خویش بازی می کند

روزِ میدان، وان که بگریزد به خونِ لشکری

اینِ بگفت و بر سپاهِ دشمن زد و تنی چند مردانِ کاری بینداخت. چون پیشِ پدر باز آمد زمینِ خدمت ببوسید و گفت:

ای که شخصِ مَنَت حقیر نمود　　تا درشتی هنر نپنداری

اسبِ لاغر میانْ بکار آید　　روزِ میدان، نه گاوِ پرواری

آورده اند که سپاهِ دشمن بی قیاس بودو اینان اندك. طایفه ای آهنگِ گریز کردند. پسر نعره ای زد و گفت: ای مردان بکوشید یا جامهٔ زنان بپوشید. سواران را به گفتِ او تهوّر زیادت گشت و به یك بار حمله بردند. شنیدم که هم درآن روز بر دشمن ظفر یافتند. مَلِك سرو چشمش ببوسیدو در کنار گرفت و هر روز نظر بیش کرد تا ولی عهدِ خویش کرد. برادران حسد بردند و زهر در طعامش کردند. خواهرش از غُرفه بدید دریچه برهم زد. پسر دریافت و دست از طعام باز کشیدو گفت: مُحال است که هنرمندان بمیرند و بی هنران جای ایشان بگیرند.

کس نیاید به زیرِ سایهٔ بوم

ور همای از جهان شود معدوم

پدر را از این حال آگهی دادند. برادرانش را بخواند و گوشمالی بواجب بداد. پس هر یك را از اطرافِ بلاد حصّه ای مرضیَ معیَن کرد تا فتنه بنشست و نزاع برخاست که گفته اند: ده درویش در گلیمی بخسبند و دو پادشاه در اقلیمی نگنجند.

نیم نانی گر خورد مردِ خدای　　بذلِ درویشان کند نیمی دگر

مُلكِ اقلیمی بگیرد پادشاه　　همچنان در بندِ اقلیمی دگر

☆

میں نے سنا کہ اسی عرصے میں بادشاہ پر ایک سخت دشمن نے حملہ کیا. جب دونوں طرف سے لشکر آمنے سامنے آئے سب سے پہلے جس نے گھوڑا میدان میں اتارا وہ یہ لڑکا (شہزادہ) تھا. اس نے کہا:

ا۔ میں وہ نہیں کہ جنگ کے دن تو میری پیٹھ دیکھے. میں وہ ہوں جس کا سر تم خاک وخون میں لتھڑا ہوا دیکھو گے.

۲۔ جو ڈٹ کر لڑتا ہے وہ اپنے خون سے کھیلتا ہے اور جو شخص جنگ کے روز میدان سے بھاگتا ہے وہ لشکر کے خون سے کھیلتا ہے.

اس نے یہ کہا اور دشمن کے سپاہیوں پر ٹوٹ پڑا اور کچھ تجربہ کار اور اہم سپاہی مار گرائے. جب باپ کے سامنے آیا تو آداب بجالایا. اور کہا:

ا۔ اے مجھے حقیر جاننے والے شخص، باخبر رہ، موٹے پن کو ہنر نہ جان.

۲۔ جنگ کے روز پتلی کمر والا گھوڑا کام آتا ہے. موٹا تازہ بیل نہیں.

کہتے ہیں کہ دشمن کی فوج بہت زیادہ تھی. اور یہ بہت تھوڑے. ایک گروہ نے بھاگنے کا ارادہ کیا. لڑکے (شہزادے) نے نعرہ مارا اور کہا: "اے بہادرو! کوشش کرو یا عورتوں کا لباس پہن لو اس کی اس بات سے سواروں کی شجاعت زیادہ ہو گئی. اور انہوں نے اکٹھے ہو کر اچانک حملہ کر دیا. میں نے سنا کہ انہوں نے اسی دن دشمن پر فتح حاصل کر لی. بادشاہ نے اس کا سر اور آنکھیں چومیں اور اسے گلے لگایا. روز بروز اس پر زیادہ مہربانی کی. یہاں تک کہ اسے اپنا ولی عہد بنا دیا. بھائی حسد کرنے لگے اور اس کے کھانے میں زہر ملا دیا. بہن نے کھڑکی سے دیکھ لیا. کھڑکی کے پٹ کو زور سے کھٹکھٹایا. لڑکا (شہزادہ) سمجھ گیا. اور اس نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا "ایسا نا ممکن ہے کہ ہنر مند مر جائیں اور بے ہنر ان کی جگہ لے لیں".

ا۔ کوئی شخص الو کے سایہ میں آنا پسند نہیں کرے گا، چاہے دنیا سے ہما ناپید ہی کیوں نہ ہو جائے.

باپ کو اس بات سے آگاہ کیا گیا. اس نے (اس کے) بھائیوں کو بلایا اور انہیں مناسب سزا دی. پھر ہر ایک کا سلطنت کے مختلف اطراف میں حصہ مقرر کر دیا. یہاں تک کہ فتنہ و فساد جاتا رہا اور جھگڑا ختم ہو گیا. کیونکہ کہتے ہیں: دس درویش ایک گدڑی کے نیچے سو سکتے ہیں لیکن دو بادشاہ ایک سلطنت میں نہیں رہ سکتے.

ا۔ خدا کا بندہ (نیک آدمی) اگر آدھی روٹی کھاتا ہے تو دوسری آدھی فقیروں میں بانٹ دیتا ہے.

۲۔ بادشاہ اگر سات سلطنتوں پر بھی قبضہ کر لے تو اسی طرح ایک اور سلطنت حاصل کرنے کی سوچ میں رہتا ہے.

حکایت ٤

طایفه ای دزدان عرب بر سرِ کوهی نشسته بودند و منفذِ کاروان بسته و رعیّتِ بُلدان از مکایدِ ایشان مرعوب و لشکرِ سلطان مغلوب. بحُکمِ آن که ملاذی منیع از قلۀ کوهی بدست آورده بودند و ملجأ و مأوای خود کرده. مدبّرانِ ممالكِ آن طرف در دفعِ مضرتِ ایشان مشورت کردند که اگر این طایفه هم براین نَسَق روزگاری مداومت نماید مقاومت ممتنع گردد.

درختی که اکنون گرفته ست پای — به نیروی مردی برآید زجای
وَرَش همچنان روزگاری هِلی — به گردونش از بیخ برنگسلی
سرِ چشمه شاید گرفتن به بیل — چو پُر شد نشاید گذشتن به پیل

سخن بر این مقرّر شد که یکی را به تجسّسِ ایشان برگماشتند و فرصت نگه داشتند تا وقتی که بر سرِ قومی رانده بودند و مکان خالی مانده، تنی چند مردانِ واقعه دیدۀ جنگ آزموده را بفرستادند تا در شِعبِ جَبَل پنهان شدند. شبانگاه که دزدان بازآمدند سفر کرده و غارت آورده سِلاح بگشادند و رختِ غنیمت بنهادند نخستین دشمنی که برسرِ ایشان تاخت خواب بود. چندان که پاسی از شب درگذشت.

قرصِ خورشید در سیاهی شد
یونس اندر دهانِ ماهی شد

مردانِ دلاور از کمینگاه بدر جستند و دستِ یکان یکان بر کتف بستند و بامدادان به درگاهِ مَلِك حاضر آوردند. مَلِك همه را بکشتن فرمود. درآن میان جوانی بود میوۀ عُنفُوانِ شبابش نورسیده و سبزۀ گلستانِ عذارش نودمیده. یکی از وزرا پای تختِ مَلِك را بوسه داد و روی بشفاعت برزمین نهاد و گفت: این پسر همچنان از باغِ زندگانی برنخورده و از رَیعانِ جوانی تمتّع نیافته. توقّع به کرم و اخلاقِ خداوندی چنان است که به بخشیدنِ خونِ این جوان بربنده منّت نهد. مَلِك روی ازاین سخن درهم کشید و موافقِ رای بلندش نیامد و گفت:

حکایت ۴

عرب چوروں کے ایک گروہ نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر ٹھکانہ بنا رکھا تھا۔ اور قافلے والوں کا راستہ بند کر رکھا تھا۔ ان چوروں کے مکروفریب سے شہروں کے لوگ خوفزدہ تھے۔ اور بادشاہ کی فوج بے بس تھی۔ اس لیے کہ انہوں نے اپنی پناہ گاہ ایک دشوار گذار چوٹی پر بنا رکھی تھی۔ اور اسی کو اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا۔ ان علاقوں کے عقلمند لوگوں نے ان (چوروں) کے نقصانات سے بچنے کے لیے آپس میں مشورے شروع کر دیئے کہ اگر چوروں کے اس گروہ نے اسی انداز میں قبضہ جمائے رکھا۔ تو پھر ان سے مقابلہ کرنا ناممکن ہو جائے گا۔

۱۔ جس درخت نے ابھی جڑ پکڑی ہو' ایک آدمی کی طاقت سے اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا ہے۔

۲۔ اور اگر کچھ عرصہ تک یونہی چھوڑ دیا جائے تو پھر چرخی سے بھی اسے جڑ سے نہیں اکھاڑا جا سکتا۔

۳۔ چشمے کا دھانہ (آغاز میں) ایک بیلچے سے بند کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے بھر جانے کی بعد ہاتھی پر بیٹھ کر بھی گذرنا ممکن نہیں۔

یہ بات طے ہوئی کہ ایک آدمی کو ان کی جاسوسی کے لیے مقرر کیا گیا اور موقع کی تلاش میں رہے۔ یہاں تک کہ جب وہ (چور) کسی قوم کو لوٹنے کے لیے گئے ہوئے تھے۔ اور ان کا ٹھکانہ خالی تھا۔ چند تجربہ کار اور جنگجو آدمیوں کو بھیجا گیا جو پہاڑ کی گھاٹی میں چھپ گئے۔ رات کے وقت جب چور سفر سے واپس آئے اور ان کے پاس لوٹا ہوا مال تھا۔ انہوں نے جسم سے ہتھیار اتارے۔ سازوسامان اور مالِ غنیمت ایک جگہ رکھا۔ سب سے پہلے جو دشمن ان پر حملہ آور ہوا وہ نیند تھی۔ حتیٰ رات کا ایک پہر گذر گیا۔

۱۔ سورج کی ٹکیہ تاریکی میں چلی گئی (جیسے) حضرت یونس مچھلی کے منہ کے اندر چلے گئے۔

بہادر آدمی کمین گاہ سے باہر نکلے اور ہر ایک کے ہاتھ کندھوں سے باندھ دیئے۔ اور صبح سویرے ان کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیا (بادشاہ نے) سب کو قتل کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ اتفاق سے ان میں ایک نوجوان تھا جس کی چڑھتی جوانی کا میوہ (پھل) ابھی پکا ہی تھا۔ اور اس کے رخساروں کے باغ کا سبزہ ابھی پھوٹا ہی تھا۔ (نوجوانی کا آغاز تھا)۔ وزیروں میں سے ایک (وزیر) نے بادشاہ کے تخت کو بوسہ دیا اور سفارش کے لیے پیشانی زمین پر رکھ دی اور کہا: "اس لڑکے نے ابھی اپنی زندگی کی باغ سے پھل نہیں کھایا۔ اور نوخیز جوانی سے مستفید نہیں ہوا۔ بادشاہ سلامت کے کرم اور اخلاق سے امید ہے کہ اس (نوجوان) کی جان بخشی فرما کر بندے پر احسان فرمائیں گے۔" بادشاہ کو اس بات پر غصہ آ گیا اور اس (وزیر) کی یہ بات بادشاہ کی بلند رائے کے ساتھ مطابقت نہ رکھتی تھی اور اس (بادشاہ) نے کہا:

پرتوِ نیکان نگیرد هر که بنیادش بدست
تربیت نااهل را چون گِردکان بر گنبدست

نسلِ فسادِ اینان منقطع کردن اولی ترست و بیخ و تَبارِ ایشان برآوردن که آتش وانشاندن واخگر گذاشتن و افعی کشتن و بچه نگاه داشتن کارِ خردمندان نیست.

ابر اگر آبِ زندگی بارد
هرگز از شاخِ بید برنخوری
با فرومایه روزگار مبر
کز نیِ بوریا شکر نخوری

وزیر این سخن بشنید. طَوعاً و کَرهاً بپسندید و برحُسنِ رای مَلِك آفرین خواند و گفت: آنچه خداوند، دامَ مُلکُهُ ، فرمود عینِ مصلحت است و حقیقت که اگر در سِلكِ صحبتِ آن بَدان منتظم ماندی طبیعتِ ایشان گرفتی اما بنده امیدوارست که به عشرتِ صالحان تربیت پذیرد وخویِ خردمندان گیرد که هنوز طفل است و سیرت بغی و عنادِ این گروه در نهادِ او متمکّن نشده، و در حدیث است: **ما مِن مَولُودٍ اِلّا وَ قَد یُولَدُ عَلَی الفِطرَةِ فَاَبَواهُ یُهَوِّدانِهِ اَویُنَصِّرانِهِ اَو یُمَجِّسانِهِ.**

با بدان یار گشت همسرِ لوط
خاندانِ نبوتش گم شد
سگِ اصحابِ کهف روزی چند
پیِ نیکان گرفت و مردم شد

این بگفت و طایفه ای از ندمای مَلِك با وی بشفاعت یار شدند تا مَلِك از سرِ خونِ او درگذشت و گفت : بخشیدم اگر چه مصلحت ندیدم.

دانی که چه گفت زال با رستم گرد
دشمن نتوان حقیر و بیچاره شمرد
دیدیم بسی، که آبِ سر چشمهٔ خُرد
چون بیشتر آمد شتر و بار ببرد

ا. جس کی بنیاد بری ہو وہ نیک لوگوں کا سایہ (اثر) قبول نہیں کرتا. نااہل کی تربیت کرنا ایسے ہے جیسے گنبد پر اخروٹ.

ان کی فساد کرنے والی نسل کو کاٹ دینا بہتر ہے اور ان کی جڑ اور خاندان کو اکھاڑ پھینکنے میں بھلائی ہے. کیونکہ آگ بجھانا اور چنگاری کو چھوڑ دینا' سانپ کو مارنا اور اس کے بچے کی پرورش کرنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے.

ا۔ اگر بادل آب حیات برسائے تو بھی تو بید کی شاخ سے پھل نہیں کھائے گا (کیونکہ بید کا درخت کبھی پھل نہیں دیتا).

۲۔ تو کمینے شخص کے ساتھ زندگی بسر نہ کر' کیونکہ تو پٹ سن کی نے (جس سے چٹائی بنائی جاتی ہے) سے کبھی شکر نہیں کھا سکتا. (کیونکہ شکر تو گنے سے حاصل ہوتی ہے).

وزیر نے یہ بات سنی تو نہ چاہتے ہوئے بھی بادشاہ کی عمدہ رائے کی تعریف کی اور کہا حضور نے خدا آپ کی سلطنت ہمیشہ قائم رکھے. جو کچھ فرمایا ہے بالکل درست ہے. کیونکہ اگر یہ لڑکا ان برے لوگوں کی صحبت میں تربیت پاتا تو ان کی عادات اپناتا اور ان جیسا بنتا. لیکن بندہ کو امید ہے کہ یہ نیک لوگوں کی صحبت میں تربیت پائے گا تو عقلمندوں کی عادات اپنائے گا. کیونکہ (یہ) ابھی بچہ ہے. بغاوت اور دشمنی ابھی اس کی فطرت میں داخل نہیں ہوئی. حدیث شریف میں ہے کہ تمام بچے اپنی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں مگر ان کے والدین انہیں یہودی' عیسائی اور آتش پرست بنا دیتے ہیں.

ا۔ حضرت لوط کی بیوی نے برے لوگوں کی صحبت اختیار کی تو خاندان نبوت سے اس کا رشتہ ختم ہو گیا.

۲۔ اصحاب کہف کا کتا چند روز نیک لوگوں کے پیچھے چلا تو آدمیوں جیسا ہو گیا. (آدمی جیسا درجہ پا گیا).

اس نے یہ کہا اور بادشاہ کے مصاحبوں کا ایک گروہ سفارش کرنے کے لیے اس کے ساتھ مل گیا. یہاں تک کہ بادشاہ نے لڑکے کے قتل کا ارادہ ترک کر دیا. اور کہا" میں نے (اسے) معاف کر دیا. اگرچہ مجھے اس میں کوئی بھلائی نظر نہیں آئی".

ا۔ کیا تو جانتا ہے کہ زال (رستم کے باپ) نے رستم پہلوان سے کیا کہا. دشمن کو کمزور اور لاچار نہیں سمجھنا چاہیے.

۲۔ ہم نے بہت مرتبہ دیکھا کہ جب چھوٹے چشمے کا پانی بہت زیادہ مقدار میں باہر نکلا تو اونٹ اور اس کے سامان کو ساتھ بہا کر لے گیا.

فی الجمله پسر را بناز و نعمت برآوردن گرفت واستادِ ادیب به تربیتِ او نصب کرد تا حُسنِ خطاب و ردِّ جوابش درآموخت و سایرِ آدابِ خدمتِ ملوکش تعلیم کرد چنان که در نظرِ بزرگان پسند آمد. باری وزیر از شمایلِ او در حضرتِ سلطان شمّه ای می گفت که تربیتِ عاقلان دراو اثر کرده است و جهلِ قدیم از جِبِلّتِ اوبدر برده. مَلِك را از این سخن تبسّم آمد و گفت:

عاقبت گرگ زاده گرگ شود
گرچه با آدمی بزرگ شود

سالی دو بر این برآمد. طایفهٔ اوباشِ محلّت در او پیوستند و عقدِ مرافقت بستند تا به وقتِ فرصت وزیر و هر دو پسرانش را بکشت و نعمتی بی قیاس برداشت و به مغارهٔ دزدان بجای پدر بنشست و عاصی شد. مَلِك دستِ تحیّر به دندان گزیدن گرفت و گفت:

شمشیرِ نیك از آهنِ بد چون کند کسی؟
ناکس به تربیت نشود'ای حکیم' کس
باران که در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لاله روید و در شوره بوم خس

☆

زمینِ شوره سنبل برنیارد در او تخم و عمل ضایع مگردان
نکویی با بدان کردن چنان است که بدکردن بجای نیکمردان

حکایت ۵

سرهنگ زاده ای بردرِ سرای اِغلَمِش دیدم که عقل و کیاستی و فهم و فراستی زاید الوصف داشت' هم از عهدِ خُردی آثارِ بزرگی در ناصیهٔ او پیدا.

بالای سرش ز هوشمندی می تافت ستارهٔ بلندی

فی الجمله مقبولِ نظرِ سلطان آمد که جمالِ صورت و معنی داشت و حکما گفته اند: توانگری به هنرست نه به مال' و بزرگی به عقل است نه به سال. اَبنایِ جنسِ او بر منصب او حسد بردند و به خیانتی متّهم کردند و در کشتنِ او سعیِ بی فایده نمودند: دشمن چه زند چو مهربان باشد دوست؟

مختصر یہ کہ لڑکے کو بہت زیادہ ناز و نعمت سے پالا گیا۔ اور اس کی تربیت کے لیے استاد مقرر کیے گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے (لڑکے کو) گفتگو کرنے اور جواب دینے کا سلیقہ اور بادشاہوں کی خدمت کے آداب اچھی طرح سکھا دیئے۔ سب اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے لگے۔ ایک دفعہ وزیر اس کی اچھی عادات کے بارے میں بادشاہ کے حضور باتیں کر رہا تھا کہ عقلمند لوگوں کی تربیت نے اس پر اثر کیا ہے اور پرانی جہالت کو اس کی فطرت سے نکال باہر کیا ہے بادشاہ مسکرایا اور کہا:

ا۔ بھیڑیئے کا بچہ آخر کار بھیڑیا ہی ہوتا ہے۔ خواہ اس نے انسان کے ساتھ پرورش پائی ہو۔

اس واقعہ کو بیتے دو سال ہو گئے۔ محلے کے بد معاشوں کا ایک ٹولہ اس کے ساتھ مل گیا اور اس سے دوستی کا عہد کر لیا۔ یہاں تک کہ موقع پا کر اس نے وزیر اور اس کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا۔ اور بے اندازہ مال و دولت اٹھا کر لے گیا۔ چوروں کے غار میں اپنے باپ کی جگہ جا بیٹھا اور باغی ہو گیا۔ بادشاہ نے حیرت سے انگلیاں دانتوں سے کاٹیں اور کہا:

ا۔ کوئی برے لوہے سے اچھی تلوار کیسے بنا سکتا ہے۔ اے عقلمند! نالائق تربیت سے لائق نہیں بن سکتا۔

۲۔ بارش کی فطری لطافت مختلف نہیں ہوتی۔ لیکن (اس سے) باغ میں لالہ کا پھول اگتا ہے مگر بنجر زمین میں گھاس اگتی ہے۔

۳۔ بنجر زمین میں سنبل نہیں اگتا۔ اس (بنجر زمین) میں محنت اور بیج ضائع نہ کر۔

۴۔ برے لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا ایسے ہے جیسے نیکوں کے ساتھ برائی کرنا۔

حکایت ۵

اغلمش (بادشاہ) کے محل کے دروازے پر میں نے ایک سپاہی کے بیٹے کو دیکھا جس میں دانائی عقلمندی اور فراست بے اندازہ تھی چھوٹی عمر میں ہی اس کی پیشانی پر بزرگی کے آثار نمایاں تھے۔

ا۔ عقلمندی کی وجہ سے اس کے سر پر خوش قسمتی کا ستارہ چمک رہا تھا۔

مختصر یہ کہ وہ بادشاہ کا منظور نظر ہو گیا۔ کیونکہ اس میں ظاہری اور باطنی خوبصورتی موجود تھی اور داناؤں نے کہا ہے کہ "امیری ہنر سے ہوتی ہے مال سے نہیں، بزرگی عقل سے ہوتی ہے عمر سے نہیں" اس کے ہم پیشہ لوگ اس سے حسد کرنے لگے اور اس پر بد دیانتی کا الزام لگا دیا اور اسے قتل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ جب دوست (خداوند تعالیٰ) مہربان ہو تو دشمن کیا کر سکتا ہے۔

مَلِك پرسید که موجبِ خصمی اینان در حق تو چیست؟ گفت: در سایۂ دولتِ خداوندی، دامَ ظِلّهُ همگنان را راضی کردم مگر حسودرا که راضی نمی شود الّابه زوالِ نعمتِ من، و اقبال و دولتِ خداوند باد!

توانم آن که نیازارم اندرونِ کسی
حسود را چه کنم کوزخود به رنج دَرست؟
بمیر تا برهی، ای حسود، کاین رنجی است
که از مشقّتِ آن جز به مرگ نتوان رست

شور بختان بآرزو خواهند — مُقبلان را زوالِ نعمت و جاه
گر نبیند به روز شب پره چشم — چشمۂ آفتاب را چه گناه؟
راست خواهی، هزار چشم چنان — کور بهتر که آفتاب سیاه

حکایت ٦

یکی رااز ملوکِ عجم حکایت کنند که دستِ تطاول به مالِ رعیّت دراز کرده بودو جور و اذیت آغاز کرده تا به جایی که خلق از مکایدِ ظلمش به جهان برفتند و از کُربتِ جَورش راهِ غربت گرفتند. چون رعیّت کم شدارتفاعِ ولایت نقصان پذیرفت و خزینه تهی ماند و دشمنان زور آوردند.

هر که فریاد رسِ روزِ مصیبت خواهد
گو در ایّام سلامت به جوانمردی کوش
بندۂ حلقه بگوش ار ننوازی برود
لطف کن لطف که بیگانه شود حلقه بگوش

باری، در مجلسِ او، کتابِ شاهنامه می خواندند در زوالِ مملکتِ ضحّاك و عهدِ فریدون. وزیر مَلِك را پرسید: هیچ توان دانست فریدون که گنج و مُلك و حَشَم نداشت چگونه بر وی مملکت مقرّر شد؟ گفت: چنان که شنیدی خلقی بر او بتعصّب گرد آمدند و تقویت کردند و پادشاهی یافت. پس گفت: ای مَلِك،

بادشاہ نے پوچھا کہ ان کی تجھ سے دشمنی کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا: آپ کی بادشاہانہ خوش بختی کے سائے میں، خدا اس کو ہمیشہ قائم رکھے، سب کو راضی رکھا، لیکن حاسد تو راضی نہیں ہوتا. ماسوائے اس کے کہ میری نعمت کو زوال آئے. اور خدا آپ کی سلطنت اور خوش بختی کو ہمیشہ قائم رکھے.

۱۔ میں تو یہ کر سکتا ہوں کہ کسی کا دل نہ دکھاؤں، لیکن حاسد کا کیا کروں کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہے.

۲۔ اے حاسد تو مر جا، تاکہ تجھے نجات مل جائے. کیونکہ یہ ایک ایسی تکلیف ہے، جس کی اذیت سے موت کے علاوہ اور کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی.

۳۔ بدقسمت لوگ ہمیشہ آرزو رکھتے ہیں کہ خوش بخت لوگوں کی دولت اور رتبے کو زوال آجائے.

۴۔ اگر چمگادڑ کی آنکھ دن کے وقت نہیں دیکھ سکتی تو اس میں سورج کا کیا گناہ؟

۵۔ اگر تو سچ پوچھے تو سورج کے بے نور ہو جانے سے ایسی ہزاروں آنکھوں کا اندھا ہو جانا بہتر ہے.

حکایت ۶

ایران کے بادشاہوں میں سے ایک (بادشاہ) کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے رعایا کے مال پر لوٹ مار کی نیت سے ہاتھ دراز کر رکھا تھا اور ظلم و ستم کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا. یہاں تک کہ اس کے مکر و فریب سے تنگ آکر لوگ دنیا کے دوسرے علاقوں میں چلے گئے اور بادشاہ کے ظلم و ستم کے باعث دوسرے ملکوں کی راہ لی. جب رعایا کم ہو گئی تو ملک کی آمدنی کو نقصان پہنچا اور خزانہ خالی ہو گیا اور دشمن طاقتور ہو گئے.

۱۔ جو شخص یہ آرزو رکھتا ہے کہ مصیبت کے روز کوئی اس کی مدد کرنے والا ہو تو (اس سے) کہہ دو کہ سلامتی کے دور میں سخاوت کی کوشش کرے.

۲۔ اگر تو اپنے فرمانبردار غلام پر مہربانی اور عنائت نہیں کرے گا تو وہ چلا جائے گا. مہربانی کر مہربانی تاکہ غیر بھی تیرا مطیع ہو جائے.

ایک دفعہ اس کی محفل میں شاہنامہ (شاہنامہ فردوسی) پڑھ رہے تھے. جو کہ ضحاک (بادشاہ) کی حکومت کے زوال اور فریدون کے عہد کے بارے میں تھا. وزیر نے بادشاہ سے پوچھا: "فریدون جس کے پاس خزانہ، ملک اور نوکر چاکر نہیں تھے کس طرح ایک ملک کا بادشاہ مقرر ہوا؟" اس نے کہا: جیسا کہ تم نے سنا لوگ طرفداری کے باعث اس کے گرد اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اسے (بادشاہ کو) طاقتور بنایا اور اسے بادشاہت مل گئی. اس (وزیر) نے کہا: اے بادشاہ!

چون گرد آمدنِ خلقی موجبِ پادشاهی است تو مرخلق را پریشان برای چه می کنی؟ مگر سرِ پادشاهی کردن نداری؟

همان به که لشکر بجان پروری

که سلطان به لشکر کند سروری

مَلِك گفت: موجبِ گرد آمدنِ سپاه و رعیّت چه باشد؟ گفت: پادشه را کرم باید تا بر او رعیّت گرد آیند و رحمت تا در پناهِ دولتش ایمن نشینند و تو را این هر دو نیست.

نکند جور پیشه سلطانی

که نیاید ز گرگ چوپانی

پادشاهی که طرح ظلم افگند

پای دیوارِ مُلکِ خویش بکند

ملك را پندِ وزیرِ ناصح موافقِ طبع نیامد. روی از این سخن درهم کشید و به زندانش فرستاد. بسی برنیامد که بنی عمّش بمنازعت برخاستند و مُلکِ پدر خواستند. قومی که ازدستِ تطاولِ او بجان آمده بودند و پریشان شده، برایشان گرد آمدند و تقویت کردند تا مُلك از تصرّفِ این بدر رفت و بر آنان مقرّر شد.

پادشاهی کو روا دارد ستم بر زیر دست

دوستدارش روزِ سختی دشمنِ زور آورست

با رعیّت صلح کن وز جنگِ خصم ایمن نشین

زان که شاهنشاهِ عادل را رعیّت لشکر ست

حکایت ۷

پادشاهی با غلامی عجمی در کشتی نشست و غلام هرگز دریا ندیده بود و محنتِ کشتی نیازموده، گریه و زاری در نهاد و لرزه براندامش افتاد. چندان که ملاطفت کردند آرام نمی گرفت و مَلِك را عیش از او منغّض شد. چاره ندانستند. حکیمی درآن کشتی بود مَلِك را گفت: اگر فرمایی من او را خاموش کنم. گفت: غایتِ لطف باشد. بفرمود تا غلام را به دریا انداختند. باری چند غوطه خورد. مویش گرفتند و سوی کشتی آوردند. دست در خِطامِ کشتی زد. چون برآمد به گوشه ای بنشست و آرام یافت. مَلِك را پسندیده آمد گفت:

جب لوگوں کا اکٹھا ہونا بادشاہت کا سبب بنتا ہے تو پھر تم لوگوں کو کیوں منتشر کر رہے ہو؟ کیا تمہارا بادشاہت کرنے کا ارادہ نہیں ہے؟"

۱. یہی بہتر ہے کہ لشکر کی پرورش دل و جان سے کرے۔ کیونکہ بادشاہ لشکر کی بدولت بادشاہت کرتا ہے۔

بادشاہ نے کہا: سپاہیوں اور رعایا کے اکٹھا ہونے کا سبب کیا ہے؟ اس نے (وزیر نے) کہا: بادشاہ کو مہربانی کرنی چاہیئے تاکہ رعایا اس کے گرد جمع ہو جائیں اور اسے رحم کرنا چاہیئے تاکہ وہ اس کی سلطنت کی پناہ میں امن سے رہ سکیں۔ اور تجھ میں یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔

۱۔ ظلم و ستم روا رکھنے والا بادشاہت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بھیڑ بکریوں کی رکھوالی بھیڑیئے کا کام نہیں۔

۲۔ جس بادشاہ نے (حکومت کی) بنیاد ظلم پر رکھی اس نے اپنے ملک کی بنیاد خود ہی کھود ڈالی۔

نصیحت کرنے والے وزیر کی نصیحت بادشاہ کی طبعیت کو پسند نہ آئی۔ اس بات پر وہ (بادشاہ) ناراض ہو گیا۔ اور اسے (وزیر کو) جیل بھجوا دیا۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اس کے چچازاد بھائی جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے باپ کے ملک کا مطالبہ کر دیا۔ جو لوگ اس (بادشاہ) کے ظلم و ستم سے تنگ آچکے تھے اور بکھر گئے تھے ان (بادشاہ کے چچازاد بھائیوں) کے گرد جمع ہو گئے۔ اور ان کی قوت میں اضافہ کیا۔ یہاں تک کہ ملک اس (بادشاہ) کے قبضے سے نکل گیا۔ اور ان کے (بادشاہ کی چچازاد بھائیوں کے) ہاتھ آگیا۔

۱۔ وہ بادشاہ جو اپنے ماتحتوں پر ظلم کرنا جائز سمجھتا ہے۔ مشکل وقت میں اس کا ساتھی اس کا زبردست دشمن بن جاتا ہے۔

۲۔ رعایا کے ساتھ صلح رکھ اور دشمن کی جنگ سے امن میں رہ۔ کیونکہ عادل بادشاہ کی رعایا اس کا لشکر ہوتی ہے۔

حکایت ۷

ایک بادشاہ ایک ایرانی غلام کے ساتھ کشتی میں بیٹھا۔ غلام نے پہلے کبھی سمندر نہ دیکھا تھا اور نہ کشتی کی تکلیف اٹھائی تھی۔ اس نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ اور اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔ جس قدر اس سے نرم رویہ برتا گیا اسے آرام نہ آیا۔ اس سے بادشاہ کا مزا کرکرا ہو گیا۔

کوئی تدبیر نظر نہ آتی تھی۔ اس کشتی میں ایک دانا آدمی بھی سوار تھا۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ "اگر آپ حکم دیں تو میں کسی طریقے سے اسے خاموش کرا دوں۔ اس نے (بادشاہ نے) کہا: "یہ تو بہت مہربانی ہوگی۔" اس کے حکم سے اس غلام کو سمندر میں پھینک دیا گیا۔ اس نے چند ایک غوطے کھائے۔ اس کے بال پکڑ کر اس کو کشتی کی قریب لائے۔ وہ دونوں ہاتھوں سے کشتی کے پچھلے حصے کو پکڑ کر لٹک گیا۔ جب (کشتی کے) اوپر آیا تو ایک کونے میں بیٹھ گیا اور اسے سکون نصیب ہوا۔ بادشاہ کو (یہ بات) پسند آئی، کہا:

در این چه حکمت بود؟ گفت: اول محنتِ غرقه شدن نچشیده بود و قدرِ سلامتِ کشتی نمی دانست. همچنین قدرِ عافیت کسی داند که به مصیبتی گرفتار آید.

ای سیر تورا نانِ جوین خوش ننماید
معشوقِ من است آن که به نزدیك تو زشت است
حورانِ بهشتی را دوزخ بوَد اَعراف
از دوزخیان پرس که اَعراف بهشت است
فرق است میانِ آن که یارش در بر
با آن که دو چشمِ انتظارش بر در

حکایت ۸

هرمز را گفتند: از وزیرانِ پدر چه خطا دیدی که بند فرمودی؟ گفت: خطائی معلوم نکردم و لیکن دیدم که مهابتِ من در دلِ ایشان بی کران است و بر عهدِ من اعتمادِ کلّی ندارند. ترسیدم از بیمِ گزندِ خویش قصدِ هلاكِ من کنند. پس قولِ حکما را کار بستم که گفته اند:

ازان کز تو ترسد بترس ای حکیم
وگر با چنو صد برآیی به جنگ
ازان مار بر پای راعی زند
که ترسد سرش را بکوبد به سنگ
نبینی که چون گربه عاجز شود
بر آرد به چنگال چشمِ پلنگ؟

حکایت ۹

یکی از ملوكِ عرب رنجور بود در حالتِ پیری و امید از زندگانی قطع کرده، که ناگه سواری از در درآمد و مژده آورد که فلان قلعه را به دولتِ خداوند گشادیم و دشمنان اسیر شدند و سپاه و رعیّتِ آن طرف بجملگی مطیعِ فرمان گشتند. مَلِك را نَفَسی سرد از سرِ درد برآمد و گفت: این مژده مرا نیست دشمنانم راست یعنی وارثانِ مملکت.

در این امید بسر شد، دریغ! عمرِ عزیز
که آنچه در دلم است از درم فرازآید

"اس میں کیا حکمت تھی؟" اس نے (عقلمند آدمی نے) کہا: "اس (غلام) نے پہلے ڈوبنے کی تکلیف نہ دیکھی تھی اور نہ ہی کشتی کی سلامتی کی قدر جانتا تھا. اس طرح سلامتی کی قدر وہی جانتا ہے جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو."

ا۔اے پیٹ بھرے شخص! تجھے جو کی روٹی اچھی نہیں لگتی. جو تیرے نزدیک بدصورت ہے وہ میری محبوبہ ہے.

۲۔ جنت کی حوروں کے لئے اعراف دوزخ ہے. دوزخیوں سے پوچھو ان کیلیے اعراف ہی بہشت ہے.

۳۔ فرق ہے اس شخص کی حالت میں جس کا محبوب اس کے پہلو میں ہو اور اس شخص کی حالت میں جس شخص کی دونوں آنکھیں محبوب کے انتظار میں دروازے پر لگی ہوں.

حکایت ۸

ہرمز سے پوچھا گیا: "تم نے اپنے باپ کے وزراء کی کیا غلطی دیکھی جو انہیں قید میں ڈال دیا؟" اس نے کہا: "قصور تو نہیں دیکھا، لیکن میں نے دیکھا کہ میرا خوف ان کے دلوں میں بہت زیادہ ہے اور میرے وعدے پر مکمل طور پر اعتماد نہیں کرتے. میں ڈر گیا کہ کہیں اپنے نقصان کے خوف سے مجھے ہلاک کرنے کا ارادہ نہ کرلیں. پس میں داناؤں کے قول پر عمل پیرا ہوا. کیونکہ انہوں (داناؤں) نے کہا ہے:

ا۔اے عقلمند! اس سے ڈر جو تجھ سے ڈرتا ہے. چاہے اس جیسے سینکڑوں آدمیوں پر تو جنگ میں غالب آسکتا ہو.

۲۔ سانپ اس لیے چرواہے کے پاؤں پر ڈستا ہے کیونکہ اس کو ڈر ہوتا ہے کہ (چرواہا) اس کے سر کو پتھر سے کچل دے گا.

۳۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ جب بلی مجبور ہو جاتی ہے تو پنجے سے چیتے کی آنکھیں نکال لیتی ہے.

حکایت ۹

عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بیمار تھا. بڑھاپے کی حالت میں زندگی سے ناامید ہو چکا تھا. ایک سوار دروازے سے اندر آیا اور خوشخبری دی کہ ہم نے فلاں قلعہ حضور کی سلطنت کے لیے فتح کرلیا ہے. دشمن گرفتار ہو گئے ہیں. ان کی فوج اور رعایا نے مکمل طور پر بادشاہ کی اطاعت قبول کرلی ہے. اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہا: یہ خوشخبری میرے لیے نہیں میرے دشمنوں یعنی سلطنت کے وارثوں کے لیے ہے.

ا۔افسوس یہ عمر عزیز اسی امید میں گذر گئی کہ جو میرے دل میں ہے پورا ہو جائے.

امید بسته برآمد ولی چه فایده زانك
امید نیست که عمرِ گذشته باز آید

☆

کوسِ رحلت بکوفت دستِ اجل
ای دو چشمم وداعِ سر بکنید
ای کفِ دست و ساعد و بازو
همه تودیعِ یکدگر بکنید
بر منِ اوفتاده دشمن کام
آخر، ای دوستان، گذر بکنید
روزگارم بشد بنادانی
من نکردم شما حذر بکنید

حکایت ۱۰

بربالینِ تربتِ یحیی پیغامبر، علیه السّلام، معتکف بودم در جامعِ دمشق که یکی از ملوكِ عرب که به بی انصافی معروف بود به زیارت آمد و نماز و دعا کرد و حاجت خواست.

درویش و غنی بندهٔ یك خاكِ درند   آنان که غنی ترند محتاج ترند

آنگه مرا گفت: از ان جا که همّتِ درویشان است و صدقِ معاملتِ ایشان خاطری همراهِ ما کن که از دشمنِ صعب اندیشناکم. گفتمش: بر رعیّتِ ضعیف رحمت کن تا از دشمنِ قوی زحمت نبینی.

به بازوانِ توانا و قوّتِ سرِ دست
خطاست پنجه، مسکینِ ناتوان بشکست
نترسد آن که برافتادگان نبخشاید
که گرز پای درآید، کسش نگیرد دست؟
هر آن که تخمِ بدی کشت و چشمِ نیکی داشت
دماغِ بیهده پخت و خیالِ باطل بست
زگوش پنبه برون آر و دادِ خلق بده
وگر تو می ندهی داد، روزِ دادی هست

☆

بنی آدم اعضای یکدیگرند   که در آفرینش زیك گوهرند
چو عضوی بدرد آورد روزگار   دگر عضوها را نماند قرار
تو کز محنت دیگران بی غمی   نشاید که نامت نهند آدمی

۲۔ میں نے جو امید لگائی تھی وہ پوری ہوئی۔ مگر کیا فائدہ؟ کیونکہ گزری ہوئی عمر واپس آنے کی کوئی امید نہیں۔

۳۔ موت کے ہاتھ نے کوچ کا نقارہ بجا دیا ہے۔ اے دو آنکھو! سر کو الوداع کہہ دو۔

۴۔ اے ہاتھ، ہتھیلی کلائی اور بازو سب ایک دوسرے کو خدا حافظ کہہ دو۔

۵۔ میں دشمن کی آرزو کے مطابق مرنے کو ہوں۔ اے دوستو میرے پاس سے گزرو۔

۶۔ میری زندگی نادانی میں گذر گئی میں نے (برائیوں سے) پرہیز نہیں کیا۔ مگر تم پرہیز کرو۔

حکایت ۱۰

میں جامع مسجد دمشق میں حضرت یحییٰ علیہ السلام پیغمبر کی قبر کے سرہانے گوشہ نشین تھا کہ عرب بادشاہوں میں سے ایک جو بے انصافی میں مشہور تھا اتفاق سے زیارت کے لیے آیا' نماز پڑھی' دعا کی اور مراد مانگی۔

فقیر اور مالدار اس درگاہ کی خاک کے غلام ہیں۔ وہ جو زیادہ امیر ہیں وہ زیادہ محتاج ہیں۔

پھر اس نے مجھ سے کہا: جہاں تک ہمت اور معاملات کی سچائی کا تعلق ہے وہ درویشوں میں ہے۔ آپ مجھ پر توجہ فرمائیں۔ کیونکہ میں ایک سخت دشمن سے خوفزدہ ہوں۔ میں نے اس سے کہا: تم اپنی کمزور رعایا پر رحم کرو تاکہ تمہیں اپنے طاقتور دشمن سے تکلیف نہ ہو۔

۱۔ طاقتور بازوؤں اور پنجے کی قوت سے کسی کمزور بے چارے کا پنجہ توڑنا غلط بات ہے۔

۲۔ جو شخص مصیبت زدہ لوگوں پر رحم نہیں کرتا (گویا) اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اگر کبھی خود گر پڑا تو اس کا ہاتھ بھی کوئی نہیں تھامے گا۔

۳۔ جس شخص نے بدی کا بیج بویا اور اچھائی کی امید رکھی اس نے ذہن میں فضول بات سوچی اور غلط خیال باندھا۔

۴۔ اپنے کان سے روئی نکال اور مخلوق کو انصاف دے۔ اور اگر تم انصاف نہیں دو گے تو (یاد رکھو) انصاف کا ایک دن مقرر ہے۔

☆

۵۔ آدم کی اولاد ایک ہی جسم کے اعضاء ہیں کیونکہ پیدائشی طور پر وہ ایک ہی جوہر سے ہیں۔

۶۔ جب زمانہ کسی عضو کو تکلیف پہنچاتا ہے تو دوسرے اعضا کو بھی چین نہیں آتا۔

۷۔ تو جو دوسروں کی تکلیف سے بے غم ہے زیب نہیں دیتا کہ تیرا نام آدمی رکھا جائے۔

☆ ☆ ☆

باب هفتم (در تاثیرِ تربیت)

حکایت ۱

یکی را از وزرا پسری کودن بود؛ پیشِ یکی از دانشمندان فرستاد که مر این را تربیتی می کن مگر عاقل شود. روزگاری تعلیم کردش و مؤثر نبود. پیشِ پدرش کس فرستاد که این عاقل نمی شود و مرا دیوانه کرد.

چون بود اصلِ گوهری قابل — تربیت را در او اثر باشد
هیچ صیقل نکو نداند کرد — آهنی را که بد گہر باشد
سگ به دریای هفتگانه بشوی — که چو تر شد پلید تر با شد
خرِ عیسی گرش به مکّه برند — چون بیاید هنوز خر باشد

☆ ☆ ☆

حکایت ۲

حکیمی پسران را پند همی داد که جانانِ پدر هنر آموزید که مُلك و دولتِ دنیااعتماد را نشایدو سیم و زر در سفر به محلِ خطرست. یا دزد به یك بار ببرد یا خواجه بتفاریق بخورد. امّاهنر چشمۀ زاینده است و دولتِ پاینده و اگر هنرمند از دولت بیفتد غم نباشد که هنر در نفسِ خود دولت است؛هر جا که رود قدر بیند و بر صدر نشیند و بی هنر لقمه چیند و سختی بیند.

سخت است پس از جاه تحکّم بردن
خو کرده بناز، جورمردم بردن

☆

وقتی افتاد فتنه ای در شام
هر کس از گوشه ای فرا رفتند
روستا زادگانِ دانشمند
به وزیریِ پادشا رفتند
پسرانِ وزیرِ ناقص عقل
به گدایی به روستا رفتند

ساتواں باب
(تربیت کے اثر کے بارے میں)

حکایت ۱

وزراء میں سے ایک کا بیٹا کم عقل تھا؛ اس نے اسے علماء میں سے ایک کے پاس بھیجا کہ اس کی تربیت کرو تاکہ وہ عقلمند ہو جائے. ایک عرصہ اس کو تعلیم دی لیکن کوئی اثر نہ ہوا. اس نے اس کے باپ کے پاس کسی کو بھیجا کہ یہ تو عقلمند نہیں ہوتا اور اس نے مجھے دیوانہ کر دیا.

۱. جب کسی کی ذات بنیادی طور پر باصلاحیت ہو اس پر تربیت اثر کرتی ہے.

۲. کوئی بھی چمکانے والی چیز بد خاصیت لوہے کو اچھا نہیں بنا سکتی.

۳. اگر تو کتے کو سات سمندروں کے پانی سے دھولے تو جب وہ گیلا ہوگا زیادہ پلید ہوگا.

۴. حضرت عیسیٰ کے گدھے کو اگر مکے لے جائیں، جب وہ واپس آئے گا گدھا ہی ہوگا.

☆ ☆ ☆

حکایت ۲

ایک دانا آدمی بیٹوں کو نصیحت کر رہا تھا کہ عزیز بیٹو ھنر سیکھو کیونکہ دنیا کے مال و اسباب پر اعتماد کرنا مناسب نہیں. مال و دولت کو سفر کے دوران خطرہ لاحق ہوتا ہے. یا چور ایک ہی دفعہ لے جاتا ہے یا مالدار آدمی اسے تھوڑا تھوڑا کر کے کھالیتا ہے. لیکن ھنر خود بخود بڑھنے والا چشمہ اور ہمیشہ پاس رہنے والی دولت ہے. اگر ھنر مند دولت سے محروم ہو جائے تو بھی کوئی غم نہیں کیونکہ ھنر بذات خود دولت ہے. وہ جہاں بھی جائے عزت پاتا ہے اور اسے اونچا مقام حاصل ہوتا ہے. بے ھنر بھیک مانگتا ہے اور تکلیف اٹھاتا ہے.

۱. حکمرانی کے بعد (دوسروں کی) فرمانبرداری کرنا اور نازپروری کے عادی شخص کا لوگوں کے ظلم برداشت کرنا مشکل ہے.

☆

۲. جب شام میں فتنہ برپا ہوا تو ہر کوئی ایک گوشے سے فرار ہو گیا.

۳. دیہات میں پیدا ہونے والے عالم بادشاہ کے وزیر بن گئے.

۴. وزراء کے کم عقل بیٹے بھیک مانگنے کے لیے دیہات میں چلے گئے.

حکایت ۳

یکی از فضلا تعلیمِ مَلِك زاده ای همی کرد و ضربِ بی محابا زدی و زجرِ بی قیاس کردی .باری، پسر از بی طاقتی شکایت پیشِ پدر برد و جامه از تنِ دردمند برداشت. پدر را دل بهم برآمد؛استاد را بخواند و گفت: پسرانِ آحادِ رعیّت را چندین جفا و توبیخ روا نمی داری که فرزندِمرا، سبب چیست؟گفت:سبب آن که سخنِ اندیشیده باید گفتن و حرکتِ پسندیده کردن همه خلق را عَلَی العُموم و پادشاهان را عَلَی الخصوص، بموجبِ آن که بر دست و زبانِ ایشان هر چه رفته شود، هر آینه به افواه بگویندو قول و فعلِ عوام النّاس را چندان اعتباری نباشد.

اگر صد ناپسند آید ز درویش
رفیقانش یکی از صد ندانند
وگر یك بذله گوید پادشاهی
ازاقلیمی به اقلیمی رسانند

پس واجب آمد معلّمِ پادشاه زاده را در تهذیبِ اخلاقِ خداوند زادگان، اَنبَتَهُمُ اللّٰهُ نَبَاتاً حَسَناً، اجتهاد ازان بیش کردن که در حقِ عوام.

هر که در خُردیش ادب نکنند در بزرگی فلاح از او برخاست
چوبِ تر را چنانکه خواهی پیچ نشود خشك جزبه آتش راست

مَلِك را حُسنِ تدبیرِ فقیه و تقریرِ جوابِ او موافق آمد، خلعت و نعمت بخشید و پایه و منصب بلند گردانید.

حکایت ٤

معلّمِ کُتَابی را دیدم در دیارِ مغرب ترش روی، تلخ گفتار، بد خوی، مردم آزار، گدا طبع، ناپرهیزگار که عیشِ مسلمانان به دیدنِ او تبه گشتی و خواندنِ قرآنش دلِ مردم سیه کردی. جمعی پسرانِ پاکیزه و دخترانِ دوشیزه به دستِ جفای او گرفتار، نه زهرهٔ خنده و نه یارای گفتار؛ گه عارضِ سیمینِ یکی را تپانچه زدی و گه ساقِ بلورین دیگری را شکنجه کردی. القصّه شنیدم که طرفی از خباثتِ نفسِ وی معلوم کردند، بزدندو براندند. پس آنگه مکتبِ وی به مُصلحی دادند، پارسایی سلیم، نیکمرد، حلیم که سخن جز بحکمِ ضرورت نگفتی و موجبِ آزارِ کس بر زبانش نرفتی.

حکایت ۳

علماء میں سے ایک، ایک شہزادے کی تربیت کرتا تھا. اسے بے پرواہی سے مارتا اور بے پناہ ظلم کیا کرتا تھا. ایک مرتبہ بیٹے نے نڈھال ہو کر اپنے باپ سے شکایت کی اور اپنے دکھتے جسم سے لباس ہٹادیا. باپ کے دل کو بہت تکلیف ہوئی؛ استاد کو بلایا اور کہا: تم عام رعایا کے بیٹوں سے اس قدر سرزنش اور ظلم کا سلوک روا نہیں رکھتے جس قدر میرے بیٹے سے رکھتے ہو؛ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا: وجہ یہ ہے کہ سنجیدہ بات اور اچھا عمل کرنا سب مخلوق کیلیے عام طور پر اور بادشاہوں کیلیے خاص طور پر ضروری ہے. اس لیے کہ جو قول و فعل ان (بادشاہوں) سے سرزد ہوتا ہے یقیناً لوگ اسے اپنا لیتے ہیں جبکہ عام لوگوں کے قول و فعل کو اس قدر اہمیت حاصل نہیں ہوتی.

۱. اگر کوئی غریب آدمی ایک سو ناپسندیدہ باتیں کرے تو اس کے ساتھی سو میں سے ایک بھی نہیں جانتے.

۲. اور اگر کوئی بادشاہ ایک مذاق کرے تو اسے ایک خطے سے دوسرے خطے میں پہنچادیتے ہیں.

پس واجب ٹھہرا کہ شہزادے کے استاد کو بادشاہوں کے بیٹوں کی اخلاقی شائستگی کیلیے، کہ خداوند تعالیٰ ان کی نیک تربیت میں پرورش کرے، عوام کی نسبت زیادہ کوشش کرنی چاہیے.

۱. وہ جس کو اس کے بچپن میں تربیت نہ کریں، بڑے ہو کر بھلائی اس سے جاتی رہتی ہے.

۲. گیلی لکڑی (چھڑی) کو جیسے چاہو موڑو، خشک لکڑی آگ کے سوا کہیں سیدھی نہیں ہوتی.

بادشاہ کو عالم کی حسن تدبیر اور جواب کی ادائیگی پسند آئی، اسے نعمت اور خلعت عطا کی اور اس کا رتبہ اور عہدہ بڑھادیا.

حکایت ۴

میں نے ایک مکتب کے استاد کو مغربی علاقے میں ایسا بداخلاق، تلخ زبان، بدمزاج، لوگوں کو تکلیف دینے والا، گدا فطرت اور بدکار پایا کہ اسے دیکھ کر مسلمانوں کی خوشی غارت ہو جاتی اور اس کا قرآن پڑھنا لوگوں کے دلوں کو سیاہ کر دیتا. تمام بے گناہ لڑکے اور جوان لڑکیاں اس کے ظلم کے ہاتھوں تنگ تھے، نہ انہیں ہنسنے کی جرات تھی اور نہ بات کرنے کی مجال؛ کبھی تو کسی کے سفید رخساروں پر طمانچہ مارتا تو کبھی کسی کی سفید پنڈلیوں پر ضرب لگاتا. مختصر یہ کہ میں نے سنا کہ لوگوں نے اس کی بد طینتی کے بارے میں کچھ معلوم کیا اور اسے مار کر بھگادیا. پھر اس کے مکتب کو کسی ایسے نیک آدمی کے سپرد کیا جو اس قدر بے آزار پرہیزگار، متقی اور بردبار تھا کہ ضرورت سے زیادہ نہ بولتا اور اس کی زبان پر کوئی ایسی بات نہ آتی جو دوسروں کیلیے تکلیف دہ ہو.

کودکان را هیبتِ استاد نخستین از سر بدر رفت و معلّمِ دومین را اخلاقِ مَلَکی دیدند، دیو یك یك شدند؛ به اعتماد حلمِ او عِلم فراموش کردند؛ همچنین اغلبِ اوقات به بازیچه فراهم نشستندی و لوحِ درست نکرده در سرِ هم شکستندی.

استادِ معلّم چو بوَد بی آزار

خرسك بازند کودکان دِر بازار

بعد از دو هفته در آن مسجد گذر کردم و معلّمِ اوّلین را دیدم که دلخوش کرده بودند و به مَقامِ خویش آورده. انصاف برنجیدم و لاحَول گفتم که دگر باره ابلیس را معلّمِ ملایکه چرا کردند! پیر مردی ظریفِ جهاندیده بشنید و بخندید و گفت:

پادشاهی پسر به مکتب داد

لوحِ سیمینش بر کنار نهاد

بر سرِ لوحِ او نِبشته به زر:

جَورِ اُستاد بِه که مهرِ پدر

حکایت ۵

پارسازاده ای را نعمتِ بی کران از تَرَکهٔ عَمّان بدست افتاد. فسق و فجور آغاز کرد و مبذّری پیشه گرفت. فی الجمله، نماند از سایرِ معاصی مُنکرَی که نکرد و مسکری که نخورد. باری، بنصیحتش گفتم: ای فرزند، دخل آبِ روان است و خرج آسیای گردان یعنی خرجِ فراوان کردن مسلّم کسی راست که دخلِ معیّن دارد.

چو دخلت نیست خرج آهسته تر کن

که می گویند ملّاحان سرودی

اگر باران به کوهستان نبارد

به سالی دجله گردد خشك رودی

عقل و ادب پیش گیر و لَهو و لَعِب بگذار که چون نعمت سپری شود سختی بری و پشیمانی خوری. پسر از لذّتِ نای و نوش، این سخن در گوش نیاورد و بر قولِ من اعتراض کرد و گفت: راحتِ عاجل به تشویشِ محنتِ آجل منغّص کردن خلاف رأی خردمندان است.

بچوں کے سر سے پہلے استاد کی ہیبتِ جاتی رہی اور انہوں نے دوسرے استاد کا اخلاق فرشتوں جیسا پایا اور ان میں سے ہر ایک شیطان بن گیا؛ اس کی بردباری کے باعث وہ اپنا علم بھلا بیٹھے. اسی طرح وہ اکثر اوقات ایک دوسرے سے کھیلتے رہتے اور ادھ لکھی تختی ایک دوسرے کے سروں پر توڑتے.

ا. جب تعلیم دینے والا استاد سختی کرنے والا نہ ہو تو بچے بازار میں کھیلتے رہتے ہیں.

دو ہفتے بعد میرا اس مسجد سے گزر ہوا اور میں نے پہلے استاد کو دیکھا جسے لوگ راضی کر کے واپس اپنی جگہ پر لے آئے تھے. مجھے واقعی دکھ ہوا. اور میں نے لاحول پڑھا کہ دوبارہ ابلیس کو فرشتوں کا استاد کیوں بنا دیا! ایک ہنس مکھ بوڑھے آدمی نے سنا تو ہنسا اور کہا:

ا. ایک بادشاہ نے اپنا بیٹا مکتب بھیجا. اس کے ساتھ اس کی چاندی کی تختی رکھی.

۲. اس کی تختی پر سونے سے تحریر تھا: باپ کی محبت سے استاد کا ظلم بہتر ہے.

حکایت ۵

ایک پرہیزگار شخص کے بیٹے کو چچاؤں کے ترکے سے بے پناہ مال و دولت ہاتھ لگی. اس نے گناہ اور کج روی کا راستہ اختیار کر لیا اور فضول خرچی شروع کر دی. مختصر یہ کہ، سب گناہوں اور برے کاموں میں سے کوئی ایسا کام باقی نہ رہا جو اس نے نہ کیا ہو اور کوئی ایسا نشہ نہ رہا جو اس نے نہ پیا ہو. ایک بار، میں نے نصیحت کے طور پر اس سے کہا: اے بیٹے، آمدنی چلتا پانی ہے اور خرچ چلتی چکی یعنی زیادہ خرچ کرنا اس کو زیب دیتا ہے جس کی آمدنی معین ہو.

ا. جب تمہاری آمدنی نہیں تو خرچ آہستہ تر کرو کیونکہ ملاح شعر گاتے ہیں کہ

۲. اگر پہاڑوں پر بارش نہ برسے تو ایک سال کے عرصے میں دریائے دجلہ خشک ہو جائے.

عقل اور ادب اختیار کر اور فضول کاموں کو چھوڑ دے کیونکہ جب نعمت ختم ہو جائے گی تو سختی اٹھاؤ گے اور پشیمانی جھیلو گے. لڑکے نے موج مستی کی وجہ سے میری یہ بات ان سنی کر دی اور میری بات پر اعتراض کیا اور کہا: موجودہ آسودگی کو آنے والی مصیبت کی پریشانی سے خراب کرنا عقلمندوں کی رائے کے خلاف ہے.

خداوندانِ کام و نیکبختی　　چرا سختی خورند از بیمِ سختی؟
برو شادی کن، ای یارِدل افروز　　غمِ فردا نشاید خوردن امروز

فکیف مرا که در صدرِ مروّت نشسته ام و عقدِ فتوّت بسته و ذکرِ انعام در افواهِ عوام افتاده.

هر که عَلَم شد به سخا و کرم
بند نشاید که نهد بر دِرَم
نامِ نکویی چو برون شد به کوی
در نتوانی که ببندی به روی

دیدم که نصیحت نمی پذیرد و دَمِ گرم من در آهنِ سردِ وی اثر نمی کند، ترکِ مناصحت کردم و روی از مصاحبت بگردانیدم و قولِ حکما را کار بستم که گفته اند: بَلِّغ ما عَلَیکَ فَاِن لَم یَقبَلُوا ما عَلَیکَ.

گرچه دانی که نشنوند، بگوی
هر چه دانی ز نیك خواهی و پند
زود باشد که خیره سر بینی
به دو پای اوفتاده اندر بند
دست بر دست می زند که دریغ!
نشنیدم حدیثِ دانشمند

تا پس از مدّتی آنچه اندیشهٔ من بود از نکبتِ حالش، بصورت بدیدم که پاره پاره بهم می دوخت و لقمه لقمه می اندوخت. دلم از ضعف حالش بهم برآمد و مروّت ندیدم در چنان حالی ریشِ درونش را به ملامت خراشیدن و نمك پاشیدن، پس با دل خود گفتم:

حریفِ سفله در پایانِ مستی　　نیندیشد ز روزِ تنگدستی
درخت اندر بهاران بر فشاند　　زمستان، لاجَرَم، بی برگ ماند

حکایت ٦

پادشاهی پسر را به ادیبی داد و گفت: این فرزندِ تو است، تربیتش همچنان کن که یکی از فرزندانِ خویش. گفت: فرمانبُردارم. سالی چند بر او

۱. صاحب مراد اور خوش قسمت لوگ سختی کے خوف سے سختی کیوں اٹھائیں.
۲. اے دل خوش کرنے والے دوست جاؤ، خوشی مناؤ. آنے والے کل کا غم آج منانا مناسب نہیں.

کیسا ہے کہ میں جوانمردی کی صدارت پر براجمان ہوں اور میں نے جوانمردی کا عہد کر رکھا ہے اور بخشش کا ذکر لوگوں کی زبان پر جاری ہے.

۱. جو سخاوت اور مہربانی میں مشہور ہوگیا اس کے لیے مناسب نہیں، درہم گرہ میں باندھ کر رکھے.
۲. جب نیک نامی کا چرچہ گلیوں میں پھیل جائے تو کسی (ضرور تمند) کے لیے تو دروازہ بند نہیں رکھ سکتا.

میں نے دیکھا کہ وہ میری نصیحت قبول نہیں کر رہا اور میری گرم سانس اس کے (دل کے) ٹھنڈے لوہے پر اثر نہیں کر رہی، میں نے نصیحت کرنا ترک کر دی اور اس کی ہمنشینی سے منہ موڑ لیا اور عقلمندوں کے اس قول پر عمل کیا جو انہوں نے کہا ہے: جو کچھ تمہارے ذمے ہے تم ان تک پہنچادو. اگر وہ اسے قبول نہ کریں تو اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں.

۱. اگرچہ تو جانتا ہے کہ وہ نہیں سنیں گے، پھر بھی جو نصیحت اور بھلائی کی بات تو جانتا ہے کہہ دے.
۲. جلد ہی تو اس ضدی شخص کو دیکھے گا کہ اس کے دونوں پاؤں بندھے ہیں اور وہ (مصیبت میں) گرفتار ہے.
۳. وہ ہاتھ ملتا ہے کہ افسوس! میں نے عالم کی بات نہیں سنی.

اس کی حالت کے خراب ہونے کے بارے میں مجھے جو کچھ گمان تھا، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ اپنے پھٹے پرانے کپڑوں کو سیتا تھا اور روٹی کے ایک ایک لقمے کی بھیک مانگتا تھا. میرا دل اس کی خستہ حالی پر بہت جلا. اور میں نے اس بات کو جوانمردی نہ جانا کہ اس حالت میں اس کے دل کے زخموں کو ملامت (کے نشتر) سے کریدوں اور نمک چھڑکوں. پس میں نے اپنے دل سے کہا:

۱. کم ظرف حریف (ہم پیالہ) مستی کے اختتام پر تنگدستی کے دن کے بارے میں نہیں سوچتا. درخت بہار کے موسم میں پھل دیتا ہے سردیوں کے موسم میں یقیناً پتوں سے بھی خالی رہ جاتا ہے.

حکایت ۶

ایک بادشاہ نے (اپنے) بیٹے کو ایک اھل ادب کے حوالے کیا اور کہا: یہ تمہارا بیٹا ہے، اس کی تربیت ایسے کرو جیسے اپنے بیٹوں میں سے ایک کی. (اس نے) کہا: میں تابعدار ہوں. اس نے چند سال اس پر

سعی کرد و به جایی نرسید و پسرانِ ادیب در فضل و بلاغت منتهی شدند. مَلِك دانشمند را مؤاخذت کرد و معاتبت فرمود که وعده خلاف کردی.
و وفا بجای نیاوردی. گفت: بر رأیِ خداوند روی زمین پوشیده نماند که تربیت یکسان است و لیکن طبایع مختلف.

گرچه سیم و زر ز سنگ آید همی
در همه سنگی نباشد زرّ و سیم
بر همه عالَم همی تابد سهیل
جایی انبان می کند جایی ادیم

حکایت ۷

یکی را شنیدم از پیرانِ مربی که مریدی را همی گفت: چندان که تعلّقِ خاطرِ آدمی زادست به روزی اگر به روزی دِه بودی بمقام از ملایکه در گذشتی.

فراموشت نکرد ایزد در آن حال
که بودی نطفهٔ مدفونِ مدهوش
روانت داد و عقل و طبع و ادراك
جمال و نطق و رای و فکرت و هوش
ده انگشتت مرتب کرد بر کف
دو بازویت مرکَب ساخت بر دوش
کنون پنداری ، ای ناچیز همَت،
که خواهد کردنت روزی فراموش

حکایت ۸

اعرابیی را دیدم که پسر را همی گفت: یا بُنَیَّ اِنَّکَ مَسؤُولٌ یَومَ القیامَةِ ما ذا اکتسبتَ وَلا یُقالُ بِمَنِ انتسبتَ، یعنی تو را خواهند پرسیدن که هنرت چیست، نگویند که پدرت کیست.

جامهٔ کعبه را که می بوسند — او نه از کرم پیله نامی شد
با عزیزی نشست روزی چند — لا جرم همچو او گرامی شد

محنت کی اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا اور اہل ادب کے بیٹے علم و فضل میں انتہا کو پہنچ گئے. بادشاہ نے عالم سے باز پرس کی اور اسے ملامت کی، تو نے وعدہ خلافی کی ہے اور وفاداری کا ثبوت نہیں دیا. (اس نے) کہا: زمین کے بادشاہ کی نظر سے یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ تربیت یکساں ہے مگر طبیعتیں مختلف ہیں.

۱. اگرچہ سوناچاندی پتھر سے نکلتے ہیں مگر سب پتھروں میں سوناچاندی نہیں ہوتا.

۲. سہیل (نامی) ستارہ پوری دنیا پر چمکتا ہے مگر کسی جگہ گھٹیا چمڑا ہوتا ہے تو کسی جگہ اعلی چمڑا.

حکایت ۷

میں نے تربیت کرنے والے بوڑھے کے بارے میں سنا کہ وہ اپنے ایک مرید سے کہہ رہا تھا: جس قدر آدمی زاد کی توجہ روزی کی طرف ہے اگر اتنی روزی دینے والے (خداوند تعالی) کی طرف ہوتی تو مرتبے کے لحاظ سے فرشتوں سے بھی آگے ہوتا.

۱. خداوند تعالی نے تجھے اس حال میں بھی نہیں بھلایا کہ جب تو ایک بے ہوش چھپا ہوا نطفہ تھا.

۲. تجھے روح، عقل، مزاج، قوت فہم، جمال، قوت گویائی، سوچ اور ہوش عطا کیے.

۳. تیری ہتھیلیوں پر دس انگلیاں لگائیں. کندھوں پر تیرے دو بازو بنائے.

۴. اے کم عقل اب تو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ تجھے ایک دن بھلا دے گا.

حکایت ۸

میں نے ایک صحرا نشین کو دیکھا جو اپنے بیٹے سے کہہ رہا تھا: اے میرے بیٹے، قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کیا کام کیے ہیں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تو کس کی اولاد ہے. یعنی تجھ سے پوچھیں گے، تیرا ہنر (عمل) کیا ہے. یہ نہیں پوچھیں گے تیرا باپ کون ہے.

۱. خانہ کعبہ کا غلاف جسے (لوگ) چومتے ہیں ریشم کے کیڑے کی وجہ سے مشہور نہیں ہوا.

۲. (بلکہ) چند دن تک عزت والے کے ساتھ رہا لہذا اس کی طرح محترم ہو گیا.

حکایت ۹

در تصانیفِ حکما آورده اند که کژدم را ولادت معهود نیست چنان که دیگر حیوانات، بل احشای مادر را بخورند پس شکمش را بدرند و راهِ صحرا گیرند و آن پوستها که در خانهٔ کژدم بینند اثرِ آن است. باری این نکته پیشِ بزرگی همی گفتم. گفت: دلِ من بر صدقِ این سخن گواهی می دهد و جز چنین نتواند بودن، در حالتِ خردی با مادر و پدر چنین معاملت کرده اند لا جَرَم در بزرگی چنین مُقلبندو محبوب!

پسری را پدر وصیت کرد
کای جوانمرد یاد گیر این پند
هر که با اهلِ خود وفا نکند
نشود دوست روی و دولتمرد

مَثَل: کژدم را گفتند: چرا به زمستان بیرون نمی آیی؟ گفت: به تابستان چه حرمت دارم که به زمستان نیز بیرون آیم.

حکایت ۱۰

فقیرهٔ درویشی حامله بود مدَتِ حمل بسر آورده؛ درویش را همه عمر فرزند نیامده بود، گفت: اگر خداوند تعالی مرا پسری بخشدجز این خرقه که پوشیده دارم هر چه درملكِ من است ایثارِ درویشان کنم. اتفاقاً پسر آورد و سفرهٔ درویشان بموجبِ شرط بنهاد. پس از چند سال که از سفرِ شام باز آمدم به محلَتِ آن دوست برگذشتم و از چگونگیِ حالش خبر پرسیدم. گفتند: به زندانِ شحنه دَرَست. سبب پرسیدم؛ کسی گفت: پسرش خمر خورده است و عربده کرده و خونِ کسی ریخته و از میان گریخته و پدر را بعلَتِ او سلسله در پای است و بندِگران بر دست. گفتم: این بلا را او بحاجت از خدای خواسته است.

زنانِ باردار، ای مردِ هشیار،
اگر وقتِ ولادت مار زایند
ازان بهتر به نزدیكِ خردمند
که فرزندان ناهموار زایند

حکایت ۹

داناؤں کی کتابوں میں تحریر کیا گیا ہے کہ بچھو کی پیدائش اس طرح جانی پہچانی نہیں جیسے دوسرے جانوروں کی ہے، بلکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ اور سینے کے اندر کا حصہ کھاتے ہیں پھر اس کے پیٹ کو پھاڑتے ہیں اور جنگل (صحرا) کا راستہ لیتے ہیں. اور وہ چھلکے جو بچھو کے گھر میں دکھائی دیتے ہیں اسی بات کا نتیجہ ہیں. ایک بار میں نے یہی نکتہ ایک بزرگ کے سامنے بیان کیا. (اس نے) کہا: میرا دل اس بات کے سچ ہونے کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہو سکتی. انہوں نے بچپن میں اپنے ماں باپ سے ایسا سلوک کیا ہے اسی لئے بڑے ہو کر وہ اس قدر خوش نصیب اور محبوب ہیں!

۱۔ ایک لڑکے کو اس کے باپ نے وصیت کی کہ اے جوان مرد اس نصیحت کو گرہ سے باندھ لو.

۲۔ جو اپنوں سے وفا نہ کرے وہ محبوب اور اعلیٰ مرتبہ نہیں بن سکتا.

مثال: (لوگوں نے) بچھو سے کہا: تو سردیوں میں باہر کیوں نہیں آتا؟ (اس نے) کہا: میری گرمیوں میں کیا عزت ہے جو سردیوں میں بھی باہر آؤں.

حکایت ۱۰

ایک درویش کی بیوی حاملہ تھی اور اس کے حمل کی مدت پوری ہو چکی تھی. درویش کی ساری زندگی اولاد نہیں ہوئی تھی. اس نے کہا: اگر خدا تعالیٰ مجھے بیٹا عطا کرے، ماسوائے اس گدڑی کے جو میں نے پہن رکھی ہے میرا جتنا مال و اسباب ہے درویشوں کو بخش دوں گا. اتفاق سے اس کے ہاں لڑکا ہوا. اس نے شرط کے مطابق درویشوں کے لیے دستر خوان لگا دیا. چند سال بعد جب میں شام کے سفر سے واپس لوٹا اور میرا اس دوست کے محلے سے گزر ہوا. میں نے اس کی حالت کے بارے میں پوچھا. انہوں نے کہا: وہ کوتوال کے جیل خانے میں قید ہے. میں نے وجہ پوچھی؛ کسی نے کہا: اس کے بیٹے نے شراب پی ہے' بد مستی کی ہے اور کسی کا خون بہا کر فرار ہو گیا ہے. اس کی وجہ سے اس کے باپ کے پاؤں میں زنجیر ہے اور ہاتھوں میں وزنی ہتھکڑی. میں نے کہا: اس نے یہ بلا خود خدا سے چاہی ہے.

۱۔ اے عقلمند آدمی اگر حاملہ عورتیں ولادت کے وقت سانپ جنم دیں.

۲۔ تو یہ عقلمندوں کی نظر میں، گمراہ اولاد جنم دینے سے بہتر ہے.

حکایت ۱۱

طفل بودم که بزرگی را پرسیدم از بلوغ. گفت: در مسطور آمده است که سه نشان دارد: یکی پانزده سالگی و دوّم احتلام و سوم بر آمدنِ مویِ پیش؛ اما در حقیقت یك نشان دارد و بس: آن که در بندِ رضای حق، جَلَّ و عَلا، بیش ازان باشی که در بندِ حظِ نفسِ خویش و هر که در او این صفَت موجود نیست به نزدِ محقّقان بالغ نشمارندش.

بصورت آدمی شد قطرۂ آب
که چل روزش قرار اندر رَحِم ماند
وگر چهل ساله را عقل و ادب نیست
بتحقیقش نشاید آدمی خواند

☆

جوا نمردیَ و لطف است آدمیّت
همین نقشِ هیولانی مپندار
هنر باید، که صورت می توان کرد
به ایوانهادر، از شنگرف و زنگار
چو انسان را نباشد فضل و احسان
چه فرق از آدمی تا نقشِ دیوار
دست آوردنِ دنیا هنر نیست
یکی را گر توانی دل بدست آر

حکایت ۱۲

سالی نزاعی میانِ پیادگانِ حُجّاج افتاده بود و داعی در آن سفر هم پیاده بود. انصاف در سر و روی هم فتادیم و دادِ فسوق و جدال بدادیم. کجاوه نشینی را دیدم که با عدیلِ خویش می گفت: یا للعَجَب! پیادۂ عاج چون عرصۂ شطرنج بسر می بَرَدفرزین می شود یعنی به ازان می شود که بود و پیادگانِ حاج بادیه به سر بردند و بتر شدند!

از من بگوی حاجیِ مردم گزای را
کو پوستینِ خلق به آزار می درد
حاجی تو نیستی شترست ازبرای آنك
بیچاره خار می خورد و بار میبرد

حکایت ۱۱

میں بچہ تھا جب میں نے ایک بزرگ سے بالغ ہونے کے بارے میں پوچھا. اس نے کہا: کتابوں میں تحریر ہے کہ اس کی تین علامتیں ہیں: ایک عمر کا پندرہ سال ہونا، دوسرا احتلام اور تیسرا شرمگاہ کے بالوں کا نکلنا؛ لیکن حقیقت میں صرف ایک علامت ہے اور بس. وہ یہ کہ اپنے نفس کی خوشی کیلئے کوشاں رہنے کی بجائے خدائے بزرگ وبلند مرتبہ کی خوشنودی کیلئے کوشاں رہے اور جس کسی میں یہ صفت موجود نہیں اسے اہل تحقیق بالغ شمار نہیں کرتے.

۱۔ پانی کا ایک قطرہ (نطفہ) جب چالیس دن رحم کے اندر ٹھہرا تو آدمی کی صورت بن گیا.
۲۔ اور اگر چالیس سالہ کو عقل اور ادب نہیں تو حقیقت میں اسے آدمی کہنا زیب نہیں دیتا.

☆

۱۔ جوانمردی اور مہربانی ہی آدمیت ہے صرف اس مادی شکل کو انسان مت جان.
۲. ہنر ہونا چاہیے، سبز اور سرخ رنگوں سے ایوانوں میں شکلیں بنائی جا سکتی ہیں.
۳. جب انسان میں علم اور بھلائی نہ ہو تو آدمی اور دیوار پر بنی تصویر میں کیا فرق ہے؟
۴. جہان کو حاصل کر لینا کوئی ھنر نہیں اگر حاصل کر سکتے ہو تو کسی کا دل حاصل کرو.

حکایت ۱۲

ایک سال پیدل جانے والے حجاج کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور دعا گو (خود سعدی شیرازی) بھی اس سفر میں پیدل تھا. واقعی دست وگریبان ہوئے، نافرمانی اور لڑائی کا خوب حق ادا کیا. (یہاں شیخ سعدی شیرازی نے سورہ بقرہ (۲) کی آیت ۱۹۷: ولا فسوق ولا جدال فی الحج کی طرف طنز اشارہ کیا ہے جس کے معنی ہیں: حج میں نافرمانی اور لڑائی کی گنجائش نہیں). میں نے ایک کجاوہ نشین کو دیکھا جو اپنے جیسے دوسرے شخص سے کہہ رہا تھا: عجیب بات ہے! ہاتھی دانت کا بنا ہوا پیادہ جب شطرنج کی بساط میں آخر تک جا پہنچتا ہے وزیر بن جاتا ہے یعنی پہلے سے بہتر مقام پا جاتا ہے اور حاجیوں کے پیادے صحرا میں پہنچ گئے اور پہلے سے بھی بدتر ہو گئے!

۱۔ لوگوں کو تکلیف دینے والے حاجی کو جو مخلوق کی کھال اذیت سے پھاڑتا ہے میری طرف سے کہنا:
۲۔ تو حاجی نہیں، تیرا اونٹ حاجی ہے. کیونکہ وہ بیچارہ کانٹے کھاتا ہے اور بوجھ لے کر جاتا ہے.

حکایت ۱۳

هندویی نفط اندازی همی آموخت. حکیمی گفت: تو را که خانه نیین است، بازی نه این است.

تا ندانی که سخن عینِ صواب است مگوی
وانچه دانی که نه نیکوش جواب است، مگوی

حکایت ۱۴

مردکی را چشم درد خاست. پیشِ بیطار رفت تا دوا کند. بیطار از آنچه در چشمِ چهارپایان می کند در چشمِ وی کشید و کور شد. حکومت پیشِ داور بردند؛ گفت: بر او هیچ تاوان نیست، اگر این خر نبودی پیشِ بیطار نرفتی. مقصود از این سخن آن است تا بدانی که هر آن که ناآزموده را کارِبزرگ فرماید، با آن که ندامت برد، به نزدیکِ خردمندان به خفّتِ رأی منسوب گردد.

ندهد هوشمندِ روشن رأی — به فرومایه کارهای خطیر
بوریا باف اگرچه بافنده ست — نبرندش به کارگاهِ حریر

حکایت ۱۵

یکی را از بزرگانِ ایمّه پسری وفات یافت. پرسیدند که بر صندوقِ گورش چه نویسیم؟ گفت: آیاتِ کتابِ مجید را عزّت و شرف بیش ازان است که روا باشد بر چنین جایها نِبشتن که به روزگار سوده گردد و خلایق براو گذرند، اگر بضرورت چیزی همی نویسند این قدر بیت کفایت است:

وه که هرگه که سبزه در بُستان
بدمیدی، چه خوش شدی دلِ من
بگذر، ای دوست، تا به وقتِ بهار
سبزه بینی دمیده بر گِلِ من

حکایت ۱۳

ایک ہندو آتش بازی سیکھ رہا تھا. ایک دانا نے کہا : تو جس کا گھر سرکنڈوں سے بنا ہے اس کے لئے یہ کھیل مناسب نہیں.

ا. جب تک تو یہ نہ جان لے کہ بات مکمل طور پر درست ہے مت کہہ اور جس کے بارے میں تو جانتا ہے کہ اس کا جواب اچھا نہیں مت کہہ.

حکایت ۱۴

ایک شخص کی آنکھ میں درد اٹھا. وہ جانوروں کے معالج کے پاس گیا تاکہ علاج کرائے. جانوروں کے معالج نے وہی چیز جو وہ چارپایوں (جانوروں) کی آنکھوں میں ڈالتا تھا اس کی آنکھوں میں پھیر دی اور وہ اندھا ہو گیا. انصاف کیلئے قاضی کے پاس لے جایا گیا؛ اس نے کہا: اس پر کوئی تاوان نہیں. اگر یہ گدھا نہ ہوتا جانوروں کے معالج کے پاس نہ جاتا. اس بات سے مراد یہ ہے کہ تو جان لے کہ جو کوئی نا تجربہ کار کو کوئی بڑا کام سونپتا ہے، نہ صرف یہ کہ ندامت اٹھاتا ہے، بلکہ عقلمندوں کی نظر میں کم عقلی سے منسوب ہوتا ہے.

ا۔ اچھی سوچ رکھنے والا عقلمند کسی کمینے آدمی کو بڑے کام نہیں سونپتا.

۲۔ بوریاباف اگرچہ بننے والا ہے مگر اسے ریشمی کپڑے کے کارخانے میں نہیں لے جاتے.

حکایت ۱۵

بڑے اماموں میں سے ایک کا بیٹا وفات پا گیا. انہوں (لوگوں) نے پوچھا کہ اس کی قبر کے تعویز پر کیا تحریر کریں؟ اس نے کہا : قرآن پاک کی آیات اس سے زیادہ عزت اور احترام رکھتی ہیں کہ انہیں ایسی جگہوں پر لکھا جائے کہ وہ وقت گزرنے پر گھس جائیں اور مخلوق اس کے اوپر سے گزرے. اگر لکھنے کی ضرورت ہو تو اس قدر بیت (شعر) لکھ دینا کافی ہے :

ا۔ واہ! جب بھی باغ میں سبزہ پھوٹتا تھا تو میرا دل کس قدر خوش ہوتا تھا.

۲۔ اے دوست' (یہاں سے) گزر' تاکہ بہار کے موسم میں میری خاک (قبر) پر سبزہ اگا دیکھے.

حکایت ۱۶

پارسایی بر یکی از خداوندانِ نعمت گذر کرد که بنده ای را دست و پای بسته عقوبت همی کرد. گفت: ای پسر، همچو تو مخلوقی را خدای، عَزَّ وَ جَلَّ، اسیر حکمِ تو گردانیده است و تو را بروی فضیلت نهاده، شکرِ نعمتِ باری تَعالی بجای آر و چندین جفا بَر وی مپسند شاید که فردایِ قیامت بِه از تو باشدو شرمساری بری.

بر بنده مگیر خشم بسیار　　جورش مکن و دلش میازار
او را تو به ده دِرم خریدی　　آخر نه به قدرت آفریدی
این حکم و غرور و خشم تا چند؟　　هست از تو بزرگتر خداوند
ای خواجۀ ارسلان و آغوش　　فرماندهِ خود مکن فراموش

در خبر است از سیّدِ عالَم صلَی الله عَلَیهِ و سلَم، که گفت: بزرگترین حسرتی روزِ قیامت آن بوَد که بندۀ صالح را به بهشت برند و خداوندگارِ فاسق به دوزخ.

برغلامی که طَوعِ خدمتِ تست　　خشم بی حد مران و طیره مگیر
که فضیحت بوَد به روز شمار　　بنده آزاد و خواجه د ر زنجیر

حکایت ۱۷

سالی از بلخِ بامیانم سفر بود و راه از حرامیان پر خطر؛ جوانی ببدرقه همراهِ ما شد سپرباز، چرخ انداز، سلحشور، بیش زور که به ده مردِ توانا کمانِ او را زه کردندی و زور آوران روی زمین پشتِ او بر زمین نیاوردندی امّا چنان که دانی متنعَم بود و سایه پرورده نه جهاندیده و سفر کرده، رعد کوسِ دلاوران به گوشش نرسیده و برقِ شمشیرِ سواران ندیده.

نیفتاده د ردستِ دشمن اسیر　　به گِردش نباریده باران تیر

اتّفاقاً من واین جوان، در پیِ هم دوان، هر آن دیوارِ قدیمش که پیش آمدی به قوّتِ بازو بیفگندی و هر درختِ عظیم که دیدی به زورِ سر پنجه برکندی و تفاخر کنان گفتی:

حکایت ۱۶

ایک پرہیزگار ایک مالدار (آقا) کے قریب سے گزرا جو ایک غلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر مار رہا تھا. اس نے کہا: اے بیٹے' خداوند تعالیٰ نے تجھ جیسی مخلوق (انسان) کو تیرے حکم کا قیدی بنا دیا ہے اور تجھے اس پر فضیلت بخشی ہے. اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر اور اس پر اتنا ظلم روا نہ رکھ. شاید کل قیامت کے دن وہ تجھ سے بہتر ہو اور تجھے شرمندگی اٹھانی پڑے.

۱۔ غلام پر زیادہ غصہ نہ کر' اس پر ظلم مت کر اور اس کے دل کو تکلیف نہ دے.

۲۔ تو نے اسے دس درہم میں خریدا ہے اپنی قدرت سے پیدا نہیں کیا.

۳۔ یہ تحکم' غرور اور غصہ کب تک' ایک آقا (خدا) تجھ سے بھی بڑا ہے.

۴۔ اے ارسلان اور آغوش کے مالک اپنے آقا (خدا) کو مت بھول.

دنیا کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حوالے سے حدیث شریف میں ہے کہ (انہوں نے) کہا: قیامت کے دن سب سے بڑی ندامت یہ ہو گی کہ نیک غلام کو بہشت کی طرف لے جائیں گے اور گنہگار آقا کو دوزخ کی طرف.

۱۔ وہ غلام جو تیری خدمت میں فرمانبردار ہے اس پر بے حد غصہ نہ کر اور بدسلوکی نہ کر.

۲۔ قیامت کے دن رسوائی ہو گی کہ غلام آزاد اور آقا زنجیر میں گرفتار.

حکایت ۱۷

ایک سال میں بلخ بامیان سے سفر کر رہا تھا اور راستے میں ڈاکوں کا خطرہ تھا. ایک جوان حفاظت کی غرض سے ہمارے ساتھ ہو لیا. ڈھال کا ماہر' تیر انداز' جنگجو' طاقتور اتنا کہ دس طاقتور آدمی اس کی کمان کا چلہ چڑھاتے اور دنیا بھر کے پہلوان اسے زمین پر چت نہ گرا سکتے. لیکن جیسا کہ تو جانتا ہے وہ نازو نعمت اور لاڈ پیار میں پلا بڑھا تھا. نہ اس نے دنیا دیکھی نہ سفر کیا' نہ اس کے کانوں میں بہادروں کے نکارہ جنگ کی آواز پڑی اور نہ ہی اس نے سواروں کی تلواروں کی چمک دیکھی.

۱۔ نہ کسی دشمن کے ہاتھوں قیدی بنا اور نہ اس کے گرد تیروں کی بوچھاڑ ہوئی.

اتفاق سے میں اور یہ جوان' ایک دوسرے پیچھے جا رہے تھے. ہر دہ پرانی دیوار جو سامنے آتی وہ اپنے بازو کی طاقت سے گرا دیتا اور ہر بڑا درخت جو وہ دیکھتا پنجوں کے زور سے اکھاڑ پھینکتا اور فخر کرتے ہوئے کہتا:

پیل کو تا کَتف و بازوی گُردان بیند
شیر کو تا کف و سرپنجهٔ مردان بیند

ما در این حالت که دو هندو از پس سنگی سر برآوردند و آهنگِ قتالِ ما کردند، به دستِ یکی چوبی و در بغلِ آن دیگر کلوخ‌کوبی. جوان را گفتم: چه پایی؟

بیار آنچه داری ز مردیَ و زور
که دشمن به پای خود آمد به گور

تیر و کمان را دیدم که از دستِ جوان افتاده و لرزه براستخوان.

نه هر که موی شکافد به تیرِ جوشن خای
به روز حملهٔ جنگاوران بدارد پای

چاره جز آن ندیدیم که رخت و سلاح و جامه رها کردیم و جان بسلامت بیاوردیم.

به کارهای گران مردِ کاردیده فرست
که شیرِ شرزه در آرد به زیرِ خمَ کمند
جوان اگر چه قوی یال و پیلتن باشد
به جنگِ دشمنش از هول بگسلد پیوند
نبرد پیشِ مصاف آزموده معلوم است
چنان که مسألهٔ شرع پیشِ دانشمند

حکایت ۱۸

توانگرزاده ای را دیدم بر سر گور پدر نشسته و با دوریش بچه ای مناظره در پیوسته که صندوقِ تربتِ پدرم سنگین است و کِتابه رنگین و فرشِ رُخام انداخته و خشتِ زرّین در او ساخته، به گورِ پدرت چه مانَد: خشتی دو فراهم آورده و مشتی دو خاك براو پاشیده؟

درویش پسر این بشنید و گفت: تا پدرت زیرِ آن سنگهای گران برخود بجنبیده باشد، پدرِ من به بهشت رسیده باشد.

ا۔ ہاتھی کہاں ہے جو دلیروں کے کندھے اور بازو دیکھے. شیر کہاں ہے جو بہادروں کی ہتھیلیاں اور پنجے دیکھے.

ہم اس حالت میں تھے کہ دو (کالے) ڈاکو ایک چٹان کے پیچھے سے نکل آئے اور ہمیں قتل کرنے کا ارادہ کیا. ایک کے ہاتھ میں لٹھ اور دوسرے کی بغل میں ڈھیلے کوٹنے والا (اوزار) تھا. میں نے جوان سے کہا: دیر کیوں کر رہے ہو؟

ا۔ اپنی مردانگی اور طاقت کے جوہر دکھاؤ کیونکہ دشمن اپنے پاؤں پر چل کر قبر (موت) کی طرف آگیا ہے.

میں نے دیکھا تیر کمان جوان کے ہاتھ سے گر گئی ہے اور اس کی ہڈیوں پر کپکپی طاری ہو گئی ہے.

ا۔ ضروری نہیں کہ زرہ شکن تیر سے بال توڑنے والا جنگجوؤں کے حملے کے دن ڈٹا رہے.

ہم نے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ دیکھا کہ سامان ہتھیار اور کپڑے چھوڑ دیئے اور اپنی جان بچالی.

ا۔ اہم کاموں کیلئے تجربہ کار آدمی بھیج تاکہ وہ دھاڑتے ہوئے شیر کو اپنی کمند کے خم کے نیچے لے آئے (یعنی ان پر قابو پالے).

۲۔ جوان اگرچہ طاقتور اور ہاتھی جیسی جسامت رکھنے والا کیوں نہ ہو اپنے دشمن کی جنگ کے خوف سے کانپ جاتا ہے.

۳۔ جنگ آزمودہ شخص کے لیے لڑائی ایسے ہے جیسے عالم کے سامنے کوئی شرعی مسئلہ.

حکایت ۱۸

میں نے ایک امیر زادہ کو دیکھا کہ وہ (اپنے) باپ کی قبر پر بیٹھا ہے اور کسی غریب کے بیٹے سے مناظرہ (بحث) کر رہا ہے کہ میرے باپ کی قبر کا تعویذ پتھر سے بنا ہے. اس کا کتبہ رنگین، فرش سنگ مرمر کا اور اینٹوں پر کاشیگری کا کام ہوا ہے. تیرے باپ کی قبر جیسا کہاں ہے: دو اینٹیں اکٹھی کر کے اس پر دو مٹھی خاک ڈال دی گئی ہے؟

غریب کے بیٹے نے یہ سنا اور کہا: جب تیرا باپ ان وزنی پتھروں کے نیچے سے نکلے گا، میرا باپ بہشت پہنچ چکا ہو گا.

خر که کمتر نهند بروی بار
بی شك آسوده تر کند رفتار

☆

مرد درویش که بارِ ستمِ فاقه کشید
به درِ مرگ همانا که سبکبار آید
وان که در دولت و در نعمت و آسانی زیست
مردنش زین همه، شك نیست که دشوار آید
به همه حال اسیری که زبندی برهد
بهتر از حالِ امیری که گرفتار آید

حکایت ۱۹

بزرگی را پرسیدم در معنیِ این حدیث که :اعدی عدوّكَ نفسكَ الّتی بینَ جنبیکَ. گفت: بحکمِ آن که هر آن دشمنی که با وی احسان کنی دوست گردد مگر نفس را که چندان که مدارا بیش کنی مخالفت زیادت کند.

فرشته خوی شود آدمی به کم خوردن
وگر خورد چو بهایم، بیوفتد چو جماد
مرادِ هر که برآری مطیعِ امرِ تو گشت
خلافِ نفس که فرمان دهد چو یافت مراد

جدال سعدی با مدّعی در بیانِ توانگری و درویشی

یکی در صورتِ درویشان نه بر صفتِ ایشان در محفلی دیدم نشسته و شُنعتی در پیوسته و دفترِ شکایت باز کرده و ذِمّ توانگران آغاز کرده، سخن بدین جا رسانیده که درویش را دستِ قدرت بسته است و توانگر را پای ارادت شکسته.

کریمان را به دست اندر، دِرَم نیست
خداوندانِ نعمت را کرم نیست

۱۔ جس گدھے پر کمتر وزن رکھیں یقیناً وہ زیادہ آسودگی سے چلے گا۔

☆

۲۔ ایسا غریب آدمی جس نے فاقہ کشی کی سختیاں اٹھائی ہوں موت کے دروازے پر بے فکر ہو کر آتا ہے۔
۳۔ اور وہ جس نے دولت، نعمت اور آسودگی میں زندگی گزاری، اس کی موت انہی چیزوں کے باعث بے شک دشواری سے ہوتی ہے۔
۴۔ ایک قیدی جس حالت میں بھی رہا ہو اس امیر کی حالت سے بہتر ہے جو گرفتار ہو جائے۔

حکایت ۱۹

میں نے ایک بزرگ سے اس حدیث کے معنی کے بارے میں پوچھا: تیرا بدترین دشمن تیرا نفس ہے جو دو پہلو کے درمیان ہے۔ (اس نے) کہا: اس لیے کہ تم جب بھی کسی دشمن پر احسان کرو وہ دوست بن جائے گا مگر نفس کے ساتھ جتنی زیادہ مروت اختیار کرو گے وہ تمہاری اتنی زیادہ مخالفت کرے گا۔

۱۔ کم کھانے سے انسان فرشتوں کی عادت اپنا لیتا ہے اور اگر حیوانوں کی طرح کھائے تو بے جان چیزوں کی طرح گر جاتا ہے۔
۲۔ تو نے جس کی مراد پوری کی وہ تیرے حکم کا مطیع ہو گیا۔ لیکن اس کے برعکس جب نفس مراد پاتا ہے تو حکم چلاتا ہے۔

سعدی کا ایک دعوے دار سے امیری اور غریبی کے بارے میں جھگڑا

میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کی شکل درویشوں جیسی مگر صفات درویشوں جیسی نہیں تھیں۔ ایک محفل میں بیٹھا بڑبڑا کہہ رہا تھا۔ اس نے شکایات کا رجسٹر کھول رکھا تھا اور مالدار لوگوں کی مذمت شروع کر رکھی تھی۔ بات یہاں تک پہنچی کہ غریب کی طاقت کا ہاتھ بندھا ہوا ہے اور امیر کے اخلاص کا پاؤں ٹوٹا ہوا ہے۔

۱۔ بخشش کرنے والوں کے ہاتھ میں درہم (پیسہ) نہیں ہے اور امیر کے پاس بخشش (کا جذبہ) نہیں ہے۔

مرا که پروردهٔ نعمتِ بزرگانم این سخن سخت آمد؛ گفتم: ای یار، توانگران دخلِ مسکینانند و ذخیرهٔ گوشه نشینان و مقصدِ زایران و کهفِ مسافران و مُحتملِ بارگران از بهرِ راحتِ دگران؛ دستِ تناول به طعام آنگه برند که متعلّقان و زیر دستان بخورندو فضلهٔ مکارمِ ایشان به اَرامِل و پیران و اَقارِب و جیران رسیده.

توانگران را وقف است ونذر و مهمانی
زکوة و فِطره و اِعتاق و هَدی و قربانی
تو کی به دولتِ ایشان رسی که نتوانی
جز این دو رکعت و آن هم بصد پریشانی

اگر قدرتِ جودست و گر قوّتِ سجودتوانگران را بِه میسّر می شود که مالِ مُزکّی دارند و جامهٔ پاك و عِرضِ مصون و دلِ فارغ ؛و قوّتِ طاعت در لقمهٔ لطیف است و صحّتِ عبادت در کِسوتِ نظیف. پیداست که از معدهٔ خالی چه قوّت آید و از دستِ تہی چه مروّت و از پایِ بسته چه سَیر آید و از دستِ گرسنه چه خیر.

شب پراگنده خُسبد آن که پدید نبوَد وجهِ بامدادانش
مور گرد آورد به تابستان تا فراغت بوَد زمستانش

فراغت با فاقه نپیوندد و جمعیّت در تنگدستی صورت نبندد؛ یکی تَحرِمهٔ عِشا بسته و دیگری منتظرِ عَشا نشسته، هرگز این بدان کی مانَد؟

خداوند مکنت به حق مشتغل
پراگنده روزی، پراگنده دل

پس عبادتِ اینان به قبول نزدیك ترست که جمعند و حاضر نه پریشان و پراگنده خاطر، اسباب معیشت ساخته و به اورادِ عبادت پرداخته ؛ عرب گوید: اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الفَقرِ المُکِبِ وَ جِوارِ مَن لا اُحِبُ؛ و در خبرست: اَلفَقرُ سَوادُ الوَجهِ فِی الدّارَین. گفت: این شنیدی و آن نشنیدی که فرمود: اَلفَقرُ فَخری. گفتم: خاموش که اَشارتِ خواجه، عَلَیهِ السّلام، به فقرِ طایفه ای است که مردِ میدانِ رضایند و تسلیمِ تیرِ قضا، نه اینان که خرقهٔ ابرار پوشند و لقمهٔ ادرار فروشند.

میں جو کہ اپنے بزرگوں (امیر) کی نعمتوں سے پلا بڑھا ہوں مجھے یہ بات ناگوار گزری۔ (میں نے) کہا: مالدار مسکینوں کی آمدنی (کا ذریعہ) ہیں اور گوشہ نشینوں کا ذخیرہ' زائرین کا مقصد' مسافروں کی غار (پناہ گاہ) ہیں۔ وہ دوسروں کی آسائش کے لیے بھاری بوجھ تحمل کرتے ہیں۔ کھانے کی طرف ہاتھ اس وقت بڑھاتے ہیں جب ان سے وابستہ اور ماتحت لوگ کھائیں۔ ان کی کشادہ دستی سے بچا کھچا بیواؤں' بوڑھوں، رشتہ داروں اور ہمسایوں کو ملا ہے۔

۱۔ وقف' نذر و نیاز' مہمان نوازی' زکوۃ' فطرانہ' غلاموں کو آزاد کرنا' صدقہ اور قربانی امیروں کا خاصہ ہے۔

۲۔ تو کب ان کی دولت تک پہنچے گا تو دو رکعت نماز پڑھنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا اور وہ بھی سو پریشانی کے ساتھ۔

بخشش (سخاوت) اور عبادت کی طاقت امیروں کو بہتر میسر آتی ہے۔ جن کے پاس حلال مال ہے' اور پاکیزہ لباس' محفوظ عزت اور آسودہ دل موجود ہے۔ عبادت کی طاقت مزے دار کھانے میں ہے اور صحیح عبادت پاکیزہ لباس میں ہے۔ ظاہر ہے کہ خالی معدے سے کیا طاقت آتی ہے خالی ہاتھ سے کیا فراخدلی اور بندھے پاؤں سے کیا چلنا اور بھوکے کے ہاتھ سے کیا سخاوت۔

۱۔ جس کے پاس آنے والے کل کا خرچہ نہ ہو وہ رات کو پریشان سوئے گا۔

۲۔ چیونٹی گرمیوں میں اس لیے جمع کرتی ہے کہ سردیوں میں اسے آسودگی نصیب ہو۔

فاقہ کشی میں آسودگی حاصل نہیں ہوتی اور تنگدستی میں سکون حاصل نہیں ہوتا۔ ایک (امیر) نے نماز عشاء کی نیت باندھ رکھی ہے اور دوسرا (غریب) رات کے کھانے کے انتظار میں بیٹھا ہے۔ یہ ایک دوسرے کے برابر کب ہیں؟

۱۔ امیر آدمی اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول ہے۔ جس کی روزی پریشان اس کا دل بھی پریشان ہے۔

پس ان کی عبادت قبولیت سے نزدیک تر ہے کیونکہ یہ آسودہ خاطر ہیں اور حضور قلب رکھتے ہیں۔ یہ نہ پریشان حال ہیں اور نہ پریشان خیال۔ انہوں نے روزی کے وسائل مہیا کر رکھے ہیں اور وہ عبادت کے ورد میں مشغول ہیں۔ عرب کہتا ہے: میں محتاجی سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں جو آدمی کو چت گرا دیتی ہے اور اس ہمسائے سے جسے میں پسند نہیں کرتا۔ اور حدیث شریف میں ہے: غربت دونوں جہانوں میں روسیاہی کا موجب ہے۔ (اس نے) کہا: تو نے یہ سنا ہے اور وہ نہیں سنا کہ فرمایا: مجھے اپنے فقر پر ناز ہے۔ میں نے کہا: چپ رہو آقا (حضرت محمد) ان پر درود ہو کا اشارہ اس گروہ کے فقر کی طرف ہے جو (خدا کی) رضا کے میدان کے مرد ہیں اور اللہ تعالی کے ہر حکم کو مانتے ہیں۔ یہ نہیں جو پرہیزگاروں کی گدڑی پہنتے ہیں اور صدقے میں ملنے والے کھانے کو بیچتے ہیں۔

ای طبلِ بلند بانگِ در باطن هیچ
بی توشه چه تدبیر کنی وقتِ بسیچ؟
رویِ طمع از خلق بپیچ ' ارمردی
تسبیح هزار دانه بر دست مپیچ

درویشِ بی معرفت نیارامد تا فقرش به کفر انجامد، کادَ الفَقرُاَن یَکُونَ کُفراً ' که نشاید جز به وجودِ نعمت برهنه ای پوشیدن یا در استخلاصِ گرفتاری کوشیدن ' و ابنایِ جنسِ ما را به مرتبهٔ ایشان کِه رسانَد و یَدِ عُلیا به یَدِ سُفلی چه مانَد؟ نبینی که حق ' عَزَّ وَ عَلا ' د رمحکمِ تنزیل از نعیمِ اهلِ بهشت خبر می دهد که: اُولٰئِکَ لَہُم رزق مَعلُوم ' تا بدانی که مشغولِ کفاف از دولتِ عفاف محروم است و مُلكِ فراغت زیرِ نگینِ رزقِ معلوم.

تشنگان را نماید اندر خواب
همه عالَم به چشم ' چشمهٔ آب

حالی که من این سخن بگفتم عنانِ طاقتِ درویش از دستِ تحمّل برفت؛ تیغِ زبان برکشید و اسبِ فصاحت در میدانِ وقاحت جهانید و گفت: چندان مبالغه در وصفِ ایشان بکردی و سخنهای پریشان بگفتی که وهم تصوّر کند که تریاقند یا کلیدِ خزانهٔ ارزاق؛ مشتی متکبّر 'مغرور ' مُعجَب ' نَفور ' مُشتغلِ مال و نعمت '؛مُفتَتَنِ جاه و ثروت که سخن نگویند الّا بسفاهت و نظر نکنند الّا بکراهت؛ علما را به گدایی منسوب کنند و فقرا را به بی سرو پایی طعنه زنند؛ به غرّتِ مالی که دارند و غزّتِ جاهی که پندارند برتر از همه نشینند و خود را بهتر از همه بینند؛ نه آن در سر دارند که سر به کسی بردارند ' بی خبراز قولِ حکیمان که گفته اند: هر که به طاعت از دیگران کم است و به نعمت بیش ' بصورت توانگرست و بمعنی درویش.

گر بی هنر به مال کند فخر بر حکیم
کونِ خرش شمار و گر گاوِ عنبرست

ا۔ اے اونچی آوازوالے ڈھول اور اندر سے خالی، سفر شروع کرتے وقت زادِ راہ کے بغیر کیا تدبیر کرو گے؟

۲۔ اگر تو جوانمرد ہے تو مخلوق سے لالچ کا منہ موڑ لے اور ہزار دانوں والی تسبیح اپنے ہاتھ پر نہ لپیٹ.

معرفت سے عاری درویش اس وقت تک چین نہیں پاتا جب تک اس کی غربت اسے کفر تک نہیں پہنچا دیتی. ممکن ہے غربت کفر تک کھینچ کر لے جائے. کیونکہ موزوں نہیں کہ نعمت موجود رکھتے ہوئے کسی ننگے کے جسم کو نہ ڈھانپا جائے یا کسی قیدی کی رہائی کے لیے کوشش نہ کی جائے اور ہم جیسوں کو اس رتبے تک کون پہنچاتا ہے. بر تر ہاتھ کمتر ہاتھ کے برابر کب ہوتا ہے؟ کیا تو نہیں جانتا کہ بلند مرتبہ خدا قرآن پاک میں اہل بہشت کی نعمتوں کی خبر دیتا ہے کہ: ان کے لیے روزی معین ہے، تاکہ تو جان لے کہ فکر معاش میں کھویا ہوا پاکدامنی کی دولت سے محروم ہے آسودگی (کے ملک) کی بادشاہت اس کے فرمان کے طابع ہے جس کا رزق معین ہے.

ا۔ پیاسوں کو خواب میں سارا جہاں پانی کا چشمہ دکھائی دیتا ہے.

جونہی میں نے یہ بات کی، درویش کی طاقت کی لگام تحمل کے ہاتھ سے نکل گئی. اس نے زبان کی تلوار نکال لی اور رسوائی کا گھوڑا بے شرمی کے میدان میں دوڑانے لگا. (اس نے) کہا: تو نے ان (امیروں) کی تعریف میں اس قدر مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے اور اس قدر بے معنی باتیں کی ہیں کہ ان پر گمان ہوتا ہے کہ وہ تریاق ہیں یا روزی کے خزانے کی چابی ہیں. یہ مٹھی بھر متکبر، مغرور، خود غرض، متنفر، مال و نعمت میں مشغول اور مال و منال کے اس قدر پیاسے کہ نادانی کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے اور کراہت کے بغیر کسی پر نظر نہیں ڈالتے. علماء کو گدائی سے منسوب کرتے ہیں اور غریبوں کو بے سرو سامانی کا طعنہ دیتے ہیں. دولت کا گھمنڈ جوان کو ہے اور مرتبے کا احترام جوان کے گمان میں ہے (کی وجہ سے) سب سے بر تر بیٹھتے ہیں اور اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں. ان کے سر میں یہ خیال بالکل نہیں کہ کسی کی طرف سر اٹھا کر دیکھیں (یعنی کسی پر توجہ کریں). وہ داناؤں کے اس قول سے بے خبر ہیں جو انہوں نے کہا ہے: جو کوئی عبادت میں دوسروں سے کم ہے اور نعمت میں زیادہ ہے وہ ظاہری طور پر امیر ہے مگر حقیقی طور پر غریب.

ا۔ اگر کوئی بے ہنر اپنے مال کی وجہ سے اپنے آپ کو داناؤں سے بہتر جانے تو چاہے وہ عنبر کی گائے ہی کیوں نہ ہو اسے گدھے کی پشت جان.

گفتم : مذمّتِ اینان روامدار که خداوندِ کرمند. گفت: غلط گفتی که بندهٔ درمند؛ چه فایده؟ چون ابرِ آذارند و نمی برند و چشمهٔ آفتابند و بر کس نمی تابند؛ بر مرکبِ استطاعت سوارندو نمی رانند؛ قدمی بهرِ خدا ننهند و دِرَمی بی مَنّ و اَذی ندهند؛ مالی بمشقّت فراهم آرند و بخسّت نگاه دارند و بحسرت بگذارند؛ چنان که بزرگان گفته اند: سیمِ بخیل از خاك وقتی برآید که وی در خاك رَوَد.

به رنج و سعی کسی نعمتی بدست آرد
دگر کس آید و بی رنج و سعی بردارد

گفتمش بر بخلِ خداوندانِ نعمت وقوف نیافته ای الّا بعلّتِ گدایی وگرنه هر که طمع یك سو نهد کریم و بخیلش یکی نماید؛ محك داند که زر چیست و گدا داند که مُمسِك کیست. گفتا بتجربتِ آن می گویم که متعلّقان بر در بدارند و غلیظانِ شدید برگمارند تا بارِ عزیزان ندهند و دستِ جفا برسینهٔ صاحب تمیزان نهند و گویند: کس این جا نیست و بحقیقت راست گفته باشند.

آن را که عقل و همّت و تدبیر و رای نیست
خوش گفت پرده دار که کس در سرای نیست

گفتم: بعذرِ آن که از دستِ متوقّعان بجان آمده اندو از رقعهٔ گدایان بفغان؛ و محالِ عقل است که اگر ریگِ بیابان دُر شود چشمِ گدایان پُر شود.

دیدهٔ اهلِ طمع به نعمتِ دنیا پُر نشود همچنان که چاه به شبنم

هر کجا سختی کشیده ای تلخی دیده ای را بینی خود را بشَرَه در کارهای مخوف اندازد و از توابعِ آن نپرهیزد و از عقوبتِ ایزد نهراسد و حلال از حرام نشناسد.

سگی را گر کلوخی برسر آید ز شادی برجهد کاین استخوانی است
وگر نعشی دو کس بردوش گیرند لئیم الطّبع پندارد که خوانی است

میں نے کہا: ان کی مذمت نہ کرو کیونکہ وہ بخشش کرنے والے ہیں. اس نے کہا: تو نے غلط کہا ہے کیونکہ وہ درھم (پیسے) کے غلام ہیں. کیا فائدہ؟ وہ برسات کے بادل کی طرح ہیں مگر برستے نہیں. روشنی کا چشمہ ہیں مگر کسی پر چمکتے نہیں. استطاعت کی سواری پر سوار ہیں اور اسے چلاتے نہیں. خدا کی راہ میں ایک قدم اٹھاتے نہیں اور کوئی درہم منت اور آزار کے بغیر دیتے نہیں. مال کو سختی سے حاصل کرتے ہیں اور کنجوسی سے رکھتے ہیں اور حسرت کے ساتھ چھوڑ جاتے ہیں. جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے: کنجوس کی چاندی اس وقت مٹی سے نکلتی ہے جب وہ (خود) مٹی میں جاتا ہے.

ا۔ کوشش اور زحمت سے کوئی شخص نعمت حاصل کرتا ہے. کوئی اور آتا ہے بغیر کوشش اور زحمت کے اٹھالے جاتا ہے.

میں نے اس سے کہا کہ تمہیں صاحب نعمت (لوگوں) کی کنجوسی کا پتہ نہیں چلا ماسوائے اس کے کہ تم نے گدائی کی ہے. وگرنہ جو کوئی طمع ایک طرف (نکال کر) رکھ دے اس کیلئے سخی اور کنجوس یکساں ہے. کسوٹی جانتی ہے کہ سونا کیا ہے اور فقیر جانتا ہے کہ کنجوس کون ہے. اس نے کہا میں اس تجربے کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں کہ وہ ملازم دروازے پر بیٹھاتے ہیں اور سخت گیر خدمت گزار مامور کرتے ہیں تاکہ وہ کسی عزت دار کو اندر نہ آنے دیں اور عقلمند لوگوں کے سینے پر جفا کا ہاتھ رکھیں (یعنی انہیں اندر آنے سے روکیں) اور کہیں: یہاں کوئی نہیں ہے اور انہوں نے حقیقت میں سچ کہا ہوتا ہے.

ا۔ وہ جس میں عقل، ہمت، تدبیر اور رائے نہیں ہے (ایسے شخص کے لیے) دربان نے کیا خوب کہا ہے کہ گھر میں کوئی نہیں ہے.

میں نے کہا: اس وجہ سے کہ امیدواروں کے ہاتھوں تنگ آگئے ہیں اور فقیروں کی درخواستوں سے عاجز، عقل کی رو سے یہ ناممکن ہے کہ صحرا کی ریت مروارید بن جائے تو فقیروں کی آنکھیں بھر جائیں.

ا۔ حریص کی آنکھ دنیا کی نعمتوں سے نہیں بھرتی جیسے کنواں شبنم سے نہیں بھرتا.

جہاں کہیں بھی کسی سختی اٹھانے والے اور دکھ سہنے والے کو دیکھو وہ خود کو حرص کی وجہ سے خوفناک کاموں میں مبتلا کرتا ہے. اور ان کے نتیجے سے نہیں ڈرتا. اللہ تعالی کے عذاب سے بھی نہیں ڈرتا اور حرام و حلال کے اندر فرق روا نہیں رکھتا.

ا۔ اگر کسی کتے کے سر پر ڈھیلا آن پڑے تو وہ خوشی سے اچھلتا ہے کہ (شاید) یہ کوئی ھڈی ہے.

۲۔ اور اگر کوئی دو آدمی اپنے کندھوں پر نعش اٹھا کر لے جا رہے ہوں تو پست فطرت گمان کرتا ہے کہ خوان نعمت ہے.

امّا صاحبِ دنیا به عینِ عنایتِ حق ملحوظ است و به حلال از حرام محفوظ. من همانا که خود تقریرِ این سخن نکردم و برهان و بیان نیاوردم، انصاف از تو توقّع دارم؛ هرگز دیدی دستِ دغایی بر کتف بسته یا بینوایی به زندان درنشسته یا پردهٔ معصومی دریده یا کفی از مِعصَم بریده الّا بعلّتِ درویشی؟ شیر مردان را بحکمِ ضرورت در نقبها گرفته اندو کَعبها سُفته و محتمل است این که یکی را از دوریشان نفس امّاره مرادی طلب کند، چون قوّتِ احصانش نباشد به عصیان مبتلی گردد که بطن و فرج توأمند یعنی دو فرزندِ یك شکمند، مادام که این یکی برجای است آن دگر بر پای است. شنیده ام که درویشی را با حَدَثی برخبثی بدیدند. با آن که شرمساری بُرد، بیمِ سنگساری بود. گفت: ای مسلمانان قوّت ندارم که زن کنم و طاقت نه که صبر کنم؛ چه کنم؟لا رُهبا نیّةَ فی الاِ سلام. و از جملهٔ مواجبِ سکون و جمعیّت درون که توانگر را میسّر می شود یکی آن که هر شب صنمی در بر گیرد که هر روز بدو جوانی از سرگیرد، صبحِ تابان را دست از صَباحتِ او بردل و سروِ خرامان را پای از خجالتِ او درگِل.

به خونِ عزیزان فرو برده چنگ
سرانگشتها کرده عناب رنگ

محال است که با حسنِ طلعتِ او گردِمناهی گردد یا رایِ تباهی زند.

دلی که حورِ بهشتی ربود و یغما کرد
کی التفات کند بر بُتانِ یغمایی؟

مَن کَانَ بَینَ یَدَیهِ مَا اشتَهی رُطَبً
یُغنیهِ ذٰلِکَ عَن رَجمِ العَناقیدِ

اغلبِ تهیدستان دامنِ عصمت به معصیت آلایند و گرسنگان نان ربایند.

چون سگِ درَنده گوشت یافت، نپرسد
کاین شترِ صالح است یا خرِ دجّال

چه مایه مستوران بعلّتِ درویشی در عینِ فساد افتاده اند و عِرضِ گرامی به بادِ زشت نامی برداده.

لیکن مالدار آدمی پر خدا کی عین عنایت ہوتی ہے اور وہ حلال و حرام میں فرق روا رکھتا ہے۔ فرض کرو کہ میں نے یہ بات بیان نہیں کی اور دلیل و ثبوت سامنے نہیں لایا۔ مجھے تم سے انصاف کی توقع ہے۔ کیا تو نے کبھی دیکھا کہ کسی غلط کام کرنے والے کے ہاتھ اس کے شانے سے بندھے ہوں یا کوئی بے کس قید میں بیٹھا ہو یا کسی عزت دار شخص کی بے عزتی ہوئی ہو کسی کا ہاتھ کلائی سے کاٹا گیا ہو ماسوائے یہ کہ افلاس کی وجہ سے؟ بہادر آدمیوں کو نیاز مندی اور ضرورت کے ہاتھوں مجبور ہو کر نقب زنی کی حالت میں پکڑا ہے اور ان کی ایڑیوں میں سوراخ کیے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مفلسوں میں سے کسی ایک کو نفسانی خواہش ستائے اور اس میں باز رہنے کی طاقت نہ ہو تو وہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ پیٹ (کھانا) اور شرمگاہ (شہوت) ہمزاد ہیں یعنی دونوں ایک پیٹ کی اولاد ہیں جب تک ایک زندہ ہے دوسرا ابھی قائم ہے۔ میں نے سنا ہے کہ لوگوں نے ایک غریب آدمی کو ایک نوجوان کے ساتھ بدفعلی کرتے دیکھا شرمندگی کے ساتھ ساتھ سنگسار کی سزا کا خوف تھا۔ اس نے کہا: اے مسلمانو مجھ میں شادی کرنے کی (مالی) استطاعت نہیں اور صبر کرنے کی طاقت نہیں، میں کیا کروں؟ اسلام میں رہبانیت جائز نہیں۔ مالداروں کے لیے دلی اطمینان اور سکون کے اسباب میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ ہر رات ایک خوبصورت (معشوق) پہلو میں رکھتے ہیں اور اس سے ہر روز نئے سرے سے جوانی کا آغاز کرتے ہیں۔ روشن صبح اس دلبر کی خوبصورتی کی وجہ سے ہاتھ اپنے دل پر رکھتی ہے اور خرامان سرو کا پاؤں (اس کی قامت کے سامنے) شرمندگی کے کیچڑ میں پھنس جاتا ہے۔

۱۔ اس نے عاشقوں کے خون میں پنجے ڈبو کر انگلیوں کے سروں کو عنابی رنگ سے رنگ لیا ہے۔

محال ہے کہ ایسے حسین معشوق کی موجودگی میں خلاف شرع یا تباہی کا کوئی کام کرے۔

۱۔ وہ دل جس نے بہشت کی حور لوٹ لی تو وہ مال غنیمت کے معشوقوں کی طرف کب رجوع کرتا ہے؟

۲۔ جس کی من پسند تازہ کھجوریں اس کے سامنے موجود ہوں اس کی کھجور تک یہ دسترس اسے درخت کے خوشے سے پتھر کے ذریعے کھجور توڑنے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

اکثر مفلس عزت کے دامن کو گناہوں سے آلودہ کر لیتے ہیں اور بھوکے ہی روٹی چراتے ہیں۔

۱۔ جب وحشی کتا گوشت حاصل کر لیتا ہے تو وہ یہ نہیں پوچھتا کہ یہ صالح (پیغمبر) کے اونٹ کا گوشت ہے یا دجال کے گدھے کا۔

کتنے زیادہ پرہیز گار غربت کے باعث تباہی کی دلدل میں گرے ہیں اور عزت دار لوگوں نے اپنی بدنامی کی ہے۔

با گرسنگی قوّتِ پرهیز نماند   اِفلاس عنان از کفِ تقوی بستاند

وآنچه گفتی در به روی مسکینان ببندند حاتمِ طائی که بیابان نشین بود اگر شهری بودی از جوشِ گدایان بیچاره شدی و جامه بر او پاره کردندی چنان که در طیّبات آمده است:

در من منگر تا دگران چشم ندارند
کز دستِ گدایان نتوان کرد ثوابی

گفتا: نه، که من برحالِ ایشان رحم می برم. گفتم: نه، که بر مالِ ایشان حسرت می خوری. مادر این گفتار و هر دو بهم گرفتار؛ هر بیدقی که براندی به دفعِ آن بکوشیدمی و هر شاهی که بخواندی به فرزین بپوشیدمی تا نقدِ کیسهٔ همّت در باخت و تیرِ جعبهٔ حجّت همه بینداخت.

هان تا سپر نیفگنی از حملهٔ فصیح
کو را جز این مبالغهٔ مستعار نیست
دین ورز و معرفت که سخندانِ سجع گوی
بردر سلاح دارد و کس در حصار نیست

تا عاقبة الامر دلیلش نماند و ذلیلش کردم. دستِ تعدّی دراز کرد و بیهوده گفتن آغاز؛ و سنّتِ جاهلان است که چون به دلیل از خصم فرو مانند سلسلهٔ خصومت بجنبانند، چون آزرِ بت تراش که به حجّت با پسر بر نیامد به جنگ برخاست که: لَئِن لَم تَنتَهِ لَا رجُمَنَّکَ. دشنامم داد سَقَطش گفتم، گریبانم درید زنخدانش گرفتم.

او در من و من دراو فتاده
خلق از پیِ ما دوان و خندان
انگشتِ تعجّب جهانی
از گفت و شنیدِ ما به دندان

القصّه مرافعهٔ این سخن پیشِ قاضی بردیم و به حکومتِ عدل راضی شدیم تا حاکمِ مسلمانان مصلحتی بجوید و میانِ توانگران و درویشان فرقی بگوید. قاضی چو حیلتِ ما بدید و منطقِ ما بشنید، سر به جیبِ تفکّر فرو برد.

ا۔ بھوک کے ساتھ پرہیز کی قوت نہیں رہتی، مفلسی تقوی کے ہاتھ سے لگام چھین لیتی ہے۔

اور جو تو نے یہ کہا کہ وہ مسکینوں پر اپنے دروازے بند کر لیتے ہیں حاتم طائی جو صحرا نشین تھا اگر شہر میں رہنے والا ہوتا تو فقیروں کی تکلیف اسے عاجز کر دیتی اور وہ اس کا لباس تار تار کر دیتے۔ جیسا کہ طیبات (سعدی کی غزلوں کے ایک حصے کا نام ہے) میں آیا ہے:

ا۔ میری طرف نہ دیکھ تاکہ دوسرے بھی ایسا نہ کریں۔ مانگنے والوں (کے ہجوم) کی وجہ سے کوئی ثواب نہیں کیا جاسکتا۔

اس نے کہا: نہیں، مجھے ان (امیروں) کی حالت پر رحم آتا ہے۔ میں نے کہا: نہیں تو ان کے مال پر حسرت کھاتا ہے۔ ہم دونوں اس بحث میں ایک دوسرے سے الجھ گئے، وہ (گفتگو کا) جو پیادہ آگے بڑھاتا میں اس کے مقابلے کی کوشش کرتا اور وہ جو شہ دیتا میں وزیر کو درمیان میں لا کر اس سے بچتا یہاں تک کہ اس نے ہمت کی تھیلی میں موجود تمام نقدی ہار دی اور دلیل کے ترکش کے تمام تیر چلا دیئے۔

ا۔ خبردار، زبان دراز کے حملے کے سامنے ڈھال نہ چھوڑنا کیونکہ اس کے پاس مبالغہ آرائی کے سوا کوئی ہنر نہیں۔

۲۔ تو دین کے راستے اور معرفت کے حصول کے لیے استوار رہ کیونکہ سجع پرداز (سجع نثر میں ایسے ہے جیسے اشعار میں قافیہ) نے قلعے کے دروازے پر اسلحہ لٹکا رکھا ہے لیکن قلعہ کے اندر کوئی جنگجو نہیں ہے۔

آخر کار اس کے پاس کوئی دلیل باقی نہ رہی اور میں نے اسے ذلیل کیا۔ اس نے ستم کا ہاتھ دراز کیا اور بیہودہ باتیں کہنا شروع کر دیں، اور جاہلوں کی عادت ہے کہ جب وہ دلیل میں مخالف سے شکست کھاتے ہیں تو لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں۔ آزر بت تراش کی طرح کہ جب وہ دلیل کے ساتھ بیٹے (حضرت ابراہیم علیہ السلام) پر غالب نہ آیا تو لڑنے پر تیار ہو گیا: اگر (بتوں کی مخالفت سے) باز نہیں آؤ گے تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔ اس نے مجھے گالیاں دیں میں نے اسے برا بھلا کہا، اس نے میرا گریبان پھاڑ دیا میں نے اس کی ٹھوڑی پکڑ لی۔

ا۔ وہ مجھ سے اور میں اس سے الجھ گیا۔ لوگ ہمارے پیچھے دوڑ رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔

۲۔ ہماری (نامناسب) گفتگو سے دنیا والوں کی انگلیاں تعجب سے ان کے دانتوں میں تھیں۔

مختصر یہ کہ ہم یہ بات انصاف کے لیے قاضی کے پاس لے گئے اور اس کے منصفانہ فیصلے پر راضی ہو گئے تاکہ مسلمانوں کا حاکم اصلاح کی کوشش کرے امیروں اور غریبوں کا فرق بیان کرے۔ قاضی نے جب ہماری چارہ گری دیکھی اور ہماری گفتگو سنی تو سر جھکا کر گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

و پس از تأمّلِ بسیار سربر آورد و گفت: ای که توانگران را ثنا گفتی و بر درویشان جفا روا داشتی بدان که هر جا که گُل است خارست و با خمر خمارست و بر سرِ گنج مارست و آن جا که دُرِّ شاهوارست و نهنگِ مردم خوارست؛ لذّتِ عیشِ دنیا را لَدغهٔ اجل در پس است و نعیمِ بهشت را دیوارِ مکاره در پیش.

جورِ دشمن چه کند گر نکشد طالبِ دوست؟
گنج و مار و گُل و خار و غم و شادی بهمند

نظر نکنی در بُستان که بید مشك است و چوبِ خشك؟ همچنین در زمرهٔ توانگران شاکرند و کفور و در حلقهٔ درویشان صابرند و ضَجور.

اگر ژاله هر قطره ای دُر شدی
چو خر مهره بازار از او پُر شدی

مقرّبانِ حضرتِ حق، جَلَّ و عَلا، توانگرانند درویش سیرت و درویشانند توانگر همّت و مهین توانگران آن است که غم درویش خورد و بهین درویشان آن است که کم توانگر گیرد، وَمَن یتوکّل علَی اللّهِ فهوَ حَسبُهُ. پس روی عتاب از من به جانبِ دوریش کردو گفت: ای که گفتی توانگران مُشتغلند و ساهی و مستِ مَلاهی؛ نَعَم، طایفه ای هستند براین صفت که بیان کردی: قاصر همّت، کافر نعمت که ببرند و بنهند و نخورند و ندهند و اگر بمَثَل باران نبارد یا طوفان جهان بردارد، به اعتمادِ مُکنتِ خویش ازمحنتِ درویش نپرسند و از خدای عَزَّ و جَلَّ نترسند و گویند:

گر از نیستی دیگری شد هلاك
مرا هست، بط را ز طوفان چه باك؟
وَراکِباتُ نیاقاً فی هَوادِجِها
لَم یَلتفِتنَ اِلی مَن غاصَ فِی الکُثُبِ

☆

دونان چو گلیمِ خویش بیرون بردند
گویند: چه غم گرهمه عالَم مُردند

اور کافی دیر کے بعد اس نے سر اٹھایا اور کہا: اے وہ شخص کہ تو نے مالداروں کی تعریف کی اور غریبوں پر ظلم روا رکھا جان لو کہ جہاں کہیں پھول ہے کانٹا بھی ہے اور شراب کے ساتھ نشہ ہے اور خزانے پر سانپ ہے اور جہاں کہیں بادشاہوں کے لائق مروارید ہے وہاں آدم خور مگرمچھ بھی ہے۔ دنیا کی عیش کی لذت کے پیچھے موت کا ڈسنا بھی ہے۔ اور بہشت کی نعمتوں کے سامنے مکروہات (ایسی چیزیں جو اسلام میں ناپسندیدہ ہیں) کی دیوار بھی ہے۔

ا۔ دوست کا طالب اگر دشمن کا ظلم برداشت نہ کرے تو کیا کرے؟ خزانہ اور سانپ' پھول اور کانٹا' خوشی اور غم ساتھ ساتھ ہیں۔ تو باغ میں نہیں دیکھتا کہ بید مشک (بید ایک درخت کا نام ہے جس کے شگوفے خوشبو دیتے ہیں۔) ہے اور اس کے ساتھ سوکھی لکڑی ہے؟ اسی طرح مالداروں کے گروہ میں شاکر (شکر ادا کرنے والے) ہیں اور ناشکر بھی اور غریبوں کے گروہ میں صابر (صبر کرنے والے) ہیں اور بے صبر بھی۔

ا۔ اگر شبنم کا ہر قطرہ موتی بن جاتا تو کوڑیوں کی طرح بازار اس سے پر ہو جاتا۔

خدائے بزرگتر کے مقرب وہ مالدار ہیں جو درویش سیرت ہیں اور وہ غریب ہیں جو بلند ہمت ہیں۔ اور مالداروں میں بڑا وہ ہے جو غریبوں کا غم کھائے۔ اور غریبوں میں بہترین وہ ہے جو امیروں پر تکیہ نہ کرے۔ اور وہ جو اپنا کام خدا پر چھوڑ دیتا ہے تو پھر اللہ ہی اس کے لیے کافی ہے۔ پھر اس نے اپنا غصے والا چہرہ میری طرف سے درویش کی طرف کیا اور کہا: اے وہ شخص کہ تو نے کہا ہے کہ مالدار دنیاداری میں مصروف' غافل اور کھیل تماشے میں مست ہیں ہاں ایک گروہ یہ صفات رکھتا ہے جو تو نے بیان کی ہیں: کم ہمت' ناشکر جو (مال) لے جاتے ہیں اور رکھ دیتے ہیں۔ نہ کھاتے ہیں اور نہ (کسی کو) دیتے ہیں۔ اور اگر مثال کے طور پر بارش نہ برسے یا طوفان دنیا کو تباہ کر دے' اپنی دولت کے بھروسہ پر غریبوں کی تکلیف کے بارے میں نہیں پوچھتے اور خداوند تعالی سے نہیں ڈرتے اور کہتے ہیں: ا۔ اگر نہ ہونے (مفلسی) کی وجہ سے کوئی دوسرا مر گیا (تو مجھے کیا) میرے پاس تو (مال و دولت) موجود ہے۔ بطخ کو طوفان سے کیا ڈرنا۔

۲۔ وہ عورتیں جو اونٹنی کے کجاوے پر بیٹھی ہیں وہ اس پر توجہ نہیں دیتیں جو ریت کے ٹیلوں میں دھنس گیا ہے۔

۳۔ پست فطرت لوگوں نے جب اپنی دری (سامان) باہر نکال کر لے گئے تو کہتے ہیں۔ اگر تمام عالم مر گیا تو ہمیں کیا غم۔

قومی براین نمط که شنیدی و طایفه ای خوانِ نعم نهاده و دستِ کرم گشاده، طالبِ نامند و مغفرت و صاحبِ دنیا و آخرت، چون بندگانِ حضرتِ پادشاهِ عالم اتابك ابوبکر بن سعد بن زنگی، اَدامَ اللّٰهُ اَیّامَهُ وَنَصَرَ اَعلامَهُ.

قاضی چون سخن بدین غایت رسانید و از حدّ قیاس ما اسبِ مبالغه در گذرانید بمقتضای حکمِ قضا رضا دادیم و از ما مَضی درگذشتیم و بعد از مجارا طریقِ مداراگرفتیم و سر بتدارك برقدمِ یکدیگر نهادیم و بوسه بر سرو روی هم دادیم و ختمِ سخن براین بود:

مکن ز گردشِ گیتی شکایت ای درویش
که تیره بختی اگر هم براین نسق مُردی
توانگرا، چو دل و دستِ کامرانت هست
بخور، ببخش که دنیا و آخرت بردی

☆

باب هشتم

(در آدابِ صحبت)

مال ازبهرِ آسایشِ عمر ست نه عمر از بهرِ گرد کردنِ مال. عاقلی را پرسیدند: نیکبخت کیست و بدبخت چیست؟گفت: نیکبخت آن که خورد و کِشت و بدبخت آن که مُردو هِشت.

مکن نماز برآن هیچ کس که هیچ نکرد
که عمر در سرِتحصیلِ مال کرد و نخورد

☆☆☆

موسی علیه السّلام قارون را نصیحت کرد که اَحسِن کَما اَحسَنَ اللّٰهُ اِلَیکَ؛ نشنید و عاقبتش شنیدی.

آن کس که به دینا رو درم خیر نیندوخت
سر عاقبت اندر سرِ دینار و درم کرد

ایک قوم اس طریقے پر (گامزن) ہے جو تو نے سنا ہے اور ایک گروہ ایسا ہے جس نے نعمت کا دستر خوان بچھا رکھا ہے اور بخشش کا ہاتھ کھول رکھا ہے. وہ نیک نامی اور مغفرت کے طالب ہیں. اور دنیا و آخرت کے آقا ہیں. جیسے دنیا کے بادشاہ اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی خدا ان کی بادشاہی کے زمانے کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس کے پرچم کو فتح عطا کرے کے درباری. قاضی نے جب بات یہاں تک پہنچائی اور ہمارے قیاس کی حد سے مبالغہ کے گھوڑے گزارے تو ہم نے اس کے فیصلے اور انصاف پر رضائیت کا اظہار کیا اور ہم نے گزری ہوئی بات کو جانے دیا ہم نے مناظرہ (بحث) کرنے کے بعد سازگاری کا راستہ اپنایا. اور (خطا کے) ازالہ کے لیے ایک دوسرے کے قدموں پر سر رکھ دیئے.

اور ایک دوسرے کے سر اور چہرے کو چوما اور بات یوں ختم ہوئی کہ:

۱۔ اے غریب (آدمی) زمانہ کی گردش کی شکایت مت کر کیونکہ اگر تو اسی طریقے (گلہ گذاری) پر مر گیا تو بدبخت ہے.

۲۔ اے مالدار، چونکہ تیرے دل اور ہاتھ کو کامیابی حاصل ہے (اس لیے) کھا، بخش کیونکہ دنیا اور آخرت تو حاصل کر گیا.

آٹھواں باب
(آداب صحبت کے بارے میں)

مال زندگی کی آسائش کے لیے ہے نہ کہ زندگی مال جمع کرنے کے لیے. (لوگوں نے) ایک عقلمند آدمی سے پوچھا: خوش نصیب کون ہے اور بدنصیب کون؟ اس نے کہا: خوش نصیب وہ ہے جس نے کھایا اور بویا. اور بدنصیب وہ ہے جو مر گیا اور (مال) چھوڑ گیا.

۱۔ اس کی نماز (جنازہ) نہ پڑھ کہ جس نے کچھ نہ کیا. عمر کو دینار اور درہم (مال و دولت) اکٹھا کرنے پر صرف کر دیا اور نہ کھایا.

☆☆☆

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو نصیحت کی کہ نیکی کر، جیسے خدا نے تیرے ساتھ نیکی کی. اس نے نہ سنا اور تو نے اس کا انجام سنا.

۱۔ وہ شخص جس نے دینار اور درہم (مال و دولت) سے نیکی حاصل نہیں کی. آخر کار اس نے دینار و درہم کے خیال میں جان دی.

خواهی که ممتع شوی از دنیی و عقبی
با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد

عرب گوید: جُد وَلاتمن لانّ الفائدۃالیک عائدہ یعنی ببخش و منّت منه که نفع آن به تو باز گردد.

درختِ کرم هر کجا بیخ کرد گذشت از فلک شاخ و بالای او
گر امّیدواری کزاو برخوری به منّت منه ارّه بر پای او

☆

شکرِ خدای کن که موفق شدی به خیر
ز انعام و فضل او نه معطّل گذاشتت
منّت منه که خدمتِ سلطان همی کنی
منّت شناس از او که به خدمت بداشتت

☆☆☆

دو کس رنج بیهوده بردند و سعی بی فایده کردند: یکی آن که اندوخت و نخورد، و دیگر آن که آموخت و نکرد.

علم چندان که بیشتر خوانی چون عمل در تو نیست نادانی
نه محقّق بوَد، نه دانشمند چارپایی بر او کتابی چند
آن تهی مغز را چه علم و خبر که بر او هیزم است یا دفتر

☆☆☆

علم از بهرِ دین پروردن است نه از بهرِ دنیا خوردن.

هر که پرهیز و زهد و علم فروخت خرمنی گرد کرد و پاك بسوخت

☆☆☆

عالم ناپرهیزگار کور مشعله دارست، یُهدیٰ بِہٖ وَ هُوَلاَیَهتَدیٰ.

بی فایده هر که عمر درباخت چیزی نخرید و زر بینداخت

☆☆☆

۲۔ اگر تو چاہتا ہے کہ دنیا اور آخرت سے بہرہ مند ہو تو مخلوق کے ساتھ کرم کر چونکہ خدا نے تیرے ساتھ کرم کیا۔

عرب کہتا ہے: بخشش کر اور احسان مت رکھ اس لیے کہ فائدہ تیری طرف لوٹنے والا ہے۔ یعنی بخشش کر اور احسان مت جتلا کیونکہ اس کا نفع تیری طرف لوٹ آئے گا۔

ا۔ کرم کے درخت نے جہاں کہیں جڑ پکڑی تو اس کی شاخیں اور بلندی آسمان سے بھی اوپر گزر گئی۔

۲۔ اگر تو اس سے پھل کھانے کی امید رکھتا ہے تو منت جتلا کر اس کے تنے پر آری نہ چلا۔

۳۔ خدا کا شکر ادا کر کیونکہ تجھے نیکی کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس (خدا) نے انعام اور فضل سے تجھ کو محروم نہیں رکھا۔

۴۔ اگر تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے تو منت مت جتلا بلحہ اس کا احسان مان کہ جس نے تجھے خدمت پر مامور کیا۔

☆☆☆

دو آدمیوں نے فضول تکلیف اٹھائی اور بے فائدہ کوشش کی۔ ایک وہ کہ جس نے (مال) جمع کیا اور نہ کھایا اور دوسرا وہ کہ جس نے (علم) سیکھا اور (اس پر) عمل نہ کیا۔

ا۔ تو علم جس قدر زیادہ پڑھ لے۔ چونکہ تجھ میں عمل نہیں ہے اس لیے تو نادان ہے۔

۲۔ وہ جانور جس پر چند کتابیں لدی ہوتی ہیں وہ نہ تو محقق ہوتا ہے اور نہ ہی عالم۔

۳۔ وہ مغز سے عاری کیا جانے کہ اس پر ایندھن لدا ہے یا دفتر (رجسٹر)۔

☆☆☆

علم دین کی نشوونما کے لیے ہے نہ کہ دنیا (کا مال) کھانے کے لیے۔

ا۔ جس کسی نے پرہیز گاری، زھد اور علم فروخت کیا۔ (اس نے) کلیان اکھٹا کیا اور اسے آگ میں جلا دیا (یعنی ضائع کر دیا)۔

☆☆☆

بے عمل عالم اندھا مشعل دار ہے، اس کے ذریعے دوسرے ہدایت پاتے ہیں اور وہ خود راستہ نہیں پاتا۔

ا۔ جس کسی نے بے فائدہ عمر گنوا دی۔ اس نے کوئی چیز نہ خریدی اور پیسہ گرا دیا۔

☆☆☆

مُلك از خردمندان جمال گیرد ودین از پرهیزگاران کمال یابد.
پادشاهان به نصیحتِ خردمندان ازان محتاج ترند که خردمندان به قربتِ پادشاهان.

پندی اگر بشنوی، ای پادشاه — در همه عالَم به از این پند نیست
جز به خردمند مفرما عمل — گرچه عمل کارِ خردمند نیست

☆☆☆

سه چیز پایدار نماند: مال بی تجارت و علم بی بحث و مُلك بی سیاست.

☆

وقتی بلطف گوی و مدارا و مردمی
باشد که در کمند قبول آوری دلی
وقتی بقهر گوی که صد کوزهٔ نبات
گه گه چنان بکار نیاید که حنظلی

☆☆☆

رحم آوردن بر بدان ستم است بر نیکان و عفو کردن از ظالمان جورست بر درویشان.

خبیث را چو تعهّد کنی و بنوازی
به دولتِ تو گنه می کند به انبازی

☆☆☆

بر دوستیِ پادشاهان اعتماد نتوان کردن و بر آوازِ خوشِ کودکان که آن به خیالی مبدّل شود و این به خوابی متغیّر گردد.

معشوقِ هزار دوست را دل ندهی
ور می دهی آن دل به جدایی بنهی

☆☆☆

ملک عقلمندوں سے رونق پاتا ہے اور دین پرہیز گاروں سے کمال حاصل کرتا ہے. بادشاہ عقلمندوں کی نصیحت کے اس سے زیادہ محتاج ہیں کہ عقلمند بادشاہوں کی قربت کے.

۱۔ اے بادشاہ اگر تو نصیحت سنے تو پوری دنیا میں اس سے زیادہ بہتر کوئی نصیحت نہیں.

۲۔ عقلمند کے سوا کسی کو کام کا حکم نہ دے. البتہ (حکم پر) عمل کرنا عقلمندوں کا کام نہیں.

☆☆☆

تین چیزیں پائیدار نہیں رہتیں: مال تجارت کے بغیر، علم بحث (تبادلہ خیال) کے بغیر اور ملک قوانین کے بغیر.

۱۔ ایک وقت مہربانی، نرمی اور ہمدردی کی گفتگو سے کسی کا دل قبولیت کی کمند میں لا سکتے ہو.

۲۔ اور ایک وقت غصے سے بول کر کیونکہ کبھی کبھار مصری کے سو کوزے وہ کام نہیں کر سکتے جو ایک ایلوا (خربوزہ کی طرح کا کڑوا پھل) کر سکتا ہے.

☆☆☆

بروں پر رحم کرنا نیکوں پر ظلم کرنا ہے. اور ظالموں کو معاف کرنا درویشوں پر ظلم کرنا ہے.

۱۔ تو جب خبیث سے (دوستی کا) پیمان باندھے گا اور اسے نوازے گا. تو وہ تیری شرکت سے تیری ہی دولت سے گناہ کرے گا.

☆☆☆

بادشاہوں کی دوستی اور بچوں (لڑکوں) کی خوبصورت آواز پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا. کیونکہ وہ (دوستی) ایک خیال سے بدل جاتی ہے اور یہ (خوبصورت آواز) ایک خواب سے تبدیل ہو جاتی ہے. (یعنی لڑکے کے بالغ ہوتے ہی اس کی آواز بدل جاتی ہے.)

۱۔ تجھے چاہیے کہ ہزار دوستوں کے معشوق کو دل نہ دے اور اگر دے دے تو اس دل کی جدائی کے لئے تیار ہو جا.

☆☆☆

هر آن سرّی که داری با دوست در میان منه چه دانی که وقتی دشمن گردد و هر بدی که توانی به دشمن مرسان که باشد که وقتی دوست گردد.

رازی که پنهان خواهی با کس در میان منه و گرچه دوستِ مخلص باشد که مر آن دوست را نیز دوستان مخلص باشند همچنین مسلسل.

خامشی به که ضمیرِدلِ خویش　　با کسی گفتن و گفتن که مگوی
ای سلیم، آب ز سر چشمه ببند　　که چو پُر شد نتوان بستن جوی

☆

سخنی در نهان نباید گفت　　که برِانجمن نشاید گفت

☆☆☆

دشمنی ضعیف که در طاعت آید و دوستی نماید مقصودِ وی جز این نیست که دشمنی قوی گردد و گفته اند که : بر دوستیِ دوستان اعتماد نیست تا به تملّقِ دشمنان چه رسد؛ و هر که دشمنِ کوچك را حقیر می شمارد بدان ماند که آتشِ اندك را مُهمَل می گذارد.

امروز بکُش، چو می توان کُشت
کاتش چو بلند شد، جهان سوخت
مگذار که زه کند کمان را
دشمن که به تیر می توان دوخت

☆☆☆

سخن در میانِ دو دشمن چنان گوی که اگر دوست گردند شرم زده نباشی.

میانِ دو کس جنگ چون آتش است
سخن چینِ بدبخت هیزم کش است
کنند این و آن خوش دگر باره دل
وی اندر میان کور بخت و خجل
میانِ دو تن آتش افروختن
نه عقل است و خود در میان سوختن

☆

ہر وہ راز جو تو (سینے میں) رکھتا ہے دوست کو مت بتا. تجھے کیا معلوم کہ کسی وقت وہ دشمن ہو جائے اور ہر بدی جو تم کر سکتے ہو دشمن کی ساتھ مت کرو کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی وقت وہ دوست بن جائے.

ایسا راز جسے تو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے کسی کے سامنے بیان نہ کر اگرچہ وہ تیرا مخلص دوست ہی کیوں نہ ہو. کیونکہ اس دوست کے بھی آگے مخلص دوست ہوتے ہیں اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے.

۱۔ خاموشی اس سے بہتر ہے کہ کسی سے اپنے دل کی بات بیان کی جائے اور کہا جائے کہ اسے کسی سے نہ کہنا.

۲۔ اے عقلمند، پانی کو چشمے کے آغاز سے بند کر کیونکہ جب (پانی سے) بھر گیا تو پانی کی ندی بند نہیں کی جاسکے گی.

☆

۳۔ وہ بات جس کو محفل میں بیان کرنا مناسب نہ ہو پوشیدہ طور پر بھی بیان نہیں کرنی چاہیے.

☆☆☆

وہ کمزور دشمن جو (تیری) اطاعت اختیار کرے اور دوستی اختیار کرے اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک دشمن طاقتور ہو جائے اور (داناؤں نے) کہا ہے کہ: دوستوں کی دوستی پر اعتماد نہیں ہے دشمنوں کی چاپلوسی پر کیسا اعتماد، اور ہر کوئی جو چھوٹے دشمن کو حقیر جانے اس کی طرح ہے جو تھوڑی سی آگ پر زیادہ توجہ نہیں کرتا.

۱۔ آج بجھا دو کیونکہ آج بجھا سکتے ہو جب آگ بلند ہو گئی تو جہان کو جلا دی گی.

۲۔ جس دشمن کو تیر سے پرویا (مارا) جا سکتا ہے اسے کمان کو چلہ چڑھانے کی مہلت نہ دے.

☆☆☆

دو دشمنوں کے درمیان بات اس طرح کہنی چاہیے کہ اگر وہ دوست بن جائیں تو تمہیں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے.

۱۔ دو آدمیوں کے درمیان جنگ آگ کی مانند ہے اور بدبخت چغلخور لکڑیاں (ایندھن) لانے والا ہے.

۲۔ یہ اور وہ (دو دشمن) ایک دوسرے سے دل خوش کر لیں گے اور وہ (دونوں کے) درمیان بدبخت اور شرمندہ ہو گا.

۳۔ دو آدمیوں کے درمیان آگ لگانا عقلمندی نہیں اور خود درمیان میں جلنا ہے.

☆

در سخن با دوستان آهسته باش
تا ندارد دشمنِ خونخوار گوش
پیشِ دیوار آنچه گویی هوش دار
تا نباشد در پسِ دیوار گوش

☆☆☆

هر که با دشمنان صلح می کند، سرِ آزارِ دوستان دارد.
بشوی، ای خردمند، ازان دوست دست
که با دشمنانت بوَد هم نشست

☆☆☆

چون در امضای کاری متردّد باشی، آن طرف اختیار کن که بی آزارتر برآید.
بامردمِ سهل خوی دشوار مگوی
باآن که درِ صلح زند جنگ مجوی
تاکا ربه زر بر می آید، جان در خطر افگندن نشاید؛ عرب گوید: آخِرُ الحِیَلِ اَلسَّیفُ.
چو دست از همه حیلتی در گسست
حلال است بردن به شمشیر دست

☆☆☆

بر عجزِ دشمن رحمت مکن که اگر قادر شود بر تو نبخشاید.
دشمن چو بینی ناتوان، لاف از بروتِ خود مزن
مغزی است درهر استخوان، مردی است در هر پیرهن

☆☆☆

هر که بدی را بکشد خلق را از بلای او برهاند و وی را از عذابِ خدای.
پسندیده ست بخشایش و لیکن منه بر ریشِ خلق آزار مرهم
ندانست آن که رحمت کرد برمار که آن ظلم است بر فرزندِ آدم

☆☆☆

۴۔ دوستوں سے گفتگو کرتے وقت آہستہ بات کرتا کہ تیرا خونخوار دشمن کان نہ لگائے۔
۵۔ تو دیوار کے سامنے جو کچھ کہتا ہے ہوش سے کہہ' ایسا نہ ہو کہ دیوار کے پیچھے کان ہو۔

☆☆☆

جو کوئی دشمنوں کی ساتھ صلح کرتا ہے وہ اپنے دوستوں کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے۔
۱۔ اے عقلمند تو اس دوست سے ہاتھ دھولے (یعنی اس سے دوستی ختم کردے)' جو تیرے دشمنوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے (تعلق رکھتا ہے)۔

☆☆☆

جب تو کسی کام کے انجام دینے میں تذبذب رکھتا ہو تو وہ طرف اختیار کر جس میں کمتر تکلیف اٹھانی پڑے۔
۱۔ نرمی سے بات کرنے والے لوگوں سے سختی سے بات مت کر۔ وہ جو صلح کا دروازہ کھٹکائے اس سے لڑائی نہ کر۔

جب تک کام روپے پیسے سے ہوتا ہو' جان کو خطرے میں ڈالنا مناسب نہیں' عرب کہتا ہے: تلوار آخری تدبیر ہے۔
۱۔ جب ہاتھ ہر حیلے (تدبیر) سے رہ جائے تو پھر تلوار کی طرف ہاتھ لے جانا حلال ہے۔

☆☆☆

دشمن کی عاجزی پر رحم نہ کر کیونکہ اگر قدرت پا جائے تو تجھے نہیں بخشے گا۔
۱۔ جب تو دشمن کو کمزور دیکھے تو مونچھوں سے شیخی نہ بگھار (مونچھوں کر تاؤ نہ دے)' (کیونکہ) ہر ہڈی میں مغز (گودا) ہے اور ہر پیرہن میں مرد ہے۔

☆☆☆

جو کوئی کسی برے آدمی کو قتل کرتا ہے' مخلوق کو اس کی مصیبت سے رہائی دیتا ہے اور اسے (قتل ہونے والے کو) خدا کے عذاب سے۔
۱۔ بخشش پسندیدہ (فعل) ہے لیکن مخلوق کو تکلیف دینے والے کے زخموں پر مرہم نہ لگا۔
۲۔ وہ شخص جس نے سانپ پر رحم کیا اس نے یہ نہ جانا کہ یہ آدم کی اولاد پر ظلم ہے۔

☆☆☆

نصیحت از دشمن پذیرفتن خطاست ولیکن شنیدن رواست تا بِخلافِ آن کار کنی که عینِ صواب است .

حذر کن زانچه دشمن گوید آن کن که بر زانو زنی دستِ تغابن
گرت راهی نماید راست چون تیر از او برگرد و راه دست چپ گیر

☆☆☆

خشم بیش از حد گرفتن وحشت آرد و لطفِ بی وقت هیبت ببرد؛ نه چندان درشتی کن که از تو سیر گردند و نه چندان نرمی که بر تو دلیر شوند.

درشتی و نرمی بهم در بِه است چو فاصِد که جرّاح و مَرهَم نِه است
درشتی نگیرد خردمند پیش نه سستی که نازل کند قدرِ خویش
نه مر خویشتن را فزونی نهد نه یك باره تن در مذلّت دهد

☆

جوانی با پدر گفت: ای خردمند
مرا تعلیم ده پیرانه یك پند
بگفتا: نیکمردی کن نه چندان
که گردد خیره گرگِ تیز دندان

☆☆☆

دو کس دشمنِ مُلك و دینند: پادشاهِ بی حلم و زاهدِ بی علم.

برسرِ مُلك مباد آن مَلِكِ فرمانده
که خدا را نبوَد بندهٔ فرمانبردار

☆☆☆

پادشاه باید که تا بحدّی خشم بر دشمنان نراند که دوستان را اعتماد نماند. آتشِ خشم اوّل در خداوندِ خشم افتد، پس آنگه زبانه به خصم رسد یا نرسد.

نشاید بنی آدمِ خاك زاد که در سر کند کبر و تندیّ و باد
تو را با چنین تندی و سرکشی نپندارم از خاکی، از آتشی

☆

دشمن کی نصیحت قبول کرنا خطا ہے لیکن اسے سن لینا جائز ہے تاکہ اس کے خلاف عمل کر لے جو بالکل صحیح ہے.

۱۔ جو کام کرنے کے لیے دشمن کہے اس سے گریز کر. وگرنہ اپنے زانوں پر حسرت کے ہاتھ مارے گا (یعنی افسوس کرے گا).

۲۔ اگر وہ (دشمن) تجھے تیر جیسا سیدھا راستہ دکھائے تو اس سے لوٹ آ اور بائیں ہاتھ جانے والا راستہ اختیار کر.

☆☆☆

حد سے زیادہ غصہ کرنا وحشت لاتا ہے اور بے موقع مہربانی ہیبت ختم کر دیتی ہے. اس قدر سختی نہ کر تجھ سے ان کا دل بھر جائے اور اس قدر نرمی نہ کر کہ وہ تجھ پر دلیر ہو جائیں.

۱۔ سختی اور نرمی کا ساتھ ساتھ ہونا بہتر ہے' جراح کی طرح جو جراحی بھی کرتا ہے اور مرہم بھی رکھتا ہے.

۲۔ عقلمند آدمی نہ تو سختی اپناتا ہے اور نہ ہی سستی اختیار کرتا ہے جس سے اپنی قدر کھو دے.

۳۔ نہ اپنے آپ کو حد سے بڑھاتا ہے اور نہ ہی یکبار اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے.

۴۔ ایک جوان نے باپ سے کہا، اے عقلمند' مجھے ایک پیرانہ (تجربہ کار بوڑھوں کے لائق) نصیحت کر.

۵۔ اس نے کہا: مروت کر مگر اتنی نہیں کہ تیز دانتوں والے بھیڑیئے (لوگ) تجھ سے گستاخی کریں.

☆☆☆

دو شخص ملک اور دین کے دشمن ہیں: بے حلم بادشاہ اور بے علم زاھد.

۱. خدا کرے وہ بادشاہ ملک پر حاکم نہ رہے جو خدا کا فرمانبردار بندہ نہ ہو.

☆☆☆

بادشاہ کو چاہیے کہ وہ اپنے دشمنوں پر اس حد تک غصہ نہ کرے کہ (اس سے) دوستوں کا اعتماد اٹھ جائے. غصے کی آگ سب سے پہلے غصہ کرنے والے پر گرتی ہے. پھر اس کا شعلہ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے.

۱۔ مٹی کے بنے آدم زاد کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دماغ میں تکبر' غرور اور تندی کو جگہ دے.

۲۔ تجھ کو اس تندی اور سرکشی کے ساتھ (دیکھ کر) میں خیال نہیں کر سکتا کہ تو مٹی سے بنا ہے' (بلکہ) آگ سے بنا ہے.

☆

درخاك بيلقان برسيدم به عابدی
گفتم: مرا به تربيت از جهل پاك كن
گفتا: برو چو خاك تحمّل كن ای فقيه
يا هر چه خوانده ای همه در زيرِ خاك كن

☆☆☆

بدخوی به دستِ دشمنی گرفتارست كه هرجا رود ازچنگِ عقوبتِ وی خلاص نيابد.

اگر ز دست بلا بر فلك رود بدخوی
زدستِ خویِ بدِ خويش در بلا باشد

☆☆☆

چو بينی كه در سپاهِ دشمن تفرقه افتاد تو جمع باش، واگر جمع شونداز پريشانی انديشه كن.

برو با دوستان آسوده بنشين | چو بينی در ميانِ دشمنان جنگ
وگر بينی كه با هم يك زبانند | كمان را زه كن و بر باره برسنگ

☆☆☆

دشمن چو از همه حيلتی فروماند سلسلۀ دوستی جنباند وانگه بدوستی كارهايی كند كه هيچ دشمن نتواند.

☆☆☆

سرِمار به دستِ دشمن بكوب كه از اِحدَی الحُسنَيَين خالی نباشد؛ اگر اين غالب آمد مار كُشتی و اگر آن، از دشمن رَستی.

به روزِ معركه ايمن مشو زخصمِ ضعيف
كه مغزِ شير برآرد چو دل زجان برداشت

☆☆☆

خبری كه دانی كه دلی بيازارد تو خاموش تا ديگری بيارد.

۱۔ میں بیلقان کی سر زمین میں ایک عابد کے پاس پہنچا. میں نے کہا مجھے تربیت کے ذریعے جہالت سے پاک کرو.

۲۔ اس نے کہا: اے عالمِ شریعت جامٹی کی طرح بردباری اختیار کر یا تو نے جو کچھ پڑھا ہے وہ سارا مٹی کے نیچے دفنا دے.

☆☆☆

بد فطرت (شخص) ایک ایسے دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی جائے اس کے عذاب کے پنجے سے نجات نہیں پاتا.

۱۔ اگر بد فطرت بلا کے ہاتھ سے بچ کر آسمان پر چلا جائے' اپنی بری فطرت کی وجہ سے مصیبت میں رہے گا.

☆☆☆

جب تو یہ دیکھے کہ دشمن کے سپاہیوں میں پھوٹ پڑ گئی ہے تو مطمئن ہو جا' اور اگر وہ متحد ہو جائیں تو اپنی پریشانی کے بارے میں سوچ.

۱۔ جب تو دشمنوں کے درمیان جنگ دیکھے تو جا اپنے دوستوں کے ساتھ آسودہ بیٹھ.

۲۔ اور اگر یہ دیکھے کہ وہ اکٹھے یک زبان ہیں تو کمان کا چلہ چڑھا اور فصیل پر پتھروں کا ڈھیر لگا.

☆☆☆

دشمن جب تمام تدبیروں سے عاجز ہو جاتا ہے تو دوستی کی زنجیر ہلاتا ہے اور اس وقت دوستی کے ذریعے ایسے کام کرتا ہے کہ کوئی دشمن نہیں کر سکتا.

☆☆☆

سانپ کا سر دشمن کے ہاتھوں کچلوا دے کیونکہ دو خوبیوں میں سے ایک سے خالی نہ ہو گا. اگر یہ (دشمن) غالب آگیا تو تو نے سانپ کو مار ڈالا اور اگر وہ (سانپ) غالب آگیا تو تو نے دشمن سے نجات پالی.

۱۔ جنگ کے دن کمزور دشمن کے مقابلے میں امن سے نہ بیٹھ کیونکہ جب وہ زندگی سے مایوس ہو جائے گا تو شیر کا مغز نکال لے گا.

☆☆☆

ایسی خبر جس کے بارے میں تو جانتا ہے کہ کسی دل کو تکلیف دے گی (اس پر) تو خاموش رہ تاکہ کوئی اور (یہ خبر) لائے.

بلبلا، مژدهٔ بہار بیار　　　خبرِبد به بوم باز گذار

☆☆☆

پادشه را برخیانتِ کسی واقف مگردان مگر آنگه که برقبولِ کلّی واثق باشی و گرنه در هلاكِ خود همی کوشی.

بسیجِ سخن گفتن آنگاه کن　　　که دانی که در کار گیرد سخن

☆☆☆

هر که نصیحتِ خود رای می کند او خود به نصیحتگری محتاج است.

☆☆☆

فریبِ دشمن مخور و غرورِ مدّاح مخر که این دامِ زرق نہاده است وآن دامنِ طمع گشاده. احمق را ستایش خوش آید، چون لاشه که در کعبش دَمی فربه نماید.

اَلا تا نشنوی مدح سخنگوی　　　که اندك مایه نفعی از تو دارد
که گر روزی مرادش برنیاری　　　دو صد چندان عیوبت برشمارد

☆☆☆

متکلّم را تاکسی عیب نگیرد سخنش صلاح نپذیرد.

مشو غرّه برحسنِ گفتارِ خویش　　　به تحسینِ نادان و پندارِ خویش

☆☆☆

همه کس را عقلِ خود بکمال نماید و فرزندِ خود بجمال.

یکی جهود و مسلمان مناظرت کردند
چنان که خنده گرفت از حدیثِ ایشانم
بطیره گفت مسلمان گر این قبالهٔ من
درست نیست، خدایا، جهود میرانم
جہود گفت: به تورات می خورم سوگند
و گر خلاف کنم همچو تو مسلمانم

۱۔اے بلبل ،بہار کی خوشخبری لا بُری خبر الو کے لیے چھوڑ دے.

☆☆☆

بادشاہ کو کسی کی خیانت کے بارے میں آگاہ نہ کر جب تک کہ تجھے یقین نہ ہو کہ تمہاری بات مان لی جائے گی. وگرنہ تم اپنی ہلاکت کے لیے کوشش کرو گے.

۱۔کوئی بات کرنے کا ارادہ اس وقت کر جب تو جان لے کہ تیری بات اثر کرے گی.

☆☆☆

جو کوئی خود سر آدمی کو نصیحت کرتا ہے. وہ خود کسی نصیحت کرنے والے کا محتاج ہے.

☆☆☆

دشمن کا فریب مت کھا اور تعریف کرنے والے کی تعریف پر مغرور نہ ہو کیونکہ اس (دشمن) نے مکاری کا جال بچھایا ہے اور اس (تعریف کرنے والے) نے لالچ کا دامن پھیلایا ہوا ہے. بے وقوف کو (اپنی) تعریف اچھی لگتی ہے (جانور کی) اس لاش کی طرح جس کی ایڑی میں پھونک مارنے سے وہ موٹی ہو جاتی ہے (پھول جاتی ہے).

۱۔خبردار تعریف کرنے والے کی تعریف مت سن کیونکہ وہ کم مایہ تجھ سے فائدے کی توقع رکھتا ہے.

۲۔اگر کسی دن تو نے اس کی مراد پوری نہ کی تو وہ تیرے دو سو گنا عیب گنے گا.

☆☆☆

کلام کرنے والے کا جب تک کوئی عیب نہ پکڑے اس کا کلام اصلاح نہیں پاتا.

۱۔اپنے حسن کلام ،نادانی کی تعریف اور اپنے خیال پر غرور نہ کر.

☆☆☆

ہر کسی کو اپنی عقل کامل اور (اپنا) فرزند خوبصورت معلوم ہوتا ہے.

۱۔ایک یہودی اور مسلمان نے اس طرح سے مناظرہ کیا کہ مجھے ان کی بات پر ہنسی آگئی.

۲۔مسلمان نے غصے سے کہا کہ اگر میری یہ سند صحیح نہیں تو اے خدا میں یہودی ہو کر مروں.

۳۔یہودی نے کہا: میں تورات کی قسم کھاتا ہوں اور اگر میں جھوٹا ثابت ہو جاؤں تو میں تیری طرح مسلمان ہوں.

گر از بسیطِ زمین عقل منعدم گردد
بخود گمان نبرد هیچ کس که نادانم

☆☆☆

ده آدمی بر سفره ای بخورند و دو سگ بر مُرداری بهم بسر نبرند. حریص با جهانی گرسنه است و قانع به نانی سیر. حکما گفته اند: توانگری به قناعت بِه از توانگری به بضاعت.

رودهٔ تنگ به یك نانِ تهی پر گردد
نعمتِ روی زمین پر نکند دیدهٔ تنگ

☆

پدر چون دَور عمرش منقضی گشت
مراین یك نصیحت کردو بگذشت
که شهوت آتش است از وی بپرهیز
به خود بر، آتش دوزخ مکن تیز
در آن آتش نداری طاقتِ سوز
به صبر آبی براین آتش زن امروز

☆☆☆

هر که در حالِ توانایی نکویی نکند در وقتِ ناتوانی سختی بیند.
بداختر تر از مردم آزار نیست که روزِ مصیبت کسش یار نیست

☆☆☆

هر چه زود بر آید دیر نپاید.
خاكِ مشرق شنیده ام که کنند به چهل سال کاسه ای چینی
صد به روزی کنند در مَردَشت لاجَرَم قیمتش همی بینی

☆

مُرغك از بیضه برون آید و روزی طلبد
و آدمی زاده ندارد خبر و عقل و تمیز

۴۔ اگر روئے زمین سے عقل ختم ہو جائے (تو بھی) کوئی اپنے بارے میں یہ خیال نہیں کرے گا کہ میں نادان ہوں.

☆☆☆

دس آدمی ایک دستر خوان پر کھاتے ہیں اور دو کتے ایک مردار پر اکٹھے نہیں ہوتے. لالچی آدمی پوری دنیا حاصل کر کے بھی بھوکا رہتا ہے اور قناعت کرنے والے کا جی ایک روٹی سے بھر جاتا ہے داناؤں نے کہا ہے: قناعت (بے نیازی) کی دولت' سرمائے کی دولت سے بہتر ہے.

۱۔ چھوٹا پیٹ ایک خالی روٹی سے بھر جاتا ہے (لیکن) دنیا بھر کی نعمتیں لالچی آنکھ کو سیر نہیں کر سکتیں.

۲۔ جب (میرے) باپ کی عمر کا دور پورا ہوا (وفات کا وقت آن پہنچا) تو انہوں نے مجھے یہ ایک نصیحت کی اور (اس دنیا سے) گزر گئے.

۲۔ کہ شہوت آگ ہے اس سے پرہیز کر' اپنے اوپر دوزخ کی آگ تیز نہ کر.

۳۔ تو اس آگ میں جلنے کی طاقت نہیں رکھتا. آج اس آگ پر صبر کا پانی ڈال.

☆☆☆

جو کوئی توانائی کی حالت میں نیکی نہ کرے وہ ناتوانی کے وقت سختی کا سامنا کرتا ہے.

۱۔ لوگوں کو تکلیف دینے والے سے زیادہ کوئی بد قسمت نہیں ہے کیونکہ مصیبت کے دن کوئی اس کا دوست نہیں ہے.

☆☆☆

جو کچھ جلدی (آسانی) سے حاصل ہوا' سے دوام حاصل نہیں ہوتا.

۱۔ میں نے سنا ہے کہ مشرق کی زمین سے چالیس سال میں ایک چینی کا پیالہ تیار کرتے ہیں.

۲۔ (لیکن) مردشت (فارس کا علاقہ) میں ایک دن میں سو (پیالے) بناتے ہیں. یقیناً تو اس کی قیمت دیکھتا ہے. (یعنی اس کی قیمت چینی پیالے سے بہت کم ہوتی ہے.)

☆

۳۔ چھوٹا پرندہ انڈے سے باہر آتا ہے اور روزی طلب کرتا ہے اور آدمی کا بچہ (اس وقت) خبر، عقل اور تمیز نہیں رکھتا.

آن که ناگاه کسی گشت، به چیزی نرسید
وین به تمکین و فضیلت بگذشت از همه چیز
آبگینه همه جا یابی، از ان بی محل است
لعل دشخوار بدست آید، ازان است عزیز

☆☆☆

کارها به صبر برآید و مُستعجِل بسردرآید.

به چشمِ خویش دیدم در بیابان   که آهسته سَبَق بُرد از شتابان
سمندِ بادپای از تگ فروماند   شتربان همچنان آهسته می راند

☆☆☆

نادان را بِه از خاموشی نیست و اگر این مصلحت بدانستی نادان نبودی.

چون نداری کمال و فضل آن بِه   که زبان در دهان نگه داری
آدمی را زبان فضیحه کند   جوزِ بی مغز را سبکساری

☆

خری را ابلهی تعلیم می داد   براو بر، صرف کرده سعیِ دایم
حکیمی گفتش: ای نادان، چه کوشی؟   در این سودا بترس ازلَومِ لایم
نیاموزد بهایم از تو گفتار   تو خاموشی بیاموز از بهایم

☆☆☆

هر که با داناتراز خود جدل کند تا بدانند که داناست بدانند که نادان است.

چون درآید مه از تویی بسخن
گرچهِ به دانی، اعتراض مکن

☆☆☆

هر که با بدان نشیند نیکی نبیند.

گر نشیند فرشته ای با دیو   وحشت آموزد و خیانت و ریو
از بدان جز بدی نیاموزی   نکند گرگ پوستین دوزی

☆☆☆

۴۔ وہ (چھوٹا پرندہ) جو اچانک بڑا ہو گیا' کسی چیز تک نہ پہنچا (یعنی کچھ نہ بن سکا) اور یہ (آدم زاد) احترام 'اور فضیلت میں سب سے آگے نکل گیا۔

۵۔ شیشہ سب جگہ مل جاتا ہے اس لیے بے قدر ہے۔ لعل دشواری سے ہاتھ آتا ہے اس لیے عزیز ہے۔

☆☆☆

کام صبر سے انجام پاتے ہیں اور جلد باز سر کے بل گرتا ہے۔

ا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے جنگل میں دیکھا کہ آہستہ چلنے والا تیز چلنے والے پر سبقت لے گیا۔

۲۔ تیز رفتار پیلا گھوڑا دوڑنے سے عاجز رہ گیا اور شتربان اسی طرح آہستہ آہستہ چلا رہا تھا۔

☆☆☆

نادان کیلیے خاموشی سے بہتر کوئی چیز نہیں اور اگر وہ اس مصلحت کو جان لیتا تو نادان نہ ہوتا۔

ا۔ جب تو فضل اور کمال نہیں رکھتا تو یہی بہتر ہے کہ اپنی زبان کو منہ میں سنبھال کر رکھے۔

۲۔ آدمی کو زبان رسوا کرتی ہے اور بے مغز اخروٹ کو اس کا ہلکا پن۔

۳۔ ایک گدھے کو ایک بے وقوف تعلیم دیتا تھا اور اس پر مسلسل کوشش صرف کرتا تھا۔

۴۔ ایک دانا نے اس سے کہا: اے نادان کیا کوشش کر رہا ہے؟ اس معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے ڈر۔

۵۔ جانور تجھ سے بات کرنا نہیں سیکھے گا' تو جانور سے خاموشی (خاموش رہنا) سیکھ لے۔

☆☆☆

جو کوئی اپنے سے زیادہ عقلمند کے ساتھ (اس لیے) جھگڑا کرے کہ لوگ اسے دانا سمجھیں۔
لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ نادان ہے۔

ا۔ جب تم سے بڑا آدمی بات کر رہا ہو تو خواہ تو اس سے بہتر جانتا ہو اس کی بات پر اعتراض نہ کر۔

☆☆☆

جو کوئی بروں کے ساتھ بیٹھے وہ کبھی نیکی (بھلائی) نہیں دیکھتا۔

ا۔ اگر کوئی فرشتہ شیطان کے ساتھ بیٹھے تو وہ (فرشتہ) اس سے نفرت' خیانت اور مکر و فریب سیکھے گا۔

۲۔ تو بروں سے بدی کے سوا کچھ نہیں سیکھے گا (کیونکہ) بھیڑیا کھالیں نہیں سیتا۔

☆☆☆

مردمان را عیبِ نهانی پیدا مکن که مرایشان را رسواکنی و خود را بی اعتماد.

☆☆☆

هر که علم خواند و عمل نکرد بدان مانَد که گاو رانَد و تخم نیفشانَد.

☆☆☆

از تنِ بی دل طاعت نیاید و پوستِ بی مغز بضاعت را نشاید.

☆☆☆

نه هر که در مجادله چُست، در معامله دُرُست.

بس قامتِ خوش که زیر چادَر باشد
چون باز کنی مادرِ مادر باشد

☆☆☆

اگر شبہا همه قدر بودی شبِ قدر بی قدر بودی.

گرسنگ همه لعلِ بدخشان بودی
پس قیمتِ لعل و سنگ یکسان بودی

☆☆☆

نه هر چه بصورت نکوست سیرتِ زیبادر اوست؛ کاراندرون دارد نه پوست.

توان شناخت به یکروز در شمایلِ مرد
که تا کجاش رسیده ست پایگاهِ علوم
ولی زباطنش ایمن مباش و غرّه مشو
که خبثِ نفس نگردد به سالہامعلوم

☆☆☆

هر که با بزرگان ستیزد خونِ خود ریزد.

خویشتن را بزرگ پنداری — راست گفتند: یك دو بیند لوچ
زود بینی شکسته، پیشانی — تو که بازی کنی بسر با غوچ

☆☆☆

لوگوں کے چھپے ہوئے راز ظاہر نہ کر کیونکہ (اس طرح) ان کو رسوا کرو گے اور اپنے آپ کو بے اعتبار.

☆☆☆

جس نے علم پڑھا اور (اس پر) عمل نہ کیا اس (آدمی) کی طرح ہے کہ جس نے ہل چلایا اور بیج نہیں ڈالا.

☆☆☆

بے دل آدمی سے عبادت نہیں ہو سکتی اور بے مغز چھلکے کا شمار سرمائے میں نہیں ہوتا.

☆☆☆

یہ ضروری نہیں کہ جو لڑنے میں چست ہو وہ معاملے میں بھی درست ہو.

۱۔ کتنے خوش قامت چادر کے نیچے ایسے ہوتے ہیں کہ جب تو ان کی چادر ہٹائے تو اندر نانی (بوڑھی) ہوتی ہے.

☆☆☆

اگر تمام راتیں شب قدر ہوتیں تو شب قدر بے قدر ہوتی.

۱۔ اگر سب پتھر بدخشاں کے لعل ہوتے تو پھر لعل اور پتھر کی قیمت برابر ہوتی.

☆☆☆

یہ ضروری نہیں کہ جو شکل میں خوبصورت ہو اس میں خوب سیرتی بھی موجود ہو کام سیرت سے پڑتا ہے کھال سے نہیں.

۱۔ ایک دن میں آدمی کی ظاہری خصوصیات معلوم کی جاسکتی ہیں کہ اس کے علم کا درجہ کہاں تک پہنچ گیا ہے.

۲۔ لیکن اس کے باطن سے امن میں نہ رہ اور مغرور نہ ہو کیونکہ نفس کی خباثت سالوں میں معلوم نہیں ہوتی.

☆☆☆

جو بڑوں سے ٹکر لیتا ہے وہ اپنا ہی خون بہاتا ہے.

۱۔ تو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے. انہوں (لوگوں) نے سچ کہا: بھینگا ایک کے دو دیکھتا ہے.

۲۔ تو جو مینڈھے سے ٹکریں لڑے گا تو جلد ہی اپنی پیشانی کو ٹوٹا ہوا دیکھے گا.

☆☆☆

پنچه با شیر انداختن و مشت با شمشیر زدن کارِ خردمندان نیست.

جنگ و زورآوری مکن با مست　　پیشِ سر پنجه در بغل نِه دست

☆☆☆

ضعیفی که با قوی دلاوری کند یارِ دشمن است در هلاکِ خویش.

سایه پرورده را چه طاقتِ آن　　که رود با مبارزان به قتال
سست بازو بجهل می فگند　　پنجه با مردِ آهنین چنگال

☆☆☆

بی هنران هنرمندرا نتوانند که بینند، همچنان که سگانِ بازاری سگِ صید را مشغله برآرند و پیش آمدن نیارند، یعنی سفله چون به هنر با کسی برنیاید به خبثش در پوستین افتد.

کند هر آینه غیبت حسودِ کوته دست
که در مقابله گنگش بوَد زبانِ مقال

☆☆☆

گر جورِ شکم نیستی هیچ مرغ در دام صیّاد نیفتادی بلکه صیّاد خود دام ننهادی. حکیمان دیر دیر خورند وعابدان نیم سیر و زاهدان سدِّ رمق و جوانان تا طبق برگیرند و پیران تا عرق بکنند امّا قلندران چندان بخورند که در معده جای نفس نمانَدو بر سفرهٔ روزی کس.

اسیرِ بندِ شکم را دو شب نگیرد خواب:
شبی ز معدهٔ سنگی، شبی ز دلتنگی

☆☆☆

مشورت با زنان تباه است و سخاوت با مفسدان گناه.

ترَحم بر پلنگِ تیز دندان
ستمگاری بوَد بر گوسفندان

☆☆☆

شیر سے پنجہ لڑانا اور تلوار پر مکہ مارنا عقلمندوں کا کام نہیں.
ا۔ مست کے ساتھ جنگ اور زور آزمائی نہ کر. طاقتور کے سامنے اپنے ہاتھ بغل میں دبالے.

☆☆☆

جو کمزور (آدمی) طاقتور کے سامنے دلیری دکھائے وہ اپنی ہلاکت میں دشمن کا دوست (ہم دست) ہے.
ا۔ نازسے پلے کو اس کی طاقت کہاں کہ وہ دلیروں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے جائے.
۲۔ کمزور بازوؤں والا جہالت کی وجہ سے آہنی پنجہ رکھنے والے مرد سے پنجے لڑاتا ہے.

☆☆☆

بے ہنر (لوگ) ہنر مندوں کو (حسد کی وجہ سے) نہیں دیکھ سکتے. جیسے آوارہ کتے شکاری کتے کو مشغلہ بنا لیتے ہیں (یعنی دور دور سے بھونکتے ہیں) اور اس کے سامنے نہیں آتے. یعنی پست فطرت جب ہنر میں کسی کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو خباثت کی وجہ سے اس کے عیب نکالنے لگ جاتا ہے.
ا۔ ناتوانا حاسد جس کی بات کرنے والی زبان سامنے گونگی ہو جاتی ہے. یقیناً پیٹھ پیچھے غیبت شروع کر دیتا ہے.

☆☆☆

اگر پیٹ کا ظلم نہ ہوتا تو کوئی پرندہ شکاری کے جال میں نہ پھنستا. بلکہ شکاری خود جال نہ لگاتا. عقلمند دیر بعد کھاتے ہیں اور عبادت کرنے والے آدھی بھوک رکھ کر' زاھد اتنا کہ جس سے زندگی قائم رہے. اور جوان اس وقت تک کھاتے ہیں جب تک کھانے کا تھال (سامنے سے) اٹھا نہ لیں. بوڑھے اس وقت تک کھاتے ہیں جب تک پسینے سے شرابور نہ ہو جائیں. لیکن قلندر اس قدر کھاتے ہیں کہ معدے میں سانس لینے کی جگہ باقی نہ رہے اور دستر خوان پر کسی کے لیے کھانا باقی نہ رہے.
ا۔ پیٹ کے غلام کو دو رات نیند نہیں آتی' ایک رات معدے کے بھاری پن کی وجہ سے اور ایک رات بھوک کی وجہ سے.

☆☆☆

عورتوں کے ساتھ مشورہ کرنا تباہی ہے اور مفسدوں کے ساتھ سخاوت کرنا گناہ.
ا۔ تیز دانتوں والے چیتے پر رحم کرنا بھیڑوں پر ظلم (کے مترادف) ہے.

☆☆☆

هر که را دشمن پیش است اگر نکُشد دشمنِ خویش است.

سنگ بردست و مار سر بر سنگ
خیره رایی بوَد قیاس و درنگ

☆☆☆

و گروهی بخلاف این مصلحت دیده اند و گفته اند که در کشتنِ بندیان تأمّل اولی ترست بحکمِ آن که اختیار باقی است توان کُشت و توان بخشید امّا اگر بی تأمّل کشته شود محتمل است که مصلحتی فوت شود که تدارکِ مثلِ آن ممتنع باشد.

نیك سهل است زنده بی جان کرد
کُشته را بازِ زنده نتوان کرد
شرطِ عقل است صبرِ تیر انداز
که چو رفت از کمان، نیاید باز

☆☆☆

حکیمی که با جُهّال درافتد باید که توقّعِ عزّت ندارد و اگر جاهلی به زبان آوری بر حکیمی غالب آید عجب نیست که سنگی است که گوهری همی شکند.

نه عجب گر فرو رود نفسش
عندلیبی غراب همقفسش

☆

گر هنرمندی از اوباش جفائی بیند
تا دلِ خویش نیازارد و درهم نشود
سنگِ بد گوهر اگر کاسهٔ زرَین بشکست
قیمتِ سنگ نیفزاید و زرکم نشود

☆☆☆

خردمندی راکه در زمرهٔ اجلاف سخن ببندد شگفت مدار که آوازِ بربط باغلبهٔ دُهُل برنیاید و بوی عبیر از گندِ سیر فروماند.

جس کسی کے سامنے دشمن ہے اور وہ اسے نہ مارے تو وہ خود اپنا دشمن ہے.

ا۔ جب تیرے ہاتھ میں پتھر ہے اور سانپ نے بھی سر پتھر پر رکھا ہوا ہے تو پھر اسے مارنے کے لیے سوچنا اور تاخیر کرنا بے وقوفی ہے.

☆

اور ایک گروہ نے اس کے خلاف مصلحت سمجھی ہے اور کہا ہے کہ قیدیوں کو قتل کرنے میں دیر کرنا بہتر ہے کیونکہ اس طرح انہیں قتل کرنے اور بخشش دینے کا اختیار باقی ہے. اگر انہیں دیر کیے بغیر قتل کر دیا جائے تو کسی ایسی مصلحت کے فوت ہونے کا امکان ہوتا ہے جس کا تدارک (بعد میں) محال ہو.

ا۔ کسی زندہ کو مار دینا بہت آسان ہے. قتل ہو جانے والے کو زندہ نہیں کیا جا سکتا.

۲۔ تیر انداز کو سوچ سمجھ کر تیر چلانا چاہیے کیونکہ جب (تیر) کمان سے نکل گیا تو وہ لوٹ کر نہیں آتا.

☆☆☆

اگر کوئی دانا جاہلوں سے الجھے تو اسے عزت کی توقع نہیں رکھنی چاہیے اور اگر کوئی جاہل زبان درازی میں کسی دانا پر سبقت لے جائے تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ وہ (جاہل) ایسا پتھر ہے جو ہیرے کو توڑ دیتا ہے.

ا۔ وہ بلبل جسے کوے کے ساتھ ایک پنجرے میں بند کر دیا جائے اگر وہ دم سادھ لے تو کوئی تعجب کی بات نہیں.

۲۔ اگر کوئی ھنر مند کسی اوباش سے کوئی سختی دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا دل رنجیدہ نہ کرے اور خفا نہ ہو.

۳۔ اگر بدِ اصل (گھٹیا) پتھر سونے کا پیالہ توڑ دے تو پتھر کی قیمت زیادہ نہیں ہو جاتی اور نہ ہی سونے کی قیمت کم ہو جاتی ہے.

☆☆☆

اگر کوئی عقلمند نادانوں کے گروہ میں چپ سادھ لے تو تعجب مت کر اس لیے کہ ڈھول کی آواز سارنگی کی آواز پر غالب آ جاتی ہے. عبیر (مشک گلاب صندل زعفران وغیرہ کا مرکب) کی خوشبو لسن کی بو میں دب جاتی ہے.

بلند آواز نادان گردن افراخت
که دانا را به بی شرمی بینداخت
نمی داند که آهنگِ حجازی
فروماند ز بانگِ طبلِ غازی

☆☆☆

جوهر اگر در خَلاب افتد همچنان نفیس است و غبار اگر به فلك رسد همان خسیس است. استعداد بی تربیت دریغ است و تربیتِ نامستعد ضایع. خاکستر نَسبی عالی دارد که آتش جوهری علوی است و لیکن چون بنفسِ خود هنری ندارد باخاك برابرست و قیمتِ شکر نه از نی است که آن خود خاصیَتِ وی است.

چو کنعان راطبیعت بی هنر بود پیمبرزادگی قدرش نیفزود
هنر بنمای اگر داری نه گوهر گُل از خارست وابراهیم از آزر

☆☆☆

مُشك آن است که ببوید نه آن که عطار بگوید؛ دانا چو طبلهٔ عطارست خاموش و هنر نمای و نادان چو طبلِ غازی بلند آواز و میان تهی.

عالم اندر میانِ جاهل را مَثَلی گفته اند صدّیقان
شاهدی درمیانِ کوران است مُصحفی در سرایِ زندیقان

☆☆☆

دوستی را که به عمری فراچنگ آرند نشاید که به یکدم بیازارند.

سنگی به چند سال شود لعل پاره ای
زنهار تا به یك نَفَسش نشکنی به سنگ

☆☆☆

عقل در دستِ نفس چنان گرفتارست که مردِ عاجز در دستِ زنِ گُربُز.

درِ خرّمی بر سرایی ببند که بانگِ زن از وی برآید بلند

☆☆☆

۱۔ بلند آواز نادان نے گردن بلند کی (اکڑائی) کہ اس نے دانا کو اپنی بے شرمی کی وجہ سے گرالیا.
۲۔ وہ نہیں جانتا کہ حجازی موسیقی (سریلی موسیقی) کی آواز جنگی نقاروں کے شور میں دب جاتی ہے.

☆☆☆

موتی اگر کیچڑ میں گر جائے تو بھی اس کی نفاست وہی رہتی ہے اور غبار اگر آسمان پر پہنچ جائے تو بھی بے قیمت ہے. صلاحیت ہو اور تربیت نہ ہو تو افسوس ہے. اور نااہل کی تربیت کرنا بے سود ہے. راکھ اعلیٰ نسب رکھتی ہے کیونکہ آگ عالی جوہر ہے. اور لیکن چونکہ بذات خود کوئی ہنر نہیں رکھتی (اس لیے) مٹی کے برابر ہے. شکر کی قیمت گنے کی وجہ سے نہیں بلکہ (اس کی) اپنے خاصیت کی وجہ سے ہے.

۱۔ چونکہ کنعان کی طبیعت بے ہنر تھی (اس لیے) پیغمبر کا بیٹا ہونا بھی اس کی قدر کو نہ بڑھا سکا.
۱۔ اگر تجھ میں کوئی ہنر ہے تو ظاہر کر حسب نسب سے کیا کام؟ پھول کانٹے سے ہے اور حضرت ابراہیم آزر (خاندان) سے ہے.

☆☆☆

مشک وہ ہے جو خود خوشبو دے وہ نہیں جس کی عطار تعریف کرے. عقلمند عطار کے ڈبے کی طرح ہے، خاموش اور ہنر دکھانے والا. اور نادان جنگی نقارے کی طرح ہے بلند آواز اور اندر سے خالی.

۱۔ جاہلوں کے درمیان عالم کے بارے میں سچ بولنے والوں نے مثال کہی ہے.
۲۔ اندھوں کے درمیان ایک خوبصورت ہے اور بے دینوں کے گھر میں ایک قرآن ہے.

☆☆☆

جس دوست کو ایک عمر میں حاصل کریں اسے دم بھر میں دکھ دینا مناسب نہیں.
۱۔ ایک پتھر چند سالوں میں لعل کا ٹکڑا بنتا ہے. خبردار! اسے ایک دم میں پتھر سے نہ توڑ دینا.

☆☆☆

عقل نفس کے ہاتھوں ایسی گرفتار ہے کہ عاجز مرد مکار عورت کے ہاتھ میں.
۱۔ اس گھر پر خوشی کا دروازہ بند کر دو جس سے عورت کی اونچی آواز آتی ہو.

☆☆☆

رای بی قوّت مکر و فسون است و قوّت بی رای، جهل و جنون.

تمیز باید و تدبیر و عقل وانگه مُلك

که مُلك و دولتِ نادان سلاحِ جنگِ خداست

☆☆☆

جوانمرد که بخورد و بدهد به از عابدی که نخوردو بنهد. هر که ترکِ شهوات از بهرِ قبولِ خلق داده است از شهوتی حلال در شهوتی حرام افتاده است.

عابد که نه از بهرِ خدا گوشه نشیند

بیچاره در آیینهٔ تاریك چه بیند؟

☆☆☆

اندك اندك خیلی شود و قطره قطره سیلی گرددیعنی آنان که دستِ قوّت ندارند سنگ خرده نگه می دارند تا به وقتِ فرصت دمار از دماغِ خصم برآرند.

وقطرعلی قطرٍ اذا اتّفقت نهر

ونهر الی نهرٍ اذا اجتمعت بحر

☆

اندك اندك بهم شود بسیار

دانه دانه ست غلّه در انبار

☆☆☆

عالم را نشاید که سفاهت از عامی به حلم درگذارد که هر دو طرف را زیان دارد: هیبتِ این کم شود و جهلِ آن مستحکم.

چو با سفله گویی بلطف و خوشی فزون گرددش کبر و گردن کشی

☆☆☆

معصیت از هر که در وجود آید ناپسندیده است واز علما ناخوب تر که علم سلاحِ جنگِ شیطان است و خداوندِسلاح را چون به اسیری برندشرمساری بیشتر برد.

طاقت کے بغیر رائے (عقل) مکر و فریب ہے اور طاقت رائے (عقل) کے بغیر جہالت اور جنون ہے.

ا۔ بادشاہ کے لیے پہلے (اچھے برے کی) تمیز، دور اندیشی اور عقل چاہیے پھر ملک، کیونکہ نادان کا ملک اور دولت خدا سے جنگ کے ہتھیار ہیں.

☆☆☆

سخی جو کہ کھائے اور بخشے اس عابد سے بہتر ہے جو نہ کھائے اور (جمع کر کے) رکھے. جس نے دنیا کی لذتوں کو مخلوق میں مقبولیت حاصل کرنے کے لیے چھوڑا ہے. وہ حلال تمنا کو چھوڑ کر حرام تمنا میں پڑ گیا ہے.

ا۔ وہ عابد جو خدا کے لیے گوشہ نشین نہیں ہوتا وہ بیچارہ اندھے شیشے میں کیا دیکھے گا؟

☆☆☆

تھوڑا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے اور قطرہ قطرہ سیلاب بن جاتا ہے. یعنی وہ جو ہاتھوں میں طاقت نہیں رکھتے اپنے پاس کنکریاں رکھتے ہیں تاکہ موقع ملنے پر دشمن کا سر پھوڑ دیں.

ا۔ قطرے جب اکٹھے ہوتے ہیں تو نہر بن جاتے ہیں اور نہریں جب ملتی ہیں سمندر بن جاتا ہے.

☆

۲۔ کم کم اکٹھا ہو کہ بہت زیادہ بن جاتا ہے. گودام میں غلہ دانہ دانہ ہوتا ہے.

☆☆☆

عالم کے لیے مناسب نہیں کہ نادان کی بے عقلی کو بردباری کی وجہ سے چھوڑ دے. جو دونوں کے لیے نقصان دہ ہے. اس (عقلمند) کا وقار کم ہو جاتا ہے اور اس (نادان) کی جہالت مضبوط ہو جاتی ہے.

ا۔ جب تو کمینے (آدمی) سے مہربانی اور خوشی سے بات کرے گا تو اس کا تکبر اور غرور بڑھ جائے گا.

☆☆☆

گناہ جس (شخص) سے بھی سرزد ہو ناپسندیدہ ہے اور اگر عالموں سے سرزد ہو تو اور بھی برا ہے کیونکہ علم شیطان سے جنگ کا اسلحہ ہے اور جب اسلحہ رکھنے والے کو قیدی بنالیں تو وہ زیادہ شرمندگی اٹھاتا ہے.

عامِ نادانِ پریشان روزگار
به ز دانشمندِ نا پرهیزگار
کان به نابینایی از راه اوفتاد
وین دو چشمش بود و در چاه اوفتاد

☆☆☆

جان در حمایتِ یك دَم است و دنیا وجودی میانِ دو عدم؛ دین به دنیا فروشان خرند، یوسف بفروشند تا چه خرند؟ اَلَم اَعهَد اِلَیکُم یا بَنی آدَمَ اَن لا تَعبُدُوا الشَّیطانَ.

به قول دشمن پیمانِ دوست بشکستی
ببین که از که بریدی و با که پیوستی؟

☆☆☆

شیطان با مُخلصان بر نمی آید و سلطان بامُفلسان.

وامش مده آن که بی نمازست	گرچه دهنش ز فاقه بازست
کو فرضِ خدا نمی گزارد	از قرضِ تو نیز غم ندارد

☆

امروزه دو مُرده پیش گیرد مِرکَن   فردا گوید تُربی از این جا برکن

☆☆☆

هر که در زندگی نانش نخورند چون بمیرد نامش نبرند. لذّت انگور بیوه داند نه خداوند میوه. یوسفِ صدّیق، علیه السّلام، در خشك سالِ مصر سیر نخوردی تا گرسنگان فرامش نکند.

آن که در راحت و تنعّم زیست
او چه داند که حال گرسنه چیست
حالِ درمندگان کسی داند
که به احوالِ خویش درماند

☆

ای که بر مرکبِ تا زنده سواری مشتاب
که خرِ خارکشِ مسکین در آب و گِل است

ا۔ کم عقل اور پریشان زمانہ، ناپرہیزگار عالم سے بہتر ہے.

۲۔ کہ وہ (نادان) اندھا ہونے کی وجہ سے راستے سے بھٹک گیا. اور یہ (عالم) دو آنکھیں رکھتے ہوئے بھی کنویں میں گر گیا.

☆☆☆

جان ایک سانس کے سہارے پر (قائم) ہے اور دنیا دو عدم کے درمیان ایک وجود ہے. دین کو دنیا کے عوض بیچنے والے گدھے (نادان) ہیں. کیا خریدنے کے لیے یوسف کو بیچتے ہیں؟ اے آدم کی اولاد میں نے تم سے اس بات کا عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی اطاعت نہیں کرو گے.

ا۔ دشمن کے کہنے پر تو نے دوست سے کیے ہوئے عہد کو توڑ دیا. دیکھ کہ تو نے کس سے تعلق توڑا اور کس سے جوڑا؟

☆☆☆

شیطان مخلصوں (خدا کے مخلص بندوں) پر غالب نہیں آتا اور بادشاہ مفلسوں پر.

ا۔ وہ جو بے نمازی ہے اسے ادھار نہ دے چاہے اس کا منہ فاقے سے کھلا ہی کیوں نہ ہو.

۲۔ کہ وہ خدا کا فرض ادا نہیں کرتا. اسے تمہارے قرض کی بھی فکر نہ ہوگی.

۳۔ آج تم سے دو آدمیوں کی خوراک قرض لے لے گا. کل کو کہے گا کہ (اس کے بدلے) مولی یہاں سے اکھاڑ کر لے جاؤ. یعنی بے دید ہو جائے گا.

☆☆☆

لوگ جس کی روٹی اس کی زندگی میں نہیں کھاتے اس کے مرنے کے بعد اس کا نام نہیں لیتے. انگور کی لذت بیوہ جانتی ہے پھل کا مالک (باغ والا) نہیں. حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے مصر پر قحط کے سالوں میں پیٹ بھر کر نہیں کھایا تاکہ بھوکوں کو فراموش نہ کریں.

ا۔ وہ جو آرام اور ناز و نعمت میں رہا اسے کیا معلوم کہ بھوکے کا حال کیا ہے.

۲۔ درد مندوں کا حال وہی جانتا ہے جو اپنی مصیبتوں میں گرفتار رہا ہو.

☆

۳۔ اے تیز رفتار گھوڑے پر سوار، جلدی مت کر کیونکہ سوکھی جھاڑیاں لے جانے والے مسکین کا گدھا پانی اور کیچڑ میں (پھنسا ہوا) ہے.

آتش از خانهٔ همسایهٔ درویش مخواه
کانچه بر روزنِ او می گذرد دودِ دل است

☆☆☆

درویشِ ضعیف حال را در خشک سالی مپرس که چونی الاّ بشرطِ آن که مرهمِ ریشش بنهی و معلومی پیشش.

خری که بینی و باری به گِل درافتاده
به دل براو شفقت کن ولی مرو به سرش
کنون که رفتی و پرسیدیش که چون افتاد
میان ببند و چو مردان بگیر دُنبِ خرش

☆☆☆

دو چیز محالِ عقل است: خوردن بیش از رزقِ مقسوم و مردن پیش از وقتِ معلوم.

قضا دگر نشود گر هزار ناله و آه
بکُفر یا بشکایت برآید از دهنی
فرشته ای که وکیل است بر خزاینِ باد
چه غم خورد که بمیرد چراغِ پیرزنی؟

☆☆☆

ای طالبِ روزی بنشین که بخوری وای مطلوبِ اجل مرو که جان نبری.

جهدِ رزق ارکنی و گر نکنی — برساند خدای عَزَّ و جَلَ
ور روی در دهانِ شیر و پلنگ — نخورندت مگر به روزِ اَجَل

☆☆☆

به نا نهاده دست نرسد ونهاده هر کجا که هست برسد.

شنیده ای که سکندر برفت تا ظلمات
به چندمحنت و خورد آن که خورد آبِ حیات

☆☆☆

۴۔ غریب ہمسائے کے گھر سے آگ طلب مت کر کیونکہ جو (دھواں) اس کے روشندان سے نکلتا ہے وہ اس کے دل کا دھواں ہے۔

☆☆☆

خستہ حال ضعیف سے قحط کے دنوں میں مت پوچھ کہ تو کیسا ہے؟ مگر اس شرط پر کہ اس کے زخم پر مرہم رکھے اور اس کے سامنے پیسے دھرے۔

۱۔ اگر تو ایک گدھے کو بوجھ (سامان) کے ساتھ کیچڑ میں گرا ہوا دیکھے تو دل میں اس پر مہربانی کر لیکن اس کے قریب مت جا۔

۲۔ اب جبکہ تو (اس کے قریب) چلا گیا اور اس سے (گدھے والے سے) پوچھ لیا کہ کیسے گرا تو کمر کس لے اور مردوں کی طرح اس کے گدھے کی دم پکڑ۔

☆☆☆

دو چیزیں عقل کی رو سے محال ہیں: قسمت میں لکھے رزق سے زیادہ کھانا اور مقررہ وقت سے پہلے مرنا۔

۱۔ تقدیر نہیں بدلتی چاہے کفر اور شکایت کے ہزار آہ و نالے منہ سے نکلیں۔

۲۔ جو فرشتہ ہوا کے خزانوں پر مامور ہے اس کو کیا فکر کہ بڑھیا کا دیا بجھ جائے گا؟

☆☆☆

اے روزی کے طالب بیٹھ جاؤ کہ کھاؤ گے اور اے موت کے مطلوب (جس کی پیچھے موت ہو) مت جاؤ کیونکہ جان نہیں بچا پاؤ گے۔

۱۔ رزق کے لیے تو اگر کوشش کرے یا نہ کرے خداوند تعالیٰ (تم تک) پہنچادے گا۔

۲۔ اور اگر تو شیر اور چیتے کے منہ میں بھی چلا جائے تو وہ تمہیں (اس وقت تک) نہیں کھائیں گے ماسوائے تمہاری موت کے دن۔

☆☆☆

جو روزی مقدر میں نہیں اس تک ہاتھ نہیں پہنچتا اور جہاں کہیں (مقدر میں) ہے ہاتھ پہنچ جاتا ہے۔

۱۔ تو نے سنا ہے کہ سکندر بہت تکلیف کے ساتھ تاریکیوں کی سرزمین تک پہنچا (تاکہ آبِ حیات پی سکے)۔ مگر آبِ حیات وہ پی گیا جس کے مقدر میں تھا۔ (یعنی آبِ حیات حضرت خضر نے پی لیا اور جاویدانہ زندگی پالی)۔

صیاد بی روزی ماهی در دجله نگیرد و ماهی بی اجل در خشك نمیرد

مسکین حریص در همه عالم همی رود
او در قفای رزق و اجل در قفای او

☆☆☆

توانگرِ فاسق کلوخ زراندودست و درویشِ صالح شاهدِ خاك آلود. این دلقِ موسی است مرقّع و آن ریشِ فرعون مرصّع.

☆☆☆

شدّت نیکان رویِ در فَرَج دارد و دولتِ بدان سر درنشیب.

هر که راجاه و دولت است و بدان
خاطری خسته در نخواهد یافت
خبرش ده که هیچ دولت و جاه
به سرای دگر نخواهد یافت

☆☆☆

حسوداز نعمتِ حق بخیل است و بندهٔ بی گناه را دشمن دارد.

مردکی خشك مغز را دیدم
رفته درپوستینِ صاحبِ جاه
گفتم : ای خواجه، گر تو بدبختی
مردمِ نیکبخت را چه گناه؟

☆

اَلا تا نخواهی بلا بر حسود
که آن بخت برگشته خود در بلاست
چه حاجت که با وی کنی دشمنی
که وی را چنان دشمن اندر قفاست

☆☆☆

تلمیذِ بی ارادت، عاشقِ بی زرست و روندهٔ بی معرفت، مرغ بی پر وعالِمِ بی عمل، درختِ بی بر و زاهدِ بی علم، خانهٔ بی در.

☆☆☆

شکاری روزی کے بغیر مچھلی دجلہ سے نہیں پکڑتا اور مچھلی موت آئے بغیر خشکی پر نہیں مرتی.
ا۔ لالچی مسکین پوری دنیا میں مارامارا پھرتا ہے. وہ روزی کے پیچھے دوڑتا ہے اور موت اس کے پیچھے.

☆☆☆

بدکار دولتمند مٹی کا ایسا ڈھیلا ہے جس پر سونے کا پانی چڑھا ہے اور نیک غریب خاک آلود (خوبصورت) محبوب ہیں. یہ (غریب) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیوند لگا اونی لباس ہے اور وہ دولتمند ہیروں سے جڑی فرعون کی داڑھی ہے.

☆☆☆

نیکوں کا سختی جھیلنا انہیں آسائش اور کشادگی کی طرف لے جاتا ہے اور بروں کی دولت انہیں پستی کی طرف.
ا۔ جس کسی کے پاس مرتبہ اور دولت ہے اور وہ اس سے کسی غم زدہ شخص کی دل جوئی نہیں کرے گا.
۲۔ تو اسے خبر دے کہ کوئی دولت اور مرتبہ اگلے جہان نہ پائے گا.

☆☆☆

حاسد خدا کی نعمت کے حوالے سے بخیل ہوتا ہے اور بے گناہ بندے کو اپنا دشمن بنالیتا ہے.
ا۔ میں نے ایک بے وقوف آدمی کو دیکھا جو ایک صاحب مرتبہ شخص کی برائی کررہا تھا.
۲۔ میں نے اس سے کہا: اے صاحب' اگر تو بدبخت ہے تو اس میں خوش قسمت لوگوں کا کیا قصور؟
۳۔ خبردار' تجھے حاسد کے لیے کسی بلا کا طالب نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ بدنصیب تو خود مصیبت میں گرفتار ہے.
۴۔ تمہیں اس سے دشمنی کرنے کی کیا ضرورت کیونکہ اس کے پیچھے تو ایک ایسا دشمن لگا ہوا ہے.

☆☆☆

ایسا شاگرد جسے سیکھنے کا شوق نہ ہو مفلس عاشق ہے اور ناآگاہ سالک' بے پر پرندہ ہے اور بے عمل عالم' بغیر پھل کے درخت ہے اور بے علم زاہد دروازے کے بغیر گھر ہے.

☆☆☆

مراد از نزولِ قرآن، تحصیلِ سیرتِ خوب است نه ترتیلِ سورتِ مکتوب. عامیِ متعبَد پیادهٔ رفته است و عالِمِ متهاون سوارِ خفته. عاصی که دست بردارد به از عابد که در سردارد.

سرهنگِ لطیف خوی دلدار بهتر ز فقیهِ مردم آزار

☆☆☆

یکیِ را گفتند: عالِمِ بی عمل به چه مانَد؟ گفت: به زنبورِ بی عَسَل.

زنبورِ درشتِ بی مروّت را گوی باری، چو عَسَل نمی دهی نیش مزن

☆☆☆

مردِ بی مروّت زن است و عابد با طمع رهزن.

ای بناموس کرده جامه سفید بهرِ پندارِ خلق و نامه سیاه

دستِ کوتاه باید از دنیا آستین خوه دراز و خوه کوتاه

☆☆☆

دو کس را حسرت از دل نرود و پای تغابن از گِل برنیاید: تاجرِ کشتی شکسته و وارثِ با قلندریان نشسته.

پیشِ درویشان بوَد خونت مباح

گر نباشد درمیان مالت سبیل

یا مرو با یارِ ازرق پیرهن

یا بکش برخان ومان انگشتِ نیل

دوستی با پیلبانان یا نکن

یا طلب کن خانه ای درخوردِ پیل

☆☆☆

خلعتِ سلطان اگر چه عزیزست جامهٔ خلقانِ خود ازان بعزّت تر و خوانِ بزرگان اگر چه لذیذ خردهٔ انبانِ خویش از ان بلذّت تر.

سرکه ازدسترنجِ خویش و تره

بهتر از نانِ دهخدا و بره

☆☆☆

نزول قرآن کا مقصد اچھی سیرت کی تعلیم ہے نہ کہ لکھی ہوئی سورتوں کا قرأت سے پڑھنا. جاہل عبادت گزار پیدل چلنے والے کی طرح ہے اور ست عالم سوئے ہوئے سوار کی مانند ہے.

وہ گنہگار جو (توبہ کیلئے) ہاتھ اٹھائے اس عابد سے بہتر ہے جو مغرور ہو.

ا۔ خوش اخلاق اور مہربان فوجی سپاہی لوگوں کو تکلیف دینے والے عالم سے بہتر ہے.

☆☆☆

ایک شخص سے لوگوں نے پوچھا: بے عمل عالم کس چیز کی طرح ہے؟ اس نے کہا: بغیر شہد والی بھڑ کی طرح.

ا۔ بے رحم اور ظالم بھڑ سے کہہ دو. بہر حال جب تو شہد نہیں دیتی تو ڈنک بھی نہ مار.

☆☆☆

بے مروت مرد، عورت ہے اور لالچی عابد ڈاکو.

ا۔ اے وہ شخص کہ جس نے لوگوں میں عزت بنانے کے لیے سفید کپڑے پہن رکھے ہیں جبکہ تیرا نامہ (اعمال) سیاہ ہے.

۲۔ دنیا سے ہاتھ کھینچ لینا چاہیے، خواہ آستین لمبی ہو یا چھوٹی.

☆☆☆

دو آدمیوں کے دل سے حسرت نہیں جاتی اور افسوس کا پاؤں کیچڑ سے باہر نہیں نکلتا: ایک وہ تاجر جس کی کشتی ٹوٹ جائے اور وہ وارث جو قلندروں کے ساتھ بیٹھے.

ا۔ اگر تیرا مال مفت میں درویشوں تک نہ پہنچے تو ان کی نظر میں تیرا خون بہانا بھی جائز ہے.

۲۔ یا درویشوں کے ساتھ ہم نشینی نہ کر یا اپنے گھر، مال اور اہل و عیال سے ہاتھ دھو لے.

۳۔ یا ہاتھی والوں کے ساتھ دوستی نہ لگا. یا ہاتھی کے (قد کے) مطابق گھر بنا.

☆☆☆

بادشاہ کی خلعت (شاہی لباس) اگرچہ عزت رکھتی ہے مگر اپنا پرانا لباس اس سے زیادہ عزت رکھتا ہے. بڑے لوگوں کا کھانا اگرچہ لذیذ ہے لیکن اپنے تھیلے میں پڑے روٹی کے ٹکڑے اس سے زیادہ لذیذ ہیں.

ا۔ اپنی محنت کی کمائی سے حاصل کیا ہوا سرکہ اور سبزی اس روٹی گوشت سے بہتر ہے جو گاؤں کے مالک کا ہے.

خلاف راهِ صواب است و عکس رایِ اولوالالباب دارو بگمان خوردن. و راهِ نادیده بی کاروان رفتن. امام مُرشد محمّد غزّالی را ' رَحمَۃُ اَللّٰہِ عَلیه پرسیدند که چگونه رسیدی بدین منزلت در علوم؟ گفت: بدان که هر چه ندانستم از پرسیدنِ آن ننگ نداشتم.

امیدِ عافیت آنگه بوَد موافقِ عقل
که نبض را به طبیعت شناس بنمایی
بپرس هر چه ندانی که ذُلِّ پرسیدن
دلیلِ راهِ تو باشد به عزّ دانایی

☆☆☆

هر آنچه دانی که هر آینه معلومِ تو خواهد شد به پرسیدنِ آن تعجیل مکن که هیبتِ سلطنت را زیان دارد.

چو لقمان دید کاندر دستِ داود
همی آهن به معجز موم گردد
نپرسیدش چه می سازی که دانست
که بی پرسیدنش معلوم گردد

☆☆☆

یکی از لوازم صحبت آن است که خانه بپردازی یا با خانه خدای درسازی.

حکایت بر مزاجِ مستمع گوی اگر دانی که دارد با تو میلی
هر آن عاقل که بامجنون نشیند نباید کردنش جز ذکر لیلی

☆☆☆

هر که با بدان نشیند اگر نیز طبیعت ایشان در او اثر نکند به فعلِ ایشان متهم گردد تا اگر به خراباتی رود به نماز کردن ' منسوب شود به خمر خوردن.

رقم برخود به نادانی کشیدی که نادان را به صحبت برگزیدی
طلب کردم ز دانایان یکی پند مرا گفتند: با نادان مپیوند

کسی دوائی کا محض گمان (کی بنیاد) پر کھانا اور انجانے راستے پر قافلے کے بغیر جانا، عقلمندوں کی رائے اور صحیح راستے کے خلاف ہے. امام مرشد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ علوم میں اس مقام تک کیسے پہنچے؟ اس نے کہا: جان لو کہ میں جو کچھ نہیں جانتا تھا میں نے اس کے پوچھنے میں شرم محسوس نہیں کی.

۱۔ عقل کے نزدیک صحت کی امید اس وقت رکھی جا سکتی ہے کہ تو اپنی نبض کسی نبض شناس حکیم کو دکھائے.

۲۔ تو جو بات نہیں جانتا اس کو پوچھنے میں شرم محسوس نہ کر (اس لیے کہ) پوچھنے کی یہ ذلت تمہیں دانائی کی عزت کے راستے پر لے جانے کا باعث بنتی ہے.

☆☆☆

جس چیز کے بارے میں تو جانتا ہے کہ وہ یقیناً تمہیں معلوم ہو جائے گی اس کو پوچھنے میں جلد بازی نہ کرو کیوں کہ اس سے سلطنت کے وقار کو نقصان پہنچتا ہے.

۱۔ جب لقمان نے دیکھا کہ حضرت داود علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا معجزے سے موم ہو جاتا ہے.

۲۔ تو ان سے نہیں پوچھا کہ کیا بنا رہے ہو کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ بغیر پوچھے معلوم ہو جائے گا.

☆☆☆

ہم نشینی کے لوازمات میں سے ایک یہ ہے کہ گھر خالی کر دو یا گھر کے مالک کے ساتھ گزارہ کرو.

۱۔ اگر تو جانتا ہے کہ وہ تیری طرف میل رکھتا ہے تو تجھے چاہیے کہ بات، سننے والے کے مزاج کے مطابق کرے.

۲۔ ہر وہ عقلمند جو مجنوں کے ساتھ بیٹھتا ہے اسے لیلی کے علاوہ کسی کا ذکر نہیں کرنا چاہیے.

☆☆☆

جو کوئی بروں کے ساتھ بیٹھے اگر اس پر ان (بروں) کی عادت کا اثر نہ بھی ہو تو ان کے فعل کی تہمت اس پر لگ جائے گی. اگر وہ شراب خانے میں نماز پڑھنے کے لیے جائے تو شراب پینے سے منسوب ہوگا.

۱۔ تو نے اپنے اوپر نادانی کا عیب لگایا ہے کیونکہ اپنی صحبت کے لیے نادان کا انتخاب کیا ہے.

۲۔ میں نے عقلمندوں سے ایک نصیحت کی فرمائش کی. انہوں نے مجھے کہا: نادان سے دوستی مت لگا.

که گر دانای دهری خربباشی　　و گر نادانی، ابله تر بباشی

☆☆☆

حلمِ شُتُر چنان که معلوم است اگر طفلی مهارش گیرد و صدفرسنگ برَد گردن از متابعتش نپیچد اما اگر دره ای هولناك پیش آید که موجبِ هلاك باشد و طفل آن جا بنادانی خواهد رفتن زمام از کَفَش درگسلاند و بیش مطاوعت نکند که هنگام درشتی ملاطفت مذموم است و گویند: دشمن به ملاطفت دوست نگردد بلکه طمع زیادت کند.

کسی که لطف کند با تو، خاك پایش باش
و گر خلاف کند در دو چشمش آگن خاك
سخن بلطف و کرم با درشت خوی مگوی
که زنگ خورده نگردد مگر به سوهان پاك

☆☆☆

هر که در پیشِ سخنِ دیگران افتد تا مایهٔ فضلش بدانند، پایهٔ جهلش بشناسند.

ندهد مردِ هوشمند جواب
مگر آنگه کزو سؤال کنند
گرچه برحق بود فراخ سخن
حمل دعویش برمحال کنند

☆☆☆

ریشی درونِ جامه داشتم و شیخ رحمه الله هر روز بپرسیدی که چون است و نپرسیدی که برکجاست دانستم که ازان احتراز می کند که ذکرِ همه عضوی روا نباشد کردن و خردمندان گفته اند: هر که سخن نسنجدازجوابِ سخن برنجد

تا نیك ندانی که سخن عین صواب است
باید که به گفتن دهن ازهم نگشایی

۳۔ کیونکہ اگر تو عقلمند ہے تو زمانے بھر کا گدھا بن جائے گا. اور اگر بیوقوف ہے تو اور زیادہ بیوقوف بن جائے گا.

☆☆☆

اونٹ کی بردباری جیسا کہ معلوم ہے اگر کوئی بچہ اس کی مہار پکڑے اور اس کو سو فرسنگ تک لے جائے. گردن اس کی اطاعت سے نہیں موڑتا لیکن اگر کوئی خوفناک درہ سامنے آجائے جو ہلاکت کا موجب ہو اور بچہ نادانی کے باعث اسے وہاں لے جانا چاہے تو وہ (اونٹ) مہار اس کے ہاتھ سے چھڑا لیتا ہے اور پھر مزید اس کی اطاعت نہیں کرتا کیونکہ سختی کے وقت نرمی کرنا مناسب نہیں اور کہتے ہیں: دشمن نرمی سے دوست نہیں بنتا بلکہ اور بھی حریص (دلیر) ہو جاتا ہے.

ا۔ کوئی جو تجھ سے نرمی کرے اس کے پاؤں کی خاک بن جا اور اگر اس کے برعکس کرے (یعنی سختی کرے) تو اس کی دونوں آنکھوں میں خاک ڈال.

۲۔ تیز مزاج رکھنے والے کے ساتھ نرمی اور کرم سے بات نہ کر کیونکہ زنگ لگا (لوہا) ریتی کے بغیر صاف نہیں ہوتا.

☆☆☆

جو شخص دوسروں کی باتوں میں دخل دیتا ہے تاکہ (لوگ) اس کے فضل کی مقدار کو جان سکیں، مگر لوگ اس کی جہالت کے درجہ کو جان لیتے ہیں.

ا۔ عقلمند آدمی جواب نہیں دیتا مگر اس وقت جب اس سے کوئی بات پوچھی جائے.

۲۔ اگرچہ زیادہ باتیں کرنے والا حق پر ہی کیوں نہ ہو (لوگ) اس کے دعوے پر مشکل سے یقین کرتے ہیں.

☆☆☆

میں لباس کے اندر ایک زخم رکھتا تھا اور شیخ رحمہ اللہ (حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی) ہر روز پوچھتے کہ زخم کیسا ہے؟ اور یہ نہ پوچھتے کہ کہاں ہے. میں جانتا تھا کہ وہ اس سے اس لیے گریز کرتے ہیں کہ سب اعضاء کا نام لینا مناسب نہیں. اور عقلمندوں نے کہا ہے کہ: جو شخص بات نہیں تولتا، وہ اس کے جواب سے رنجیدہ ہوتا ہے.

ا۔ جب تک تو اچھی طرح نہ جان لے کہ بات بالکل صحیح ہے تو تمہیں کچھ کہنے کیلئے منہ نہیں کھولنا چاہیے.

گر راست سخن گویی و در بند بمانی
به زان که دروغت دهد از بند رهایی

☆☆☆

دروغ گفتن به ضربتِ لازم مانَد که اگر نیز جراحت درست شود نشان بمانَد، چون برادران یوسف، علَیهِ السَلام ، که به دروغی موسوم شدند نیز به راست گفتنِ ایشان اعتماد نماند، قَالَ بَل سَوَّلَت لَکُم اَنفُسُکُم اَمراً.

یکی را که عادت بوَدراستی خطائی روَد، در گذارند از او
وگر نامور شد به قولِ دروغ دگر راست باور ندارند ازاو

☆☆☆

اجلِّ کاینات از روی ظاهر آدمی است و اذَلِ موجودات سگ، و به اتّفاقِ خردمندان سگِ حق شناس به از آدمیِ ناسپاس.

سگی را لقمه ای هرگز فراموش نگردد ورزنی صد نوبتش سنگ
وگر عمری نوازی سفله ای را به کمتر چیزی آید با تو در جنگ

☆☆☆

از نفس پرورهنر وَری نیاید و بی هنر سَروَری را نشاید.

مکن رحم بر گاو بسیار بار
که بسیار خُسب است و بسیار خوار
چو گاو ارهمی بایدت فربهی
چو خر تن به جورِ کسان در دهی

☆☆☆

در انجیل آمده است که ای فرزندِ آدم، گر توانگری دهمت مُشتَغِل شوی به مال از من و گر درویش کنمت تنگدل نشینی؛ پس حلاوتِ ذکرِ من کجا دریابی و به عبادت من کی شتابی؟

گه اندر نعمتی، مغرور و غافل
گه اندر تنگدستی، خسته و ریش

۲۔ اگر سچ بات کہے اور قید میں رہے تو وہ اس جھوٹ سے بہتر ہے جو تمہیں قید سے رہائی دلائے۔

☆☆☆

جھوٹ بولنا شدید ضرب کی مانند ہے کہ اگر زخم بھر بھی جائے تو اس کا نشان رہ جاتا ہے۔
حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح جو جھوٹ کی وجہ سے مشہور ہو گئے اور پھر ان کے سچ کہنے پر بھی اعتماد نہ رہا' (حضرت یعقوب نے کہا) : تمہارے نفس نے برے کام کو تمہاری آنکھوں میں آراستہ کر دیا۔

۱۔ جس کی عادت سچ بولنے کی ہو اور اس سے (جھوٹ کی) غلطی سرزد ہو جائے تو اس سے درگزر کر لیتے ہیں۔

۲۔ اور اگر (کوئی شخص) جھوٹ بولنے میں مشہور ہو تو (لوگ) اس کے سچ پر بھی یقین نہیں کرتے۔

☆☆☆

بظاہر مخلوقات میں سب سے بڑا درجہ آدمی کا ہے اور موجودات میں خوار ترین کتا ہے اور عقلمند اس بات پر متفق ہیں کہ حق شناس کتا ناشکرے آدمی سے بہتر ہے۔

۱۔ کتے کو (کھایا ہوا) ایک لقمہ کبھی نہیں بھولتا چاہے اسے سو مرتبہ پتھر مار لو۔

۲۔ اور اگر پست فطرت (شخص) کو تو ایک عمر نوازے تو وہ چھوٹی سی چیز پر تجھ سے لڑنے پر اتر آئے گا۔

☆☆☆

تن پرور آدمی سے ہنر پروری نہیں ہو سکتی اور بے ہنر کو سرداری زیب نہیں دیتی۔

۱۔ بہت کھانے والے بیل پر رحم نہ کر کیونکہ وہ بہت سوتا ہے اور بہت کھاتا ہے۔

۲۔ اگر تو بیل کی طرح موٹا ہونا چاہتا ہے تو پھر گدھے کی طرح لوگوں کی سختیاں برداشت کر۔

☆☆☆

انجیل میں آیا ہے کہ اے آدم کی اولاد' اگر میں تجھے مالداری دوں تو تو (مجھے بھلا کر) مال کے ساتھ مشغول ہو جاتے ہو۔ اور اگر تمہیں غریب کر دوں تو تو افسردہ ہو کر بیٹھ جاتے ہو' آخر میرے ذکر کی مٹھاس کہاں پاؤ گے اور میری عبادت کی طرف کب دوڑو گے؟

۱۔ تو کبھی نعمت میں مغرور اور غافل ہے اور کبھی تنگدستی میں تھکاماندہ اور زخمی ہے۔

چو در سرّا و ضرّا ' حالت این است
ندانم کی به حق پردازی از خویش

☆☆☆

ارادتِ بی چون یکی را از تختِ پادشاهی فرود آرد و دیگری در شکمِ ماهی نکو دارد.

وقتی است خوش آن را که بوَد ذکرِ تو مونس
ور خود بوَد اندر شکمِ حوت چو یونس

☆☆☆

گر تیغِ قهر برکشد نبی و ولیّ سر درکشد و گر غمزۂ لطف بجنباند بدان به نیکان دررساند.

گر به محشر خطابِ قهر کند — انبیا را چه جای معذرت است؟
پرده از روی لطف گو بردار — کاشقیا را امیدِ مغفرت است

☆☆☆

هر که به تأدیبِ دنیا راهِ صواب نگیرد به تعذیبِ عُقبی گرفتار آید.
وَلَنُذِيقَنَّهُم مِنَ العَذَابِ الأدنى دُونَ العَذَابِ الأكبر.

پندست خطابِ مهتران ' آنگه بند
چون پند دهند و نشنوی ' بند نهند

☆☆☆

نیکبختان به حکایت و امثالِ پیشینیان پند گیرند ازان پیش که پسینیان به واقعۂ ایشان مَثَل زنند و دزدان دست کوته نکنند تا دستشان کوته کنند.

نروَد مرغ سوی دانه فراز — چون دگر مرغ بیند اندربند
پند گیر از مصایبِ دگران — تا نگیرند دیگران به تو پند

☆☆☆

آن را که گوشِ ارادت گران آفریده اند چون کند که بشنود و آن را که کمندِ سعادت کشان می برَد چه کند که نرود؟

۲۔ جب خوشحالی اور تنگدستی میں تیری حالت یہ ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ تو اللہ تعالیٰ سے کب لو لگائے گا؟

☆☆☆

خدا تعالیٰ کی قدرت' ایک کو بادشاہی تخت سے نیچے لاتی ہے اور کسی (دوسرے) کو مچھلی کے پیٹ میں خوشحال رکھتی ہے۔

ا۔ اس شخص کا حال اچھا ہے جو خود تو حضرت یونس کی طرح مچھلی کے پیٹ میں ہو (یعنی مصیبت میں ہو) مگر تیرا (اللہ تعالیٰ) ذکر اس کا ہمدم ہو۔

☆☆☆

اگر (اللہ تعالیٰ) قہر کی تلوار کھینچ لیں تو نبی اور ولی سر جھکا لیتے ہیں اور اگر مہربانی کا ایک اشارہ کریں تو گنہگاروں کو نیکوں (کے مقام) تک پہنچا دیں۔

ا۔ اگر (اللہ تعالیٰ) محشر میں قہر سے خطاب کریں تو انبیاء کے لیے عذر خواہی کی مجال کہاں؟

۲۔ کہو کہ مہربانی کے چہرے سے پردہ ہٹا لیں کیونکہ گناہگاروں کو مغفرت کی امید ہے۔

☆☆☆

جو کوئی دنیا کی عبرت سے راہ راست پر نہ آئے. وہ آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں): ہم سرکشوں کو اس دنیا کی سختی کا مزا چکھا کر اس کے علاوہ آخرت میں بڑا عذاب دیں گے۔

ا۔ بزرگ پہلے نصیحت کے ساتھ تم سے مخاطب ہوتے ہیں اور پھر سختی کرتے ہیں. جب نصیحت کریں اور تو نہ سنے تو قید رکھیں گے۔

☆☆☆

نیک بخت اگلے لوگوں کی حکایات اور امثال سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اس سے پہلے کہ بعد میں آنے والے لوگ ان کے واقعے کو ضرب المثل بنائیں اور چور اس وقت تک (چوری سے) ہاتھ نہیں کھینچتے جب تک ان کا ہاتھ (کاٹ کر) چھوٹا نہ کریں۔

ا۔ کوئی پرندہ دانے کی طرف نہیں جاتا جب وہ کسی اور پرندے کو قید میں دیکھتا ہے۔

۲۔ دوسروں کی مشکلات سے نصیحت حاصل کر تا کہ دوسرے تجھ سے نصیحت حاصل نہ کریں۔

☆☆☆

جس کے اعتقاد کا کان (خدا تعالیٰ نے) بہرہ بنایا ہے وہ (نصیحت) کیسے سن سکتا ہے اور جس کو خوش قسمتی کی کمند کھینچ کر لے جاتی ہے وہ اگر (نیکی کی طرف) نہ جائے تو کیا کرے؟

شبِ تاریكِ دوستانِ خدای — می بتابد چو روزِ رخشنده
وین سعادت به زورِ بازو نیست — تا نبخشد خدای بخشنده

☆

ازتو به که نالم که دگر داور نیست
وزدستِ تو هیچ دست بالاتر نیست
آن را که تو ره دهی کسی گم نکند
وان را که تو گم کنی کسی رهبر نیست

☆☆☆

گدای نیك انجام بِه از پادشاهِ بد فرجام
غمی کز پیَش شادمانی بری
به از شادیی کز پسش غم خوری

☆☆☆

زمین را از آسمان نثارست و آسمان را از زمین غبار، کُلُ اِناءِ یترشحُ بما فیه.
گرت خوی من آمد ناسزاوار
تو خوی نیكِ خویش از دست مگذار

☆☆☆

خداوند تعالی می بیند و می پوشد وهمسایه نمی بیند و می خروشد.
نعُوذُبالله ! اگر خلق غیب دان بودی
کسی به حالِ خود از دستِ کس نیاسودی

☆☆☆

زر از معدن به کان کندن بدر آید و از دستِ بخیل به جان کندن.
دونا ن نخورند و گوش دارند — گویند: امید بِه که خورده
روزی بینی بکامِ دشمن — زرمانده و خاکسار مرده

☆☆☆

۱۔ خدا کے دوستوں کی تاریک رات، روشن دن کی طرح چمکتی رہتی ہے۔
۲۔ اور یہ سعادت زور بازو سے حاصل نہیں ہوتی جب تک بخشنے والا خدا کسی کو عطا نہ کرے یہ سعادت اسے حاصل نہیں ہوتی۔

☆

۳۔ تیری فریاد کس سے کروں کیونکہ کوئی اور انصاف کرنے والا نہیں اور تیرے ہاتھ سے اوپر کوئی اور ہاتھ نہیں۔
۴۔ وہ جسے تو راستہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے تو (ہدایت کا) راستہ نہ دکھائے اس کو کوئی راستہ دکھانے والا نہیں۔

☆☆☆

نیک انجام فقیر، بد انجام بادشاہ سے بہتر ہے۔
۱۔ وہ غم جس کے بعد تجھے خوشی حاصل ہو اس خوشی سے بہتر ہے کہ جس کے بعد تو غم برداشت کرے۔

☆☆☆

زمین پر آسمان بارش برساتا ہے اور زمین کی طرف سے آسمان پر غبار جاتا ہے۔ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔
۱۔ اگر تمہیں میری عادت ناگوار گزری تو اپنی اچھی عادت ہاتھ سے مت جانے دے۔

☆☆☆

خدا تعالیٰ دیکھتا ہے اور چھپاتا ہے اور ہمسایہ کچھ نہیں دیکھتا اور شور کرتا ہے۔
۱۔ نعوذ باللہ، اگر مخلوق غیب جاننے والی ہوتی تو کوئی بھی دوسرے کے ہاتھ سے چین نہ پاتا۔

☆☆☆

سونا کان کھودنے پر کان سے نکلتا ہے اور کنجوس کے ہاتھ سے اس کی جان نکلنے پر۔
۱۔ پست فطرت کھاتے نہیں اور سنبھال کر رکھتے ہیں۔ (وہ) کہتے ہیں: جمع کر کے کھانے کی امید رکھنا اس کو کھانے سے بہتر ہے۔
۲۔ ایک دن تو دیکھے گا کہ دشمن کی مراد کے مطابق اس (کنجوس) کا سونا یہیں رہ گیا ہے اور وہ بدبخت مر گیا ہے۔

☆☆☆

هر که بر زیردستان نبخشاید به جورِ زبردستان گرفتار آید.

نه هر بازو که د روی قوّتی هست   به مردی عاجزان را بشکند دست
ضعیفان را مکن بر دل گزندی   که درمانی به جورِ زورمندی

☆☆☆

عاقل چون خلاف اندر میان آید بجهد و چون صلح بیند لنگر بنهد که آن جا سلامت برکران است و این جا حلاوت در میان.

☆☆☆

مُقامر را سه شش می بایدو لیکن سه یك می آید.

هزار بار چراگاه خوشتر از میدان
ولیك اسب ندارد به دستِ خویش عنان

☆☆☆

درویشی به مناجات درمی گفت: یارب بربدان رحمت کن که برنیکان خود رحمت کرده ای که مرایشان را نیك آفریده ای.

اوّل کسی که عَلَم برجامه کرد و انگشتری در دست جمشید بود. گفتندش: چرا همه زینت به چپ داری و فضیلت راست راست؟ گفت: راست را زینتِ راستی تمام است.

فریدون گفت نقّاشانِ چین را   که پیرامونِ خرگاهش بدوزند
بدان را نیك دار'ای مردِ هشیار   که نیکان خود بزرگ و نیکروزند

☆☆☆

بزرگی را پرسیدند: با چندین فضیلت که دستِ راست راست خاتم د رانگشتِ چپ چرامی کنند؟ گفت: ندانی که اهلِ فضیلت همیشه محروم باشند؟

آن که حظ آفرید و روزی سخت
یا فضیلت همی دهد یا بخت

☆☆☆

جو کوئی ماتحتوں پر رحم نہیں کرتا وہ زبردست لوگوں کے ظلم کا شکار ہو جاتا ہے.

ا۔ ہر وہ بازو جس میں طاقت ہے اسے یہ نہیں کرنا چاہیے کہ طاقت سے کمزوروں کا ہاتھ توڑ دے.

۲۔ کمزوروں کے دل کو تکلیف نہ دے کیونکہ اس طرح کسی طاقتور کے ظلم میں پھنس کر رہ جائے گا.

☆☆☆

عقلمند جب اختلاف دیکھتا ہے تو کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے اور جب صلح صفائی دیکھتا ہے تو وہیں ڈیرہ ڈال لیتا ہے کیونکہ وہاں سلامتی کنارے پر ہے اور یہاں مٹھائی (صلح صفائی) درمیان میں ہے.

☆☆☆

جواری کو تین چھکے درکار ہوتے ہیں مگر تین کانے (یعنی تین اکے) نکلتے ہیں.

ا۔ میدان سے چراگاہ ہزار درجے بہتر ہے لیکن گھوڑے کی لگام اس کے اپنے ہاتھ میں نہیں ہوتی یعنی وہ بے اختیار ہے.

☆☆☆

ایک صوفی دعا مانگتے وقت کہہ رہا تھا: اے خدا بروں پر رحمت کر جیسے تو نے اپنے نیکوں پر رحمت کی ہے اور ان کو نیک پیدا کیا ہے. سب سے پہلا شخص جمشید تھا جس نے کپڑے پر نقش و نگار بنائے اور ہاتھ میں انگوٹھی پہنی. لوگوں نے اس سے پوچھا: تو نے بائیں ہاتھ کو زینت کیوں بخشی حالانکہ فضیلت دائیں ہاتھ کو ہے. اس نے کہا: دائیں ہاتھ کو دایاں ہونے کی زینت کافی ہے.

ا۔ فریدون نے چین کی نقاشوں سے کہا کہ اس کے بڑے خیمے کے حاشیہ پر لکھ دیں.

۲۔ اے عقلمند آدمی بروں سے بھلا سلوک کر کیونکہ نیک تو پہلے ہی بزرگ اور نیک بخت ہیں.

☆☆☆

لوگوں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ اتنی فضیلت جو دائیں ہاتھ کو حاصل ہے اس کے باوجود انگوٹھی بائیں ہاتھ کی انگلی میں کیوں پہنتے ہیں؟ اس نے کہا: تو نہیں جانتا کہ اہل فضیلت ہمیشہ محروم رہتے ہیں.

ا۔ وہ جس نے نصیب اور رزق معین کیا وہ (خدا) یا فضیلت دیتا ہے یا بخت (دنیاوی دولت).

☆☆☆

نصیحتِ پادشاهان گفتن کسی را مسلّم است که بیمِ سرندارد یاامیدِ زر.

موحّد چه در پای ریزی زرش　　چه شمشیرِ هندی نهی برسرش
امید و هراسش نباشد ز کس　　براین است بنیادِ توحید و بس

☆☆☆

شاه از بهرِ دفعِ ستمگاران است و شحنه برای خونخواران و قاضی مصلحت جویِ طرّاران. هرگز دو خصمِ به حق راضی پیشِ قاضی نروند.

چو حق معاینه دانی که می باید داد
　　بلطف بِه که به جنگاوری و دلتنگی
خراج اگر نگزارد کسی بطیبتِ نفس
　　بقهر از او بستانند و مزدِ سرهنگی

☆☆☆

همه کس را دندان به تُرشی کُند گردد مگر قاضیان را که به شیرینی.

قاضی که به رشوت بخورد پنج خیار
　　ثابت کند از بهرِ تو ده خربزه زار

☆☆☆

قحبۂ پیر از نابکاری چه کند که توبه نکند و شحنۂ معزول از مردم آزاری؟

جوانِ گوشه نشین، شیرمردِ راهِ خداست
　　که پیر خودنتواند ز گوشه ای برخاست

☆☆☆

حکیمی را پرسیدند: چندین درخت نامور که خدای عزّ وجلّ آفریده است و برومند، هیچ یکی را آزاد نخوانند مگر سرو را که ثمره ای ندارد، گویی در این چه حکمت است؟ گفت: هر یکی را دخلی معیّن است به وقتی معلوم، گاهی به وجودِ آن تازه اند و گاهی به عدمِ آن پژمریده و سرو راهیچ ازاین نیست و همه وقتی خوش است و این است صفتِ آزادگان.

بادشاہوں کو نصیحت کرنے کا حق اس کو حاصل ہے جو سر کا خوف نہ رکھتا ہو اور زر کی امید نہ رکھتا ہو۔

۱۔ تو اگر خدا پرست کے پاؤں پر سونا نچھاور کرے یا اس کے سر پر ہندوستان کی بنی تلوار رکھ دے۔
۲۔ اسے کسی سے کوئی لالچ یا خوف نہیں ہوتا۔ توحید کی بنیاد اسی پر ہے اور بس۔

☆☆☆

بادشاہ ظالموں کو ظلم سے روکنے کے لیے ہے شہر کا کوتوال خونخواروں (قاتلوں اور ڈاکوں) کے لیے اور قاضی تیز طرار افراد کی درستی کے لیے۔ دو ایسے شخص جو اپنے اپنے حق پر راضی ہوں ہرگز قاضی کے پاس نہیں جاتے۔

۱۔ جب تو واضح طور پر جانتا ہے کہ لوگوں کا حق اور مال انہیں دینا چاہیے تو لڑائی جھگڑے اور ملال کی بجائے خوشی سے دینا بہتر ہے۔
۲۔ اگر کوئی خوش دل سے خراج (ٹیکس) ادا نہ کرے تو سرکاری اہلکار اس سے زبردستی وصول کرتے ہیں۔

☆☆☆

تمام لوگوں کے دانت کھٹائی سے کند (کھنڈے) ہوتے ہیں مگر قاضیوں کے مٹھائی سے۔

۱۔ قاضی جو رشوت میں پانچ کھیرے کھالے تو تیرے حق میں دس خربوزے کے کھیتوں کا فیصلہ دے دے گا۔

☆☆☆

بدکار بوڑھی بدکاری سے اور معزول کوتوال لوگوں کی دل آزاری سے اگر توبہ نہ کرے تو کیا کرے؟

۱۔ گوشہ نشین جوان راہ خدا کا شیر مرد ہے کیونکہ بوڑھا تو خود گوشے سے اٹھ نہیں سکتا۔

☆☆☆

ایک دانا سے لوگوں نے پوچھا: خداوند تعالیٰ نے کتنے بلند و بالا اور پھل دار درخت بنائے ہیں۔ لیکن سرو کے علاوہ کسی کو "آزاد" نہیں کہتے، حالانکہ یہ بھی پھل نہیں رکھتا۔ گویا اس میں کیا حکمت ہے؟ اس نے کہا: ہر ایک کے پھل کا وقت مقرر ہے۔ کبھی وہ اس (پھل) کی موجودگی سے تر و تازہ ہیں اور کبھی اس کے نہ ہونے سے پژمردہ اور سرو پر ان میں سے کوئی حالت رونما نہیں ہوتی اور وہ ہر وقت خوش (سرسبز) رہتا ہے۔ اور آزادوں کی صفت یہی ہے۔

بر اینچه می گذرد دل منه که دجله بسی
پس از خلیفه بخواهد گذشت در بغداد
گرت ز دست بر آید، چو نخل باش کریم
ورت بدست نیاید چو سرو باش آزاد

☆☆☆

دو کس مُردند و تحسّر بردند: یکی آن که داشت و نخورد و دیگر آن که دانست و نکرد.

کس نبیند بخیل فاضل را — که نه در عیب گفتنش کوشد
ور کریمی دو صد گنه دارد — کرمش عیبها فرو پوشد

☆

۱۔ گزر جانے والی چیز سے دل مت لگا کیونکہ خلیفہ کے بعد بھی دجلہ بغداد میں سے گزرتا رہے گا.

۲۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو کھجور کے درخت کی طرح کریم بن جا اور اگر تم سے کچھ نہ بن پائے تو سرو کی طرح آزاد رہ.

☆☆☆

دو شخص مر گئے اور حسرت اپنے ساتھ لے گئے: ایک وہ کہ جس کے پاس تھا اور اس نے نہ کھایا اور دوسرا وہ جس نے جانتے ہوئی بھی عمل نہیں کیا.

۱۔ کسی نے نہیں دیکھا ہو گا کہ فاضل کنجوس کی عیب گوئی میں کسی نے زبان بند کی ہو.

۲۔ اور اگر سخی دو سو گناہ رکھتا ہو تو اس کی سخاوت (اس کے) عیبوں کو چھپا دیتی ہے.

☆

اسرارِ خودی

تمهید

نیست در خشک و تر بیشهٔ من کوتاهی
چوبِ هر نخل که منبر نشود دار کنم (نظیری نیشابوری)

راهِ شب چون مهرِ عالمتاب زد | گریهٔ من بر رخِ گُل آب زد
اشکِ من از چشمِ نرگس خواب شُست | سبزه از هنگامه ام بیدار رُست
باغبان زورِ کلامم آزمود | مصرعی کارید و شمشیری درود
در چمن جز دانهٔ اشکم نکشت | تارِ افغانم به پود باغِ رِشت
ذرّه ام مهرِ منیر آن من است | صد سحر اندر گریبانِ من است
خاکِ من روشن تر از جامِ جم است | محرم از نازادهای عالم است
فکرم آن آهو سر فتراک بست | کو هنوز از نیستی بیرون نجست
سبزه ناروئیده زیبِ گلشنم | گُل بشاخ اندر نهان در دامنم
محفلِ رامشگری برهم زدم | زخمه بر تارِ رگِ عالم زدم
بسکه عودِ فطرتم نادر نواست | هم نشین از نغمه ام نا آشناست
در جهان خورشیدِ نوزائیده ام | رسم و آئینِ فلک نادیده ام
رم ندیده انجم از تابم هنوز | هست ناآشفته سیمابم هنوز
بحر از رقصِ ضیایم بی نصیب | کوه از رنگِ حنایم بی نصیب
خوگرِ من نیست چشمِ هست و بود | لرزه بر تن خیزم از بیمِ نمود
بامم از خاور رسید و شب شکست | شبنمِ نو بر گلِ عالم نشست

اسرارِ خودی (ترجمہ)

تمہید

۔ میرے جنگل کے خشک وتر میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کار آمد نہ ہو جس درخت کی لکڑی منبر نہ بن سکے میں اس سے سولی بنا دیتا ہوں۔ (نظیری نیشاپوری)

۔ جب دنیا کو روشن کرنے والے سورج نے رات کو ختم کر دیا۔ میرے رونے (آنسوؤں) نے پھول کے چہرے پر پانی چھڑکا۔

۔ میرے آنسوؤں نے نرگس کی آنکھ سے نیند اڑا دی۔ میرے شور سے سبزہ بیدار ہو کر اگ آیا۔

۔ باغبان نے میرے کلام کے زور کو آزمایا۔ مصرع بویا اور تلوار کاٹی۔

۔ اس نے باغ میں میرے آنسوؤں کے بیج کے سوا کچھ نہ بویا۔ اس نے میری فغان کے تار کو باغ کی پود سے جوڑ دیا۔

۔ میں ذرہ ہوں۔ درخشاں سورج میری ملکیت ہے۔ سینکڑوں صبحیں میرے گریبان کے اندر (چھپی) ہیں۔

۔ میری خاک جام جمشید سے بھی زیادہ روشن ہے' دنیا کے ان حالات سے واقف ہے جو ابھی وجود میں نہیں آئے۔

۔ میری فکر نے وہ ہرن اپنے شکار بند سے باندھ لیا جو ابھی عدم سے باہر (وجود میں) نہیں آیا۔

۔ وہ سبزہ جو ابھی نہیں اگا وہ میرے گلشن کی زینت ہے۔ شاخ کے اندر چھپا پھول میرے دامن میں ہے۔

۔ میں نے ساز و آواز کی محفل منتشر کر دی۔ میں نے مضراب سے رگ عالم کے تار کو چھیڑا۔

۔ میری فطرت کا ساز بہت زیادہ نادر نغمے الاپنے والا ہے۔ میرا ہم نشین میرے نغمے سے ناواقف ہے۔

۔ میں دنیا میں نیا وجود میں آیا سورج ہوں۔ میں نے آسمان کے رسم و آئین ابھی نہیں دیکھے ہیں۔

۔ ابھی میری روشنی سے ستارے نہیں چھپے۔ میرا پارا ابھی قرار میں ہے۔

۔ سمندر میری روشنی کے رقص سے بے بہرہ ہے۔ پہاڑ میری مہندی کے رنگ سے محروم ہے۔

۔ زمانے کی آنکھ مجھ سے مانوس نہیں ہوئی میں خود اپنے برسر عام آنے کے خوف سے کانپ اٹھتا ہوں۔

۔ میری صبح مشرق سے نمودار ہوئی اور رات ختم ہوئی۔ دنیا کے پھول پر نئی شبنم آگری۔

انتظارِ صبحِ خیزان می کشم — ای خوشا زرتشتیانِ آتشم
نغمه ام از زخمه بی پرواستم — من نوای شاعرِ فرداستم
عصرِ من دانندهٔ اسرار نیست — یوسفِ من بهر این بازار نیست
نا امید استم ز یارانِ قدیم — طورِ من سوزد که می آید کلیم
قلزمِ یاران چو شبنم بی خروش — شبنمِ من مثلِ یم طوفان بدوش
نغمهٔ من از جهانِ دیگر است — این جرس را کاروانِ دیگر است
ای بسا شاعر که بعد از مرگ زاد — چشمِ خود بربست و چشمِ ما گشاد
رخت باز از نیستی بیرون کشید — چون گُل از خاکِ مزار خود دمید
کاروان ها گرچه زین صحرا گذشت — مثلِ گامِ ناقه کم غوغا گذشت
عاشقم فریاد ایمانِ من است — شورِ حشر از پیش خیزانِ من است
نغمه ام زاندازهٔ تار است بیش — من نترسم از شکستِ عودِ خویش
قطره از سیلابِ من بیگانه به — قلزم از آشوبِ او دیوانه به
در نمی گنجد بجو عمّانِ من — بحرها باید پیِ طوفانِ من
غنچه کز بالیدگی گلشن نشد — در خورِ ابرِ بهارِ من نشد
برقها خوابیده در جانِ من است — کوه و صحرا بابِ جولانِ من است
پنجه کن با بحرم ار صحراستی — برقِ من درگیر اگر سیناستی
چشمهٔ حیوانِ براتم کرده اند — محرمِ رازِ حیاتم کرده اند
ذرّه از سوزِ نوایم زنده گشت — پر گشود و کرمکِ تابنده گشت

۔ میں صبح (سویرے) اٹھنے والوں کا انتظار کر رہا ہوں. کتنے خوش نصیب، ہیں وہ میری آگ کے زرتشت (آگ کے چاہنے والے).

۔ میں نغمہ ہوں، مضراب سے بے پرواہ ہوں. میں (آنے والے) کل کے شاعر کی آواز ہوں.

۔ میرا زمانہ رازوں کو جاننے والا نہیں ہے. میرا یوسف اس بازار کے لیے نہیں ہے. (یعنی یہ بازار میرے یوسف کے شایان شان نہیں).

۔ میں پرانے دوستوں سے ناامید ہوں. میرا طور جل رہا ہے کہ (کوئی) کلیم آئے.

۔ دوستوں کا سمندر شبنم کی طرح بے جوش ہے. میری شبنم سمندر کی طرح طوفان اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے.

۔ میرا نغمہ (شاعری) ایک اور دنیا سے ہے. یہ جرس کسی اور (نئے) کارواں کے لیے ہے.

۔ اے کہ بہت سے شاعر ایسے ہیں جو مرنے کے بعد پیدا ہوئے. اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ہماری آنکھیں کھول دیں.

۔ اس نے اپنا سامان ناز دوبارہ عدم سے باہر کھینچا. اپنے مزار کی خاک سے پھول کی طرح اگ آیا.

۔ اگرچہ اس صحرا سے قافلے گزرے مگر اونٹنی کے قدموں کی طرح بے آواز گزرے.

۔ میں عاشق ہوں فریاد کرنا میرا ایمان ہے. قیامت کا شور میرے آگے آگے چلنے والوں میں سے ہے.

۔ میرا نغمہ (ساز کے) تار کی حد سے زیادہ ہے. میں اپنے ساز کے ٹوٹ جانے سے نہیں ڈرتا.

۔ قطرے کے لیے بہتر ہے کہ وہ میرے سیلاب سے بیگانہ رہے. سمندر کا اس کے آشوب سے دیوانہ ہونا ہی بہتر ہے.

۔ میرا سمندر ندی میں نہیں سماتا. میرے طوفان کے لیے سمندر درکار ہیں.

۔ وہ کلی جو نشو و نما پا کر باغ نہیں بنی وہ میرے ابر بہار کے لائق نہیں ہوئی.

۔ میری جان میں بجلیاں سوئی ہوئی ہیں. پہاڑ اور ریگستان میری دوڑ دھوپ کا میدان ہیں.

۔ اگر تو صحرا ہے تو میرے سمندر سے پنجہ آزمائی کر. اگر تو سینا ہے تو میری بجلی اپنے دامن میں سمیٹ.

۔ انھوں (قضا و قدر) نے آب حیات میرے حوالے کر دیا ہے. مجھے زندگی کے رازوں کا محرم بنا دیا ہے.

۔ ذرہ میرے نغمے کے سوز سے زندہ ہو گیا. اس نے پر کھولے اور چمکنے والا کیڑا (جگنو) بن گیا.

هیچکس رازی که من گویم نگفت همچو فکر من درِ معنی نسفت
سرّ عیشِ جاودان خواهی بیا هم زمین هم آسمان خواهی بیا

پیر گردون با من این اسرار گفت
از ندیمان رازها نتوان نهفت

ساقیا برخیز و می در جام کن محو از دل کاوشِ ایام کن
شعلهٔ آبی که اصلش زمزم است گر گدا باشد پرستارش جم است
می کند اندیشه را هشیارتر دیدهٔ بیدار را بیدار تر
اعتبارِ کوه بخشد کاه را قوّتِ شیران دهد روباه را
خاک را اوجِ ثریّا میدهد قطره را پهنای دریا می دهد
خامشی را شورشِ محشر کند پای کبک از خونِ باز احمر کند
خیز و در جامم شرابِ ناب ریز بر شبِ اندیشه ام مهتاب ریز
تا سوی منزل کشم آواره را ذوقِ بیتابی دهم نظّاره را
گرم رو از جستجوی نو شوم روشناسِ آرزوی نو شوم
چشمِ اهلِ ذوق را مردم شوم چون صدا در گوشِ عالم گم شوم
قیمتِ جنسِ سخن بالا کنم آبِ چشمِ خویش در کالا کنم
باز برخوانم ز فیضِ پیرِ روم دفترِ سربستهٔ اسرارِ علوم
جانِ او از شعله ها سرمایه دار من فروغِ یک نفس مثلِ شرار
شمعِ سوزان تاخت بر پروانه ام باده شبخون ریخت بر پیمانه ام
پیرِ رومی خاک را اکسیر کرد از غبارم جلوه ها تعمیر کرد

۔ میں جو راز بتاتا ہوں وہ کسی نے نہیں بتائے میری فکر کی طرح (کسی نے) معنی کے موتی نہیں پروئے.

۔ اگر تو دائمی عیش و عشرت (خوشی) کا راز چاہتا ہے تو آ. اگر تو زمین اور آسمان (دونوں) چاہتا ہے تو آ.

۔ آسمان کے پیر و مرشد نے مجھے یہ راز بتائے. ساتھیوں سے راز چھپائے نہیں جا سکتے.

☆☆☆

۔ اے ساقی اٹھ اور جام میں شراب ڈال. ایام کی جستجو میرے دل سے محو کر.

۔ (مجھے) پانی کا وہ شعلہ (چاہیے) جس کی اصل زمزم ہے. اگر فقیر اس کی نگہداری کرنے والا ہو تو وہ (فقیر) جمشید (بادشاہ) ہے.

۔ وہ (شراب) عقل کو زیادہ ہوشیار کرتی ہے اور بیدار آنکھ کو بیدار تر کرتی ہے.

۔ وہ تنکے کو پہاڑ کا وقار بخشتی ہے. لومڑی کو شیروں کی طاقت عطا کرتی ہے.

۔ وہ خاک کو ثریا کی بلندی دیتی ہے. قطرے کو سمندر کی وسعت دیتی ہے.

۔ وہ خاموشی کو قیامت کا ہنگامہ بنا دیتی ہے. چکور کے پنجے کو باز کے لہو سے سرخ کرتی ہے.

۔ اٹھ اور میرے جام میں خالص شراب ڈال. میری عقل (فکر) کی رات پر چاندنی بکھیر.

۔ تاکہ آواروں کو منزل کی طرف لاؤں. نگاہوں کو بیتابی کا ذوق عطا کروں.

۔ نئی جستجو کے ساتھ تیز قدم اٹھانے والا بن جاؤں. نئی آرزو سے روشناس ہو جاؤں.

۔ اہل ذوق کی آنکھ کی پتلی بن جاؤں. آواز کی طرح دنیا کے کان میں گم ہو جاؤں.

۔ سخن کے مال کی قیمت بڑھاؤں. اپنی آنکھوں کا پانی (آنسو) اس مال میں شامل کر دوں.

۔ پیر روم کے فیض سے علوم کے رازوں کا سربستہ دفتر پھر پڑھوں.

۔ اس (پیر روم) کی جان میں شعلوں کا خزانہ ہے. مجھ میں چنگاری کی طرح دم بھر کی چمک ہے.

۔ جلتی ہوئی شمع میرے پروانے پر حملہ آور ہوئی. شبخون کی شراب میرے جام میں انڈیلی.

۔ پیر روم نے میری خاک کو اکسیر بنا دیا اور میرے غبار سے (بہت سے) جلوے بنائے.

ذرّه از خاکِ بیابان رخت بست   تا شعاعِ آفتاب آرد بدست
موجم و در بحرِ او منزل کنم   تا دُرِ تابنده ئی حاصل کنم

من که مستی ها ز صهبایش کنم
زندگانی از نفس هایش کنم

شب دل من مائلِ فریاد بود   خامشی از یاربم آباد بود
شکوه آشوب غمِ دوران بدم   از تهی پیمانگی نالان بدم
این قدر نظّاره ام بیتاب شد   بال و پر بشکست و آخر خواب شد
روی خود بنمود پیرِ حق سرشت   کو بحرفِ پهلوی قرآن نوشت
گفت ای دیوانهٔ اربابِ عشق   جرعه ای گیر از شرابِ نابِ عشق
بر جگر هنگامهٔ محشر بزن   شیشه بر سر دیده بر نشتر بزن
خنده را سرمایهٔ صد ناله ساز   اشک خونین را جگر پرکاله ساز
تا بکی چون غنچه می باشی خموش   نکهت خود را چو گل ارزان فروش
در گره هنگامه داری چون سپند   محمل خود بر سر آتش به بند
چون جرس آخر ز هر جزو بدن   نالهٔ خاموش را بیرون فکن
آتش استی بزمِ عالم برفروز   دیگران را هم ز سوز خود بسوز
فاش گو اسرار پیر می فروش   موج می شو کسوتِ مینا بپوش
سنگ شو آئینهٔ اندیشه را   بر سرِ بازار بشکن شیشه را
از نیستان همچو نی پیغام ده   قیس را از قومِ حی پیغام ده
ناله را اندازِ نو ایجاد کن   بزم را از های و هو آباد کن
خیز و جان نو بده هر زنده را   از قمِ خود زنده تر کن زنده را

- ذرے نے بیابان کی خاک چھوڑ دی تاکہ سورج کی کرن حاصل کر سکے.
- میں موج ہوں اور اس (پیر رومؒ) کے سمندر میں میرا بسیرا ہے تاکہ ایک چمکدار موتی حاصل کر سکوں.
- میں اس (مولانا رومؒ) کی شراب سے مست رہتا ہوں اور اسی کی سانسوں سے زندگی گزارتا ہوں.

☆☆☆

- رات کو میرا دل فریاد پر مائل تھا. خاموشی میری یارب کی آواز سے آباد تھی.
- میں نے زمانے کے غموں کی شکایات کا طوفان بپا کر رکھا تھا اور جام کے خالی ہونے پر شاکی تھا.
- میری نگاہیں اس قدر بیتاب ہوئیں کہ اپنے بال و پر توڑ بیٹھیں اور آخر میں سو گیا.
- حق فطرت پیر (رومؒ) میرے خواب میں آئے. جنہوں نے پہلوی (فارسی) زبان میں قرآن لکھا.
- انہوں نے کہا: اے اھل عشق کے دیوانے (عاشق)، عشق کی خالص شراب سے ایک گھونٹ لے.
- اپنے جگر میں قیامت کا ھنگامہ پیدا کر. سر پر شیشہ اور آنکھیں نشتر پر مار.
- ہنسی کو سینکڑوں فریادوں کا سرمایہ بنا. خون کے آنسوؤں کو جگر کے ٹکڑوں میں تبدیل کر.
- تو کب تک کلی کی طرح خاموش رہے گا. اپنی خوشبو کو پھول کی طرح ستا بیچ (یعنی ہر سو پھیلا دے).
- حرمل کے دانے کی طرح تو اپنی گرہ میں ہنگامہ رکھتا ہے تو اپنے کجاوے کو آگ پر باندھ.
- گھنٹی کی طرح جسم کے ہر حصے سے خاموش نالے باہر نکال.
- تو آگ ہے، دنیا کی محفل روشن کر دے. دوسروں کو بھی اپنے سوز سے جلا کر رکھ دے.
- پیر مغاں (مے فروش پیر) کے راز صاف بیان کر. شراب کی موج بن جا اور مینا کی پوشاک پہن.
- عقل کے آئینہ کے لیے پتھر بن جا. (عقل کے) شیشے کو سر بازار توڑ دے.
- (بانسری) کی طرح نیستان سے پیغام دے. قیس کو حی قوم (لیلیٰ کا قبیلہ) کی طرف سے پیغام دے.
- آہ و نالے کا ایک نیا انداز ایجاد کر. محفل کو ہاو ہو سے آباد کر.
- اٹھ اور ہر زندہ کو نئی روح دے اور اپنے "قم" سے زندہ کو زندہ تر کر دے.

خیز و پا بر جادهٔ دیگر بنه | جوشِ سودای کهن از سر بنه
آشنای لذّتِ گفتار شو | ای درای کاروان بیدار شو
زین سخن آتش به پیراهن شدم | مثلِ نی هنگامه آبستن شدم
چون نوا از تارِ خود برخاستم | جنّتی از بهرِ گوش آراستم
برگرفتم پرده از رازِ خودی | وانمودم سرّ اعجازِ خودی
بود نقشِ هستیم انگاره ای | ناقبولی ناکسی ناکاره ای
عشق سوهان زد مرا آدم شدم | عالمِ کیف و کم عالم شدم
حرکتِ اعصاب گردون دیده ام | در رگِ مه گردشِ خون دیده ام
بهرِ انسان چشمِ من شبها گریست | تا دریدم پردهٔ اسرار زیست
از درونِ کارگاهِ ممکنات | برکشیدم سرّ تقویمِ حیات
من که این شب را چو مه آراستم | گردِ پای ملتِ بیضاستم
ملّتی درباغ و راغ آوازه اش | آتشِ دلها سرودِ تازه اش
ذرّه کشت و آفتاب انبار کرد | خرمن از صد رومی و عطار کرد
آهِ گرمم رخت برگردون کشم | گرچه دو دم از تبارِ آتشم
خامه ام از همتِ فکرِ بلند | رازِ این نه پرده در صحرا فگند

قطره تا همپایهٔ دریا شود
ذرّه از بالیدگی صحرا شود

شاعری زین مثنوی مقصود نیست | بت پرستی بت گری مقصود نیست
هندیم از پارسی بیگانه ام | ماه نو باشم تهی پیمانه ام
حسن انداز بیان از من مجو | خوانسار و اصفهان از من مجو

۔اٹھ اور دوسرے (نئے) راستے پر قدم رکھ۔ پرانی دیوانگی کا جوش سر سے اتار دے۔

۔لذت بیان سے آشنا ہو جا۔ اے قافلے کی جرس بیدار ہو جا۔

۔(مولانا روم کی) اس بات سے میرے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ میں بانسری کی طرح ہنگامے سے لبریز ہو گیا۔

۔آواز کی طرح میں اپنی تار سے اٹھا۔ میں نے کانوں کے لیے ایک جنت آراستہ کر دی۔

۔میں نے خودی کے راز سے پردہ اٹھا دیا اور خودی کے اعجاز کا راز ظاہر کر دیا۔

۔میری ہستی کا نقش خیالی تھا۔ ناقابل قبول 'ناکس اور ناکارہ۔

۔عشق نے مجھ پر ریتی لگائی اور میں انسان بن گیا۔ میں دنیا کی تمام چیزوں اور کیفیات سے آگاہ ہو گیا۔

۔میں نے آسمان کے اعصاب کی حرکت دیکھی ہے۔ چاند کی رگوں میں خون کی گردش دیکھی ہے۔

۔انسان کے لیے میری آنکھیں راتوں کو روئیں تب جا کر میں نے زندگی کے رازوں کا پردہ چاک کیا۔

۔ممکنات کے کارخانے سے میں نے زندگی کی قدر و قیمت کا بھید پا لیا۔

۔میں نے تو اس رات کو چاند کی طرح آراستہ کر لیا ہے۔ میں ملت اسلامیہ کے پاؤں کی خاک ہوں۔

۔وہ ملت (قوم) جس کی آواز (شہرت) باغوں اور جنگلوں میں ہے اس کا تازہ نغمہ دلوں کے لیے آگ ہے۔

۔اس (قوم) نے ذرہ بویا اور سورج کا انبار لگایا۔ اس نے کھلیان سینکڑوں رومیوں اور عطاروں سے بھر دیا۔

۔میں ایک گرم آہ ہوں آسمان تک میری رسائی ہے۔ اگرچہ میں دھواں ہوں اور آگ کے خاندان سے ہوں۔

۔میرے قلم نے بلندی فکر کی ہمت سے ان نو پردوں (کائنات) کا راز صحرا میں عیاں کر دیا۔

۔تاکہ قطرہ سمندر کے برابر پہنچ جائے اور ذرہ بڑھ کر صحرا بن جائے۔

۔اس مثنوی کے ذریعے شاعری کرنا مقصود نہیں۔ بت پرستی یا بت تراشی مقصود نہیں۔

۔میں ہندوستانی ہوں اور فارسی سے بیگانہ ہوں۔ نیا چاند ہوں اور میرا جام خالی ہے۔

۔انداز بیان کے حسن کی توقع مجھ سے مت رکھ۔ خوانسار اور اصفہان مجھ سے طلب مت کر۔

گرچه هندی در عذوبت شکر است
طرزِ گفتارِ دری شیرین تر است

فکرِ من از جلوه اش مسحور گشت
خامهٔ من شاخِ نخلِ طور گشت

پارسی از رفعتِ اندیشه ام
درخورد با فطرت اندیشه ام

خرده بر مینا مگیر ای هوشمند
دل بذوقِ خردهٔ مینا به بند

دربیان اینکه اصلِ نظام عالم از خودی است و تسلسل حیات تعینات وجود بر استحکام خودی انحصار دارد

پیکرِ هستی ز آثارِ خودی است
هرچه می بینی ز اسرارِ خودی است

خویشتن را چون خودی بیدار کرد
آشکارا عالم پندار کرد

صد جهان پوشیده اندر ذاتِ او
غیر او پیداست از اثباتِ او

در جهان تخمِ خصومت کاشت است
خویشتن را غیرِ خود پنداشت است

سازد از خود پیکرِ اغیار را
تا فزاید لذتِ پیکار را

میکشد از قوتِ بازوی خویش
تا شود آگاه از نیروی خویش

خود فریبی های او عینِ حیات
همچو گُل از خون وضو عینِ حیات

بهر یک گُل خونِ صد گلشن کند
از پی یک نغمه صد شیون کند

یک فلک را صد هلال آورده است
بهر حرفی صد مقال آورده است

عذرِ این اسراف و این سنگین دلی
خلق و تکمیل جمالِ معنوی

حسنِ شیرین عذر درد کوهکن
نافهٔ عذر صد آهوی ختن

۔اگرچہ ہندی مٹھاس میں شکر ہے مگر دری (فارسی) کا طرز سخن زیادہ میٹھا ہے.

۔میری فکر اس (فارسی) کے جلوے سے مسحور ہو گئی. میرا قلم طور کے درخت کی شاخ بن گیا.

۔میرے افکار بلند ہیں اور فارسی میرے افکار کی فطرت سے مناسبت رکھتی ہے.

۔اے عقلمند، صراحی پر اعتراض نہ کر بلکہ صراحی میں موجود شراب کے ذوق سے دل لگا. (یعنی شراب سے لطف اندوز ہو).

"اس بارے میں کہ نظام عالم کی بنیاد خودی سے ہے. زندگی کا تسلسل اور وجود کا تعین خودی کے استحکام پر انحصار کرتا ہے."

۔زندگی کا وجود خودی کے آثار میں سے ہے. تو جو کچھ دیکھتا ہے خودی کے رازوں میں سے ہے.

۔خودی نے جب اپنے آپ کو جگایا. گمان (عقل) کی دنیا کو آشکار کر دیا.

۔اس کی ذات میں سینکڑوں جہان چھپے ہوئے ہیں. اس کے اثبات سے وہ کچھ بھی معلوم ہو جاتا ہے جو اس کے علاوہ ہے.

۔اس نے دنیا میں دشمنی کا بیج بویا ہے اور اپنے آپ کو اپنا غیر سمجھ لیا ہے.

۔وہ اپنے آپ سے غیروں کے وجود بناتی ہے تاکہ وہ جنگ و جدال کی لذت بڑھا سکے.

۔وہ اپنے بازو کی طاقت سے مارتی (مٹاتی) ہے تاکہ وہ اپنی طاقت سے باخبر ہو سکے.

۔اس کی خود فریبیاں ہی زندگی ہیں. پھول کی طرح خون سے وضو کرنا ہی زندگی ہے.

۔ایک پھول کے لیے سینکڑوں گلشنوں کا خون کرتی ہے. ایک نغمہ کے لیے سینکڑوں نالے کرتی ہے.

۔ایک آسمان کے لیے سینکڑوں چاند لائی ہے. ہر ایک حرف کے لیے سینکڑوں مکالمے لائی ہے.

۔اس اسراف اور سنگدلی کی وجہ معنوی جمال کی تخلیق اور تکمیل ہے.

۔کوہکن کے درد کی وجہ شیریں کا حسن ہے. ختن کے سینکڑوں ہرنوں کی وجہ نافہ (مشک کی تھیلی) ہے.

سوزِ پیہم قسمتِ پروانه ها　　شمع عذر محنت پروانه ها
خامهٔ او نقشِ صد امروز بست　　تا بیارد صبح فردائی بدست
شعله های او صد ابراهیم سوخت　　تا چراغِ یک محمد برفروخت
می شود از بهر اغراضِ عمل　　عامل و معمول و اسباب و علل
خیزد انگیزد پرد تابد رمد　　سوزد افروزد کشد میرد دمد
وسعتِ ایام جولانگاهِ او　　آسمان موجی ز گردِ راهِ او
گل بجیبِ آفاق از گلکاریش　　شب ز خوابش روز از بیداریش
شعلهٔ خود در شرر تقسیم کرد　　جز پرستی عقل را تعلیم کرد
خودشکن گردید و اجزا آفرید　　اندکی آشفت و صحرا آفرید
باز از آشفتگی بیزار شد　　وز بهم پیوستگی کهسار شد
وانمودنِ خویش را خوی خودی است　　خفته در هر ذره نیروی خودی است

قوت خاموش وبیتاب عمل
از عمل پابند اسباب عمل

چون حیاتِ عالم از زورِ خودی است　　پس بقدر استواری زندگی است
قطره چون حرفِ خودی از بر کند　　هستی بی مایه را گوهر کند
باده از ضعفِ خودی بی پیکر است　　پیکرش منت پذیرِ ساغر است
گرچه پیکر می پذیرد جامِ می　　گردش از مادام گیرد جامِ می
کوه چون از خود رود صحرا شود　　شکوه سنج جوشش دریا شود

۔پروانوں کی قسمت مسلسل جلنا ہے. پروانوں کی مشکل کی وجہ شمع ہے.

۔اس کے قلم نے آج کے سینکڑوں نقوش بنائے تاکہ آنے والی کل کی صبح حاصل کر سکے.

۔اس کے شعلوں نے سینکڑوں ابراہیم (ع) جلائے تب جا کر ایک محمد (ص) کا چراغ روشن کیا.

۔اپنے عمل کے اغراض کے لیے یہ عامل، معمول، اسباب اور وجوہات بن جاتی ہے.

۔اٹھتی ہے اٹھاتی ہے، اڑتی ہے، چمکتی ہے، دوڑتی ہے، جلتی ہے، روشن کرتی ہے، مارتی ہے، مرتی ہے اور پھوٹتی ہے.

۔ایام کی وسعت اس (خودی) کا اکھاڑا ہے. آسمان اس کے راستے میں گرد کی ایک لہر ہے.

۔اس کی گلکاری کی وجہ سے آفاق کے دامن میں پھول ہیں. اس کے سونے سے رات اور جاگنے سے دن ہوتا ہے.

۔اس نے اپنے شعلے کو چنگاریوں میں تقسیم کر لیا. اور عقل کو جزپرستی کی تعلیم دی.

۔وہ اپنے آپ کو توڑنے والی بن گئی اور اس نے جز پیدا کر لیے. کچھ (تھوڑا) پریشان ہوئی اور صحرا بنا دیا.

۔پھر وہ پریشانی سے بیزار ہو گئی اور اپنے آپ کو جوڑنے سے پہاڑی سلسلہ بن گئی.

۔اپنی خود نمائی کرنا خودی کی عادت ہے. ہر ذرے میں خودی کی طاقت سوئی ہوئی ہے.

۔وہ خاموش طاقت ہے اور عمل کے لیے بیقرار ہے وہ عمل سے عمل کے اسباب کی پابند ہو جاتی ہے.

۔چونکہ کائنات کی زندگی خودی کی طاقت سے ہے تو پھر استواری کی حد تک زندگی ہے.

۔قطرہ جب خودی کا حرف حفظ کر لیتا ہے تو بے مایہ وجود کو موتی بنا دیتا ہے.

۔شراب خودی کی کمزوری کے باعث اپنی کوئی جسامت نہیں رکھتی اس کا جسم ساغر کا احسان مند ہے.

۔اگرچہ شراب کا جام جسم رکھتا ہے (لیکن) شراب کا جام گردش ہم سے قرض لیتا ہے (یعنی شراب کا جام خود حرکت نہیں کرتا بلکہ ہم اسے حرکت دیتے ہیں).

۔پہاڑ جب اپنے آپ سے جاتا ہے (یعنی اپنی خودی چھوڑتا ہے) تو صحرا بن جاتا ہے سمندر کے جوش کا شکوہ کرنے والا بن جاتا ہے.

موج تا موج است در آغوشِ بحر — می کند خود را سوار دوشِ بحر
حلقهٔ زد نور تا گردید چشم — از تلاشِ جلوه ها جنبید چشم
سبزه چون تاب دمید از خویش یافت — همّتِ او سینهٔ گلشن شکافت
شمع هم خود را بخود زنجیر کرد — خویش را از ذرّه ها تعمیر کرد
خود گدازی پیشه کرد از خود رمید — هم چو اشک آخر ز چشمِ خود چکید
گر بفطرت پخته تر بودی نگین — از جراحت ها نیاسودی نگین
می شود سرمایه دار نامِ غیر — دوشِ او مجروح بار نامِ غیر
چون زمین بر هستی خود محکم است — ماه پابندِ طوافِ پیهم است
هستی مهر از زمین محکم تر است — پس زمین مسحور چشمِ خاور است
جنبش از مژگان برد شانِ چنار — مایه دار از سطوتِ او کوهسار
تار و پودِ کسوتِ او آتش است — اصلِ او یک دانهٔ گردن کش است

چون خودی آرد بهم نیروی زیست
می گشاید قلزمی از جوی زیست

در بیان اینکه حیاتِ خودی از تخلیق و تولید مقاصد است

زندگانی را بقا از مدعاست — کاروانش را درا از مدعاست
زندگی در جستجو پوشیده است — اصلِ او در آرزو پوشیده است
آرزو را در دلِ خود زنده دار — تا نگردد مشتِ خاکِ تو مزار
آرزو جانِ جهان رنگ و بوست — فطرتِ هر شی امینِ آرزوست
از تمنا رقصِ دل در سینه ها — سینه هاز تاب او آئینه ها
طاقتِ پرواز بخشد خاک را — خضر باشد موسی ادراک را

۔ موج اس وقت تک موج ہے جب تک سمندر کی آغوش میں ہے۔ وہ اپنے آپ کو سمندر کے کندھوں پر سوار کرتی ہے۔

۔ نور نے حلقے کی شکل اختیار کی تو آنکھ بن گئی۔ جلووں کی تلاش میں آنکھ حرکت میں آئی۔

۔ سبزے نے جب اپنے اندر اگنے کی طاقت پائی تو اس کی ہمت نے باغ کا سینہ چیر دیا۔

۔ شمع نے بھی خود کو یکجا کر لیا اور اپنے آپ کو ذروں سے تعمیر کیا۔

۔ اس نے گھلنے کو پیشہ بنایا تو اپنے آپ سے جاتی رہی۔ بالآخر آنسوؤں کی طرح اپنی آنکھ سے ٹپک گئی۔

۔ اگر نگینہ اپنی فطرت پر پکا ہوتا تو کٹنے سے بچ جاتا۔

۔ وہ دوسروں کا نام اپنے اوپر قبول کرتا ہے۔ اس کا کندھا دوسرے کے نام سے زخمی ہوتا ہے۔

۔ چونکہ زمین اپنی ہستی (خودی) پر مضبوط ہے چاند اس کا مسلسل طواف کرنے پر پابند ہے۔

۔ سورج کی ہستی (خودی) زمین سے زیادہ مضبوط ہے اس لیے زمین مشرق کی آنکھ (سورج) کے جادو سے متاثر ہے۔

۔ چنار کی شان پلکوں کی حرکت روک دیتی ہے (حیران کرتی ہے) کوہسار اس کی عظمت سے دولتمند ہیں۔

۔ اس کی پوشاک کا تانا بانا آگ ہے۔ اس کی اصل ایک گردن اونچی رکھنے والا دانا ہے۔

۔ جب خودی زندہ رہنے کی طاقت مہیا کرتی ہے تو زندگی کی ندی سے سمندر پیدا کرتی ہے۔

''اس بارے میں کہ خودی کی زندگی، تخلیق و تولید کے مقاصد سے ہے۔''

۔ زندگی کو مقصد سے بقا حاصل ہے۔ مقصد ہی اس کے قافلے کی جرس (گھنٹی) ہے۔

۔ زندگی جستجو میں چھپی ہوئی ہے۔ اس کی بنیاد آرزو میں پنہاں ہے۔

۔ آرزو کو اپنے دل میں زندہ رکھ تاکہ تیری مٹھی بھر خاک مزار نہ بن جائے۔

۔ رنگ و بو کے اس جہان کی جان آرزو ہے۔ ہر شے کی فطرت آرزو کی امین ہے۔

۔ تمنا (آرزو) سے دل سینوں میں رقص کرتے ہیں۔ سینے اسی کی روشنی سے آئینے بنتے ہیں۔

۔ مٹی کو پرواز کی طاقت بخشتی ہے۔ (اگر ہم اپنی عقل کو موسی فرض کر لیں) عقل کے موسی کے لیے خضر ثابت ہوتی ہے۔

دل ز سوزِ آرزو گیرد حیات
غیر حق میرد چو او گیرد حیات

چون ز تخلیق تمنّا باز ماند
شهپرش بشکست و از پرواز ماند

آرزو هنگامه آرای خودی
موجِ بیتابی ز دریای خودی

آرزو صید مقاصد را کمند
دفترِ افعال را شیرازه بند

زنده را نفی تمنّا مرده کرد
شعله را نقصانِ سوز افسرده کرد

چیست اصل دیدهٔ بیدارِ ما
بست صورت لذّتِ دیدار ما

کبک پا از شوخی رفتار یافت
بلبل از سعی نوا منقار یافت

نی برون از نیستان آباد شد
نغمه از زندانِ او آزاد شد

عقلِ ندرت کوش و گردون تاز چیست
هیچ میدانی که این اعجاز چیست؟

زندگی سرمایه دار از آرزوست
عقل از زائیدگانِ بطنِ اوست

چیست نظمِ قوم و آئین و رسوم
چیست رازِ تازگیهای علوم

آرزوئی کو بزورِ خود شکست
سر ز دل بیرون زد و صورت به بست

دست و دندان و دماغ و چشم و گُوش
فکر و تخییل و شعور و یاد و هُوش

زندگی مرکب چو در جنگاه باخت
بهر حفظِ خویش این آلات ساخت

آگهی از علم و فن مقصود نیست
غنچه و گل از چمن مقصود نیست

علم از سامانِ حفظِ زندگی است
علم از اسبابِ تقویمِ خودی است

علم و فن از پیش خیزانِ حیات
علم و فن از خانه زادانِ حیات

ای ز رازِ زندگی بیگانه خیز
از شرابِ مقصدی مستانه خیز

مقصدی مثلِ سحر تابنده ئی
ماسوی را آتشِ سوزنده ئی

مقصدی از آسمان بالاتری
دلربائی دلستانی دلبری

۔دل آرزو کی تڑپ سے زندگی پاتا ہے. جب وہ (دل) زندگی پاتا ہے تو حق کے سوا سب مٹ جاتا ہے.

۔جب (دل) آرزو کی تخلیق سے محروم رہ جاتا ہے تو اس کے بال و پر ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ پرواز سے محروم رہ جاتا ہے.

۔آرزو خودی کے لیے ہنگامہ آراستہ کرتی ہے. یہ (آرزو) خودی کے سمندر کی ایک بے تاب موج ہے.

۔آرزو ہی مقاصد کو شکار کرنے والی کمند ہے. افعال کے دفتر کی شیرازہ بند ہے. (یعنی آرزو افعال کے رجسٹر کو منظم کرتی ہے).

۔آرزو کی نفی نے زندہ کو مردہ کر دیا. سوز (آگ کے ایندھن) کو پہنچنے والے نقصان نے شعلے کو افسردہ کر دیا.

۔ہماری بیدار آنکھوں کی حقیقت کیا ہے. ہماری دیکھنے کی لذت نے (آنکھ کی) صورت اختیار کر لی.

۔چکور نے شوخی رفتار کے باعث پاؤں پائے. بلبل نے چہچہانے کی کوشش کے باعث چونچ حاصل کی.

۔نے (بانسری) نیستان سے باہر آباد ہو گئی. اس کے قید خانے میں بند نغمہ آزاد ہو گیا.

۔نادر چیزیں تلاش کرنے والی اور آسمان پر کمند ڈالنے والی عقل کیا ہے. تو کچھ جانتا ہے کہ یہ معجزہ کیا ہے؟

۔زندگی آرزو سے سرمایہ دار ہے. عقل بھی اس (آرزو) کے بطن سے پیدا ہوئی.

۔قومی نظام، آئین اور رسوم کیا ہیں؟ علوم کی تازگی کے راز کیا ہیں؟

۔وہ آرزو جو خود اپنے زور سے ٹوٹ گئی اس نے دل سے باہر کا رخ کیا اور شکل اختیار کر لی.

۔ہاتھ، دانت، دماغ، آنکھ کان، فکر، تخیل، شعور، یاد اور ہوش.

۔زندگی نے جب اپنی سواری تگ و دو کے میدان میں ہار دی تو اپنی حفاظت کے لیے یہ آلات بنا لیے.

۔علم و فن سے آگاہی مقصود نہیں. باغ سے غنچے اور پھول مقصود نہیں.

۔علم زندگی کی حفاظت کے سامان میں سے ہے. علم خودی کو استوار کرنے والے اسباب میں سے ہے.

۔علم و فن زندگی کے خدمت گار ہیں. علم اور فن زندگی کے نوکر ہیں.

۔اے زندگی کے راز سے بیگانہ شخص اٹھ. مقصد (آرزو) کی شراب سے مست ہو کر اٹھ.

۔تو ایسا مقصد ہے جو سحر کی طرح روشن ہے. ماسوا کے لیے جلا دینے والی آگ ہے.

۔تو ایسا مقصد ہے جو آسمان سے بالاتر ہے. تو دل چھیننے والا ہے. تو دل لینے والا ہے اور تو دلبر ہے.

باطل دیرینه را غارتگری   فتنه در جیبی سراپا محشری

ماز تخلیق مقاصد زنده ایم
از شعاعِ آرزو تابنده ایم

در بیان اینکه خودی از عشق و محبت استحکام می پذیرد

نقطهٔ نوری که نامِ او خودی است   زیرِ خاکِ ما شرارِ زندگی است
از محبت می شود پاینده تر   زنده تر سوزنده تر تابنده تر
از محبت اشتعال جوهرش   ارتقای ممکنات مضمرش
فطرتِ او آتش اندوزد ز عشق   عالم افروزی بیاموزد ز عشق
عشق را از تیغ و خنجر باک نیست   اصلِ عشق از آب و باد و خاک نیست
در جهان هم صلح و هم پیکارِ عشق   آبِ حیوان تیغِ جوهر دار عشق
از نگاهِ عشق خارا شق شود   عشق حق آخر سراپا حق شود
عاشقی آموز و محبوبی طلب   چشم نوحی قلب ایوّبی طلب
کیمیا پیدا کن از مشتِ گلی   بوسه زن بر آستانِ کاملی
شمع خود را همچو رومی بر فروز   روم را در آتشِ تبریز سوز
هست معشوقی نهان اندر دلت   چشم اگر داری بیا بنمایمت
عاشقان او ز خوبان خوب تر   خوشتر و زیباتر و محبوب تر
دل ز عشق او توانا می شود   خاک همدوشِ ثریا می شود
خاک نجد از فیض او چالاک شد   آمد اندر وجد و بر افلاک شد
در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است   آبروی ما ز نام مصطفیٰ است
طور موجی از غبارِ خانه اش   کعبه را بیت الحرم کاشانه اش

۔ توقدیم باطل کے لیے فنا کر دینے والا ہے. توجیب میں فتنہ رکھتا ہے اور سراپائے قیامت ہے.
۔ ہم مقاصد کی تخلیق سے زندہ ہیں. آرزو کی شعاع سے تابندہ ہیں.

''اس بارے میں کہ خودی عشق و محبت سے استحکام حاصل کرتی ہے''

۔ نور کا وہ نقطہ کہ جس کا نام خودی ہے. ہماری خاک کے نیچے زندگی کی چنگاری ہے.
۔ یہ (خودی) محبت سے زیادہ پائیدار ہوتی ہے. زیادہ زندہ، زیادہ جلانے والی اور زیادہ چمکنے والی بن جاتی ہے.
۔ محبت سے اس (خودی) کے جوہر نکھرتے ہیں. ممکنات کا ارتقاء اس میں پوشیدہ ہے.
۔ اس کی فطرت عشق سے آگ (حرارت) حاصل کرتی ہے اور عشق سے دنیا کو جگمگا دینا سیکھتی ہے.
۔ عشق کو خنجر اور تلوار کا کوئی ڈر نہیں. عشق کی اصلیت پانی، ہوا اور مٹی سے نہیں.
۔ عشق دنیا میں امن بھی ہے اور جنگ بھی. آب حیات عشق کی جوہر دار تلوار ہے.
۔ عشق کی نگاہ سے پتھر میں شگاف پڑ جاتا ہے. حق کے ساتھ عشق آخر سراپا حق بن جاتا ہے.
۔ عاشقی سیکھ اور کوئی محبوب طلب کر حضرت نوح کی سی آنکھ اور حضرت ایوب سا دل طلب کر.
۔ خاک کی مٹھی سے کیمیا پیدا کر اور کسی کامل (انسان) کے آستانے پر بوسہ دے.
۔ اپنی شمع کو پیر روم کی طرح روشن کر. روم کو تبریز کی آگ میں جلا. (یہاں اشارہ شمس تبریز کی طرف ہے).
۔ تیرے دل میں ایک معشوق (محبوب) چھپا ہوا ہے. اگر تو آنکھ رکھتا ہے تو آدکھاؤں تجھے.
۔ اس کے عاشق حسینوں سے زیادہ خوبصورت ہیں. زیادہ اچھے، زیادہ خوبصورت اور زیادہ پیارے.
۔ دل اس کے عشق سے توانا ہو جاتا ہے. خاک ثریا کے برابر ہو جاتی ہے.
۔ نجد کی خاک اسی کے فیض سے چالاک ہو گئی. وہ (خاک) وجد میں آئی اور آسمانوں تک جا پہنچی.
۔ مسلمان کے دل میں حضرت محمد (ص) کا مقام ہے. ہماری آبرو حضرت محمد کے نام سے ہے.
۔ (کوہ) طور اس کے گھر کے غبار کی ایک موج ہے. کعبہ کے لیے اس کا گھر بیت الحرام ہے.

کمتر از آنی ز اوقاتش لبد / کاسبِ افزایش از ذاتش ابد
بوریا ممنونِ خواب راحتش / تاج کسری زیرِ پای امتش
در شبستانِ حرا خلوت گزید / قوم و آئین و حکومت آفرید
ماند شبها چشمِ او محرومِ نوم / تا به تختِ خسروی خوابید قوم
وقتِ هیجا تیغِ او آهن گداز / دیده ی او اشکبار اندر نماز
در دعای نصرت آمین تیغِ او / قاطع نسل سلاطین تیغِ او
در جهان آئینِ نو آغاز کرد / مسند اقوامِ پیشین درنورد
از کلیدِ دین درِ دنیا کشاد / همچو او بطنِ ام گیتی نزاد
در نگاهِ او یکی بالا و پست / باغلامِ خویش بر یک خوان نشست
در مصافی پیشِ آن گردون سریر / دخترِ سردار طی آمد اسیر
پای در زنجیر و هم بی پرده بود / گردن از شرم و حیا خم کرده بود
دخترک را چون نبی بی پرده دید / چادرِ خود پیشِ روی او کشید
ما ازان خاتونِ طی عریان تریم / پیشِ اقوامِ جهان بی چادریم
روزِ محشر اعتبارِ ماست او / در جهان هم پرده دارِ ماست او
لطف و قهر او سراپا رحمتی / آن بیاران این باعدا رحمتی
آن که بر اعدا درِ رحمت گشاد / مکه را پیغام لا تثریب داد
ما که از قیدِ وطن بیگانه ایم / چون نگه نورِ دو چشمیم و یکیم
از حجاز و چین و ایرانیم ما / شبنمِ یک صبحِ خندانیم ما
مست چشمِ ساقی بطحاستیم / در جهان مثلِ می و میناستیم
امتیازاتِ نسب را پاک سوخت / آتشِ او این خس و خاشاک سوخت

۔ابد تک کی مدت حضور کے اوقات میں سے ایک لمحہ ہے. ابد حضور کی ذات سے افزائش (طوالت) کا سر و سامان حاصل کرتا ہے.

۔بوریا اس کے خواب راحت کا احسان مند ہے. کسریٰ کا تاج اس کی امت کے پاؤں کے نیچے ہے.

۔انہوں نے غار حرا کی تاریکیوں میں گوشہ نشینی اختیار کی. قوم، آئین اور حکومت بنائی.

۔اس (ص) کی آنکھیں راتوں کو نیند سے محروم رہیں. تب جا کر قوم تخت خسروی پر سوئی.

۔جنگ کے وقت اس (ص) کی تلوار لوہے کو پگھلا دیتی. نماز میں اس (ص) کی آنکھیں آنسو بہاتیں.

۔فتح کی دعا میں آمین اس کی تلوار ہوتی. اور اس کی تلوار بادشاہوں کی نسل کاٹ دینے والی تھی.

۔اس (ص) نے دنیا میں نئے آئین کی بنیاد رکھی. پہلی قوموں کی مسندیں الٹ دیں.

۔اس نے دین کی چابی سے دنیا کا دروازہ کھولا. زمانے کی ماں کے بطن سے اس جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا.

۔اس (ص) کی نظر میں بڑا چھوٹا ایک ہے. (سب برابر ہیں). وہ اپنے غلام کے ساتھ ایک دستر خوان پر بیٹھے.

۔آسمان جس کا تخت تھا اس کے سامنے جنگ میں طے کے سردار (حاتم طائی) کی بیٹی قیدی بن کر آئی.

۔اس کے پاؤں میں زنجیر اور وہ بے پردہ تھی. اس نے اپنی گردن شرم و حیا سے جھکائی ہوئی تھی.

۔جب نبی (ص) نے اس لڑکی کو بے پردہ دیکھا تو اپنی چادر اس کے اوپر ڈال دی.

۔ہم طے (قبیلے) کی اس خاتون سے زیادہ عریاں ہیں. دنیا کی قوموں کے سامنے چادر کے بغیر ہیں.

۔قیامت کے دن ان (ص) پر ہمارا بھروسہ ہے اور دنیا میں بھی وہ ہم پر پردہ ڈالنے والے ہیں.

۔دوستوں کے لیے ان کی مہربانی اور دشمنوں کے لیے ان کا غصہ (دونوں) سراپا رحمت ہیں.

۔وہ جس نے دشمنوں پر رحمت کا دروازہ کھول دیا. مکہ کو لاتثریب (معافی) کا پیغام دیا.

۔ہم جو وطن کی قید سے بیگانہ ہیں. نگاہ کی طرح دو آنکھوں کا نور ہیں لیکن ایک ہیں.

۔ہمارا تعلق حجاز، چین اور ایران سے ہے. ہم ایک ہنستی ہوئی صبح کی شبنم ہیں.

۔ہم بطحا کی ساقی آنکھوں کے مست ہیں. ہم دنیا میں شراب اور صراحی کی طرح ہیں.

۔اس (ص) نے اصل و نسب کے امتیازات کو جلا کر ختم کر دیا. اس کی آگ نے خس و خاشاک (بے ارزش چیزیں باغ میں پڑے تنکے وغیرہ) جلا دیے.

چون گلِ صد برگ ما را بو یکیست اوست جانِ این نظام و او یکیست
سرّ مکنونِ دل او ما بدیم نعرهٔ بی باکانه زد افشا شدیم
شورِ عشقش در نیِ خاموشِ من می تپد صد نغمه در آغوشِ من
من چه گویم از تولایش که چیست خشک چوبی در فراقِ او گریست
هستیِ مسلم تجلی گاه او طورها بالد ز گردِ راه او
پیکرم را آفرید آئینه اش صبحِ من از آفتابِ سینه اش
در تپید دمبدم آرامِ من گرم تر از صبحِ محشر شامِ من
ابر آذار است و من بستانِ او تاکِ من نمناک از بارانِ او
چشم در کشتِ محبت کاشتم از تماشا حاصلی برداشتم
خاکِ یثرب از دو عالم خوشتر است ای خنک شهری که آنجا دلبر است
کشتهٔ اندازِ ملاّ جامیم نظم و نثرِ او علاجِ خامیم
شعر لبریزِ معانی گفته است در ثنای خواجه گوهر سفته است

"نسخهٔ کونین را دیباچه اوست
جملهٔ عالم بندگان و خواجه اوست"

کیفیت‌ها خیزد از صهبای عشق هست هم تقلید از اسمای عشق
کاملِ بسطام در تقلیدِ فرد اجتناب از خوردنِ خربوزه کرد
عاشقی؟ محکم شو از تقلیدِ یار تا کمندِ تو شود یزدان شکار
اندکی اندر حرای دل نشین ترکِ خود کن سوی حق هجرت گزین
محکم از حق شو سوی خود گام زن لات و عزّای هوس را سر شکن
لشکری پیدا کن از سلطانِ عشق جلوه گر شو بر سرِ فارانِ عشق

۔سو پنکھڑیوں والے پھول کی طرح ہماری خوشبو ایک ہے. وہ اس نظام کی جان ہے اور وہ ایک ہے.

۔ہم اس (ص) کے دل میں چھپا ہوا ایک راز تھے. اس (ص) نے بے خوف ہو کر نعرہ لگایا اور ہم ظاہر ہو گئے.

۔ میری خاموش بانسری میں اس کے عشق کا جوش و خروش (بھرا) ہے. میری آغوش میں سینکڑوں نغمے تڑپ رہے ہیں.

۔میں اس کی عقیدت کے بارے میں کیا بتاؤں کہ وہ کیا ہے. خشک لکڑی اس کے فراق میں رو پڑی.

۔ مسلمان کی ہستی اس (ص) کی تجلی گاہ ہے. اس کے راہ کی گرد سے طور جلوہ افروز ہوتے ہیں.

۔ میرے پیکر کو اس کے آئینے نے بنایا. میری صبح اس کے سینے کے سورج سے ہے.

۔لمحہ بہ لمحہ تڑپنے میں میرا آرام ہے. قیامت کی صبح سے زیادہ گرم تر میری شام ہے.

۔وہ (ص) بہار کا بادل ہے میں اس کا باغ ہوں. میری انگور کی بیل اس کی بارش سے نمناک ہے.

۔ میں نے محبت کے کھیت میں آنکھ بوئی اور دیکھنے سے فصل حاصل کی.

۔ یثرب کی خاک دونوں جہانوں سے زیادہ اچھی ہے. کتنا اچھا ہے وہ شہر جہاں دلبر ہے.

۔ میں ملا جامی کے انداز پر مرمٹا ہوں. اس کی نظم و نثر میری ناپختگی کا علاج ہے.

۔اس نے معانی سے لبریز اشعار کہے ہیں. آقا (حضرت محمد) کی تعریف میں موتی پروئے ہیں.

۔اگر دونوں جہان کتاب ہوں تو وہ دیباچہ ہیں. سارا جہان ان کا غلام اور وہ آقا ہیں.

۔ عشق کی شراب سے مختلف کیفیتیں پیدا ہوتی ہیں. تقلید بھی عشق کے ناموں میں سے ایک ہے.

۔بسطام کے مرد کامل نے ایک فرد (حضرت محمد) کی تقلید میں خربوزہ کھانے سے گریز کیا.

۔اگر تو عاشق ہے تو دوست کی تقلید میں پختہ ہو جا تاکہ تیری کمند خدا کو حاصل کر لے.

۔کچھ مدت کے لیے دل کی غار حرا میں بیٹھ اپنے آپ کو ترک کر اور خدا تعالی کی طرف ہجرت کا راستہ اپنا.

۔اللہ تعالی سے پختگی پا کر اپنی طرف قدم بڑھا. ہوا و ہوس کے تمام بت توڑ دے.

۔ عشق کی طاقت سے ایک لشکر پیدا کر اور عشق کے فاران (پہاڑ) پر جلوہ افروز ہو.

تا خدای کعبہ بنوازد ترا
شرح انی جاعل سازد ترا

دربیان اینکہ خودی از سوال ضعیف میگردد

ای فراهم کرده از شیران خراج — گشته ئی رو بہ مزاج از احتیاج
خستگی های تو از ناداری است — اصلِ درد تو همین بیماری است
می رباید رفعت از فکرِ بلند — می کشد شمعِ خیالِ ارجمند
از خمِ هستی می گلفام گیر — نقد خود از کیسہ ی ایام گیر
خود فرود آ از شتر مثلِ عمر — الحذر از منتِ غیر الحذر
تا بکی دریوزه ی منصب کنی — صورتِ طفلان زنی مرکب کنی
فطرتی کو بر فلک بندد نظر — پست می گردد ز احسانِ دگر
ازسئوال افلاس گردد خوارتر — از گدائی گدیہ گر نادارتر
ازسئوال آشفتہ اجزای خودی — بی تجلی نخلِ سینای خودی
مشتِ خاکِ خویش را از هم مپاش — مثلِ مہ رزقِ خود از پہلو تراش
گرچہ باشی تنگ روز و تنگ بخت — در رہ سیل بلا افکنده رخت
رزقِ خویش از نعمتِ دیگر مجو — موجِ آب از چشمہٴ خاور مجو
تا نباشی پیشِ پیغمبر خجل — روز فردائی کہ باشد جان گسل
ماه را روزی رسد از خوانِ مہر — داغ بر دل دارد از احسانِ مہر
همت از حق خواه و با گردون ستیز — آبروی ملتِ بیضا مریز
آنکہ خاشاکِ بتان از کعبہ رفت — مرد کاسب را حبیب الله گفت

۔ تاکہ کعبہ کا خدا تجھے نوازے اور تجھے انی جاعل کی تشریح بنا دے (تیرے سر پر خلافت کا تاج رکھ دے).

"اس بارے میں کہ خودی سوال کرنے سے کمزور ہو جاتی ہے"

۔ اے شیروں (دلیروں) سے خراج وصول کرنے والے تو نے ضرورت مندی کے تحت لومڑی کا مزاج اپنا لیا ہے.

۔ تیری تھکاوٹیں ناداری کی وجہ سے ہیں تیرا اصل درد یہی بیماری ہے.

۔ (ناداری) فکر بلند سے اس کی بلندی چرا لیتی ہے. اعلیٰ درجے کے افکار کی شمع گل کر دیتی ہے.

۔ زندگی کے جام سے پھول جیسی (سرخ) شراب لے. اپنی نقدی ایام (زمانے) کی تھیلی سے لے

۔ حضرت عمر کی طرح خود اونٹ سے نیچے اتر. غیر کی منت سماجت سے گریز کر. گریز کر.

۔ تو کب تک عہدوں کی بھیک مانگتا رہے گا. بچوں کی طرح سرکنڈے سے سواری (اونٹ گھوڑے) بناتا رہے گا.

۔ وہ فطرت جو آسمان پر نظر جمائے وہ دوسروں کے احسان سے پست ہو جاتی ہے.

۔ سوال (مانگنے) سے مفلسی اور زیادہ خوار ہو جاتی ہے. بھیک مانگنے والا بھیک مانگ کر اور زیادہ نادار بن جاتا ہے.

۔ سوال سے خودی کے اجزا بکھر جاتے ہیں. خودی کا درخت سینا کی تجلی سے عاری ہو جاتا ہے.

۔ تو اپنی خاک کی مٹھی کو نہ بکھیر. چاند کی طرح اپنا رزق اپنے پہلو سے تراش.

۔ اگرچہ تو کتنا ہی تنگدست اور غریب ہو اور تیرا سامان بلا (مصیبت) کے سیلاب کی زد میں ہو.

۔ (تو بھی) اپنا رزق دوسرے کی نعمت سے طلب مت کر. مشرق کے چشمے سے پانی کی موج طلب نہ کر.

۔ تاکہ کل کو قیامت کے دن جب جان مصیبت میں مبتلا ہو تو تو پیغمبر کے سامنے شرمندہ نہ ہو.

۔ چاند کو سورج کے دستر خوان سے روزی ملتی ہے. (اس لیے) وہ (چاند) سورج کے احسان کی وجہ سے دل پر داغ رکھتا ہے.

۔ اللہ تعالیٰ سے ہمت طلب کر اور آسمان (قسمت) سے جنگ کر. ملت اسلامیہ کی آبروریزی نہ کر.

۔ وہ جس نے کعبہ کو بتوں کے خس و خاشاک سے صاف کیا. محنت سے کمانے والے مرد کو اللہ کا پیارا کہا.

وای بر منّت پذیرِ خوانِ غیر
گردنش خم گشته ی احسان غیر

خویش را از برقِ لطفِ غیر سوخت
با پشیزی مایه ی غیرت فروخت

ای خنک آن تشنه کاندر آفتاب
می نخواهد از خضر یک جامِ آب

ترجبین از خجلت سائل نشد
شکلِ آدم ماند و مشتِ گل نشد

زیرِ گردون آن جوانِ ارجمند
میرود مثلِ صنوبر سربلند

در تهی دستی شود خود دارتر
بختِ او خوابیدهٔ او بیدارتر

قلزم زنبیلِ سیل آتش است
گر ز دست خود رسد شبنم خوشت

چون حباب از غیرتِ مردانه باش
هم به بحر اندر نگون پیمانه باش

در بیان اینکه چون خودی از عشق و محبت محکم می گردد قوای ظاهره و مخفیهٔ نظام عالم را مسخر می سازد

از محبت چون خودی محکم شود
قوّتش فرمانده عالم شود

پیر گردون کز کواکب نقش بست
غنچه ها از شاخسارِ او شکست

پنجهٔ او پنجهٔ حق می شود
ماه از انگشت او شق می شود

در خصوماتِ جهان گردد حکم
تابعِ فرمانِ او دارا و جم

با تو می گویم حدیثِ بوعلی
در سوادِ هند نامِ او جلی

آن نواپیرای گلزارِ کهن
گفت با ما از گلِ رعنا سخن

خطهٔ این جنت آتش نژاد
از هوای دامنش مینو سواد

۔غیروں کے دستر خوان کا احسان قبول کرنے والے پر افسوس۔ اس کی گردن غیروں کے احسان سے جھکی ہوئی ہے۔

۔اس نے اپنے آپ کو غیروں کی مہربانی کی بجلی سے جلادیا اور ایک دمڑی (معمولی شے) کے لیے غیرت کا سرمایہ بیچ ڈالا۔

۔کتنا اچھا ہے وہ پیاسا جو دھوپ میں بھی حضرت خضر سے پانی کا ایک جام طلب نہ کرے۔

۔اس کی پیشانی سائل کی شرمندگی سے تر نہیں ہوئی۔ انسان کی شکل میں رہا اور مٹی کی مٹھی نہ بنا۔

۔وہ بلند مرتبہ جوان آسمان کے نیچے صنوبر (درخت) کی طرح سر اٹھا کر چلتا ہے۔

۔وہ مفلسی میں زیادہ خوددار ہو جاتا ہے۔ اس کا بخت سویا ہوا ہے (مگر) وہ زیادہ بیدار ہے۔

۔(گدائی کے) تھیلے کا سمندر آگ کا سیلاب ہے۔ وہ شبنم بہتر ہے جو اپنے ہاتھ کی محنت سے حاصل ہو۔

۔(تو) بلبلے کی طرح مردانہ غیرت پر قائم رہ۔ سمندر کے اندر بھی الٹے پیالے کے طرح رہ۔ (یعنی سمندر میں رہتے ہوئے بھی سمندر کے سامنے اپنا پیالہ نہ بڑھا۔)

"اس بارے میں کہ جب خودی عشق و محبت سے پختہ ہو جاتی ہے' تو نظام عالم کی ظاہری اور پوشیدہ قوتوں کو تسخیر کر لیتی ہے"

۔جب خودی محبت سے پختہ ہو جاتی ہے تو اس کی قوت دنیا پر حاکم ہو جاتی ہے۔

۔بوڑھا آسمان جس نے اپنے آپ کو ستاروں سے آراستہ کیا۔ اس (آسمان) نے اس (خودی) کی شاخ سے غنچے توڑے ہیں۔

۔اس (خودی) کا پنجہ خدا کا پنجہ بن جاتا ہے۔ چاند اس کی انگلی سے دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

۔دنیا کے جھگڑوں میں ثالث بن جاتی ہے۔ دارا اور جمشید (ایران کے بادشاہ) اس کے حکم کے تابع ہو جاتے ہیں۔

۔میں تمھیں بو علی (قلندر) کی داستان سناتا ہوں۔ ہندوستان کی سرزمین میں اس کا نام مشہور ہے۔

۔اس قدیم باغ کے نغمے سنانے والے نے ہم سے گل رعنا (خوبصورت پھول) کی باتیں کہیں۔

۔اس کی سرزمین آتش نژاد جنت ہے۔ اس (بو علی قلندر) کے دامن کی ہوا سے جنت کی سرزمین بن گیا ہے۔

کوچک ابدالش سوی بازار رفت
از شرابِ بوعلی سرشار رفت

عاملِ آن شهری آمد سوار
همرکابِ او غلام و چوبدار

پیشرو زد بانگ ای نا هوشمند
بر جلوداران عامل ره مبند

رفت آن درویش سر افکنده پیش
غوطه زن اندر یم افکارِ خویش

چوبدار از جامِ استکبار مست
بر سرِ درویش چوبِ خود شکست

از ره عامل فقیر آزرده رفت
دلگران و ناخوش و افسرده رفت

در حضورِ بوعلی فریاد کرد
اشک از زندانِ چشم آزاد کرد

صورت برقی که بر کهسار ریخت
شیخ سیلِ آتش از گفتار ریخت

از رگِ جان آتشِ دیگر کشود
بادبیرِ خویش ارشادی نمود

خامه را برگیر و فرمانی نویس
از فقیری سوی سلطانی نویس

بنده ام را عاملت بر سر زده است
بر متاعِ جانِ خود اخگر زده است

بازگیر این عاملِ بد گوهری
ورنه بخشم ملک تو با دیگری

نامهٔ آن بندهٔ حق دستگاه
لرزه ها انداخت در اندامِ شاه

پیکرش سرمایهٔ آلام گشت
زرد مثلِ آفتابِ شام گشت

بهر عامل حلقهٔ زنجیر جست
از قلندر عفو این تقصیر جست

خسرو شیرین زبان رنگین بیان
نغمه هااش از ضمیر کن فکان

فطرتش روشن مثالِ ماهتاب
گشت از بهر سفارت انتخاب

چنگ را پیشِ قلندر چون نواخت
از نوائی شیشهٔ جانش گداخت

شوکتی کو پخته چون کهسار بود
قیمت یک نغمهٔ گفتار بود

۔اس (بو علی قلندر) کا ایک چھوٹا صوفی (مرید) بازار کی طرف گیا۔ وہ بو علی قلندر کی شراب سے سرشار ہو کر گیا۔

۔اس شہر کا حاکم سوار ہو کر آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ غلام اور لٹھ بردار بھی چل رہے تھے۔

۔آگے چلنے والے شخص نے آواز دی۔ اے نادان حاکم کے آگے چلنے والوں کا راستہ بند نہ کر۔

۔وہ درویش سر جھکا کر اپنے افکار کے سمندر میں غوطہ لگائے آگے چلتا رہا۔

۔لٹھ بردار نے تکبر کے جام سے مست ہو کر درویش کے سر پر اپنی لاٹھی توڑ دی۔

۔حاکم کے راستے سے درویش رنجیدہ چلا گیا۔ غمگین، ناخوش اور افسردہ چلا گیا۔

۔اس نے بو علی قلندر کے حضور فریاد کی۔ آنسو اپنی آنکھوں کی قید سے آزاد کیے (یعنی زار و قطار رویا)۔

۔پہاڑ پر گرنے والی بجلی کی طرح شیخ نے گفتگو سے آگ کا سیلاب بہایا۔ (یعنی ناراضگی کا اظہار کیا)۔

۔اس نے رگ جان سے ایک اور آگ نکالی۔ اپنے منشی کو حکم دیا۔

۔قلم اٹھا اور ایک فرمان لکھ۔ ایک فقیر کی طرف سے ایک بادشاہ کو لکھ۔

۔میرے خادم کو تیرے حاکم نے سر پر مارا ہے۔ اس نے اپنی جان کے سامان پر انگارا رکھ دیا ہے۔

۔اس بد فطرت عامل کو معزول کر دے ورنہ تیرا ملک کسی دوسرے کو بخش دوں گا۔

۔اس حق پرست بندے کے خط نے بادشاہ کے جسم پر کپکپی طاری کر دی۔

۔اس کے تن بدن میں رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔ اور وہ شام کے سورج کی طرح زرد ہو گیا۔

۔(بادشاہ نے) حاکم کو زنجیروں میں جکڑ دینے کا حکم دیا۔ بو علی قلندر سے اس غلطی کی معافی کا طلبگار ہوا۔

۔خسرو شیریں زباں اور رنگیں بیاں جس کے نغمے کائنات کے ضمیر کے آئینہ دار تھے۔

۔جس کی فطرت چاندنی کی طرح روشن تھی سفیر کے طور پر اس کا انتخاب کیا گیا۔

۔جب اس (امیر خسرو) نے بو علی قلندر کے سامنے چنگ (ساز) بجانا شروع کیا تو آواز سے اس (بو علی قلندر) کی جان کا شیشہ پگھلا۔

۔وہ شوکت جو پہاڑ کی طرح پختہ تھی اس کی قیمت گفتگو کا ایک نغمہ تھی۔ (یعنی ایک نغمے سے اس میں نرمی پیدا ہو گئی)۔

نیشتر بر قلبِ درویشان مزن
خویش را در آتش سوزان مزن

حکایت درین معنی که مسئله نفی خودی از مخترعات اقوام مغلوبهٔ بنی نوع انسان است که به این طریق مخفی اخلاق اقوام غالبه را ضعیف می سازند

آن شنیدستی که در عهدِ قدیم
گوسفندان در علف زاری مقیم

از وفور کاه نسل افزا بدند
فارغ از اندیشهٔ اعدا بدند

آخر از ناسازی تقدیر میش
گشت از تیر بلای سینه ریش

شیرها از بیشه سر بیرون زدند
بر علف زار بزان شبخون زدند

جذب و استیلا شعار قوّت است
فتح رازِ آشکارِ قوّت است

شیرِ نر کوسِ شهنشاهی نواخت
میش را از حریّت محروم ساخت

بسکه از شیران نیاید جز شکار
سرخ شد از خون میشِ آن مرغزار

گوسفندی زیرکی فهمیدهٔ
کهنه سالی گرگ باران دیدهٔ

تنگ دل از روزگارِ قوم خویش
از ستم های هزبران سینه ریش

شکوه ها از گردشِ تقدیر کرد
کار خود را محکم از تدبیر کرد

بهرِ حفظ خویش مردِ ناتوان
حیله ها جوید ز عقلِ کاروان

در غلامی ازپی دفعِ ضرر
قوّتِ تدبیر گردد تیزتر

پخته چون گردد جنون اِنتقام
فتنه اندیشی کند عقلِ غلام

گفت با خود عقدهٔ ما مشکل است
قلزمِ غمهای ما بی ساحل است

۔درویشوں کے دل پر نشتر نہ چلا۔ اپنے آپ کو جلا دینے والی آگ میں نہ ڈال۔

''حکایت اس بارے میں ہے کہ خودی کی نفی کا مسئلہ بنی نوع انسان کی مغلوبہ قوموں کی ایجاد ہے تاکہ وہ اس مخفی طریقے سے غالب قوموں کے اخلاق کو کمزور کریں۔''

۔کیا تو نے وہ سنا ہے کہ قدیم زمانے میں بھیڑ بکریاں ایک چراگاہ میں رہتی تھیں۔

۔سبزے کی فراوانی کی وجہ سے ان کی نسل بڑھ رہی تھی۔ وہ دشمن کی فکر سے آزاد تھیں۔

۔آخر تقدیر کی ناسازگاری کے باعث' مصیبت کے تیروں سے بھیڑ بکریوں کا سینہ زخمی ہو گیا۔

۔ شیروں نے جنگل سے سر باہر نکالا۔ انہوں نے بکریوں کی چراگاہ پر اچانک حملہ کر دیا۔

۔(کمزوروں کو) کھینچنا اور غلبہ پانا طاقت کا پیشہ ہے۔ فتح قوت کا آشکارہ راز ہے۔

۔شیروں نے (اپنی) شہنشاہی کی نوبت بجائی۔ بھیڑ بکریوں کو آزادی سے محروم کر دیا۔

۔شیروں سے شکار کے علاوہ کیا امید رکھی جا سکتی ہے۔ بھیڑ بکریوں کے خون سے وہ مرغزار (چراگاہ) سرخ ہو گئی۔

۔ایک بھیڑ بہت دانا اور سمجھدار تھی اس کی عمر زیادہ تھی اور اس نے زمانے کے سرد و گرم حالات دیکھ رکھے تھے۔ (یعنی وہ تجربہ کار تھی)۔

۔وہ اپنی قوم کے حالات سے دکھی تھی۔ شیروں کے ظلم سے اس کا سینہ زخمی تھا۔

۔اس نے تقدیر کی گردش کے شکوے کیے اور اپنے کام کو تدبیر سے پختہ کیا۔ (یعنی تدبیر سوچی)

۔کمزور آدمی اپنی حفاظت کے لیے کام کو سمجھنے والی عقل سے حیلے تلاش کرتا ہے۔

۔غلامی میں نقصان سے بچنے کے لیے تدبیر کی طاقت زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔

۔جب انتقام کا جنون پختہ ہو جاتا ہے۔ تو غلام کی عقل فتنوں کے بارے میں سوچتی ہے۔

۔اس (بکری) نے اپنے آپ سے کہا ہماری گرہ (مسئلہ) مشکل ہے۔ ہمارے غموں کے سمندر کا کوئی کنارہ نہیں۔

میش نتواند بزور از شیر رست سیم ساعدِ ما و او پولاد دست
نیست ممکن کز کمال وعظ و پند خوئی گرگی آفریند گوسفند
شیر نر را میش کردن ممکن است غافلش از خویش کردن ممکن است
صاحب آوازۂ الهام گشت واعظ شیران خون آشام گشت
نعره زد ای قومِ کذّاب اشر بی خبر از یومِ نحس مستمر
مایه دار از قوّتِ روحانیم بهر شیران مرسلِ یزدانیم
دیدۂ بی نور را نور آمدم صاحبِ دستور و مامور آمدم
توبه از اعمال نامحمود کن ای زیان اندیش فکرِ سود کن
هر که باشد تند و زور آور شقی است زندگی مستحکم از نفی خودی است
روحِ نیکان از علف یابد غذا تارک اللحم است مقبولِ خدا
تیزیِ دندان ترا رسوا کند دیدۂ ادراک را اعمی کند
جنّت از بهرِ ضعیفان است و بس قوّت از اسبابِ خسران است و بس
جستجوی عظمت و سطوت شر است تنگدستی از امارت خوشتر است
برق سوزان در کمین دانه نیست دانه گر خرمن شود فرزانه نیست
ذرّه شو، صحرا مشو گر عاقلی تا ز نور آفتابی برخوری
ای که می نازی بذبح گوسفند ذبح کن خود را که باشی ارجمند
زندگی را می کند ناپایدار جبر و قهر و انتقام و اقتدار
سبزه پامال است و روید باربار خوابِ مرگ از دیده شوید باربار
غافل از خود شو اگر فرزانه ئی گر زخود غافل نه ئی دیوانه ئی
چشم بند و گوش بند و لب به بند تا رسد فکرِ تو بر چرخ بلند

۔ مینڈھا طاقت کے ذریعے شیر سے نجات نہیں پاسکتا. ہماری کلائی چاندی کی ہے اور اس کا ہاتھ فولاد کا.
۔ یہ ممکن نہیں کہ وعظ و نصیحت کے کمال پر بھیڑ کسی بھیڑیے کی خصلت پا جائے.
۔ شیر کو مینڈھا بنانا ممکن ہے. اسے اپنے آپ سے غافل کرنا ممکن ہے.
۔ وہ (بکری) الہام کا دعویٰ کرنے والی بن گئی اور خون پینے والے شیروں کے لیے وعظ کرنے والی بن گئی.
۔ اس نے نعرہ لگایا اے جھوٹی اور خود پسند قوم. تم سخت منحوس دن سے غافل ہو.
۔ میں روحانی طاقت سے مالا مال ہوں. مجھے خدا نے شیروں کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے.
۔ میں بے نور آنکھوں کے لیے نور بن کر آئی ہوں. میں دستور لے کر آئی ہوں اور مجھے ذمہ داری سونپی گئی ہے.
۔ اپنے ناشایستہ کاموں سے توبہ کرلو. اپنے نقصان کی سوچ رکھنے والو فائدے کے بارے میں سوچو.
۔ جو کوئی طاقتور اور غضبناک ہے وہ بدبخت ہے. خودی کی نفی کرنے سے زندگی استوار ہوتی ہے.
۔ نیکوں کی روح گھاس پات سے غذا حاصل کرتی ہے. گوشت کو ترک کردینے والا ہی خدا کے نزدیک مقبول ہے.
۔ دانتوں کی تیزی تمہیں رسوا کرتی ہے. عقل کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے.
۔ جنت صرف کمزوروں کے لیے ہے. طاقت صرف خسارے کے سامان میں سے ہے.
۔ عظمت اور سطوت کی جستجو شر ہے. غربت دولتمندی سے بہتر ہے.
۔ جلا دینے والی بجلی دانے کی گھات میں نہیں ہے. دانہ اگر انبار کی شکل اختیار کرلے تو عقلمند نہیں. (کیونکہ انبار کو بجلی سے خطرہ لاحق ہوتا ہے).
۔ اگر تو عقلمند ہے تو ذرہ بن، صحرا نہ بن تاکہ سورج کی روشنی سے فیض حاصل کرسکے.
۔ اے بھیڑ بکریوں کو ذبح کرنے پر فخر کرنے والو، اپنے آپ کو ذبح کرو تاکہ بلند درجہ پاسکو.
۔ جبر، غصہ، انتقام اور اقتدار زندگی کو ناپائیدار بنا دیتے ہیں.
۔ سبزہ پامال ہوتا ہے اور بار بار اگتا ہے. موت کی نیند آنکھوں سے بار بار دھوتا ہے.
۔ اگر تم عقلمند ہو تو اپنے آپ سے غافل ہو جاؤ. اگر تم اپنے آپ سے غافل نہیں ہو تو دیوانے ہو.
۔ آنکھیں، کان اور ہونٹ بند کرلو تاکہ تمہاری فکر آسمان تک پہنچ جائے.

این علف زارِ جهان هیچ است هیچ — تو برین موهوم ای نادان مپیچ
خیلِ شیر از سخت کوشی خسته بود — دل بذوقِ تن پرستی بسته بود
آمدش این پند خواب آور پسند — خورد از خامی فسون گوسفند
آنکه کردی گوسفندان را شکار — کرد دینِ گوسفندی اختیار
با پلنگان سازگار آمد علف — گشت آخر گوهر شیری خزف
از علف آن تیزی دندان نماند — هیبتِ چشمِ شرار افشان نماند
دل بتدریج از میان سینه رفت — جوهر آئینه از آئینه رفت
آن جنونِ کوششِ کامل نماند — آن تقاضای عمل در دل نماند
اقتدار و عزم و استقلال رفت — اعتبار و عزّت و اقبال رفت
پنجه های آهنین بی زور شد — مرده شد دلها و تنها گور شد
زورتن کاهید و خوفِ جان فزود — خوف جان سرمایه ی همّت ربود
صد مرض پیدا شد ازبی همّتی — کوته دستی، بیدلی، دون فطرتی

شیر بیدار از فسونِ میش خفت
انحطاطِ خویش را تهذیب گفت

در معنی اینکه افلاطون یونانی که تصوّف و ادبیات اقوام اسلامیّه از افکار او اثرِ عظیم پذیرفته بر مسلک گوسفندی رفته است واز تخیّلات او احتراز واجب است

راهب دیرینه افلاطون حکیم — از گروه گوسفندانِ قدیم
رخشِ او در ظلمت معقول گم — در کهستانِ وجود افکنده سم

۔دنیا کی یہ چراگاہ کچھ بھی نہیں کچھ بھی نہیں. اے نادان تم اس بے حقیقت چیز کے پیچھے مت جاؤ.

۔شیروں کا گروہ سخت محنت سے تھک چکا تھا. اس نے اپنا دل تن پرستی کے ذوق کی طرف لگا رکھا تھا.

۔انہیں یہ خواب آور نصیحت پسند آئی. اپنی ناپختگی کے باعث وہ بکری کے جادو میں آگئے.

۔ وہ جو بھیڑ بکریوں کا شکار کیا کرتے تھے انھوں نے بھیڑ بکریوں کا مسلک اختیار کر لیا.

۔ چیتوں (یہاں مراد شیر ہیں) کو گھاس راس آئی. آخر کار شیری کے (تمام) جوہر ان میں ختم ہو گئے.

۔گھاس سے دانتوں میں وہ تیزی نہ رہی. شرارے برسانے والی آنکھوں میں ہیبت باقی نہ رہی.

۔دل آہستہ آہستہ سینوں سے جاتے رہے. آئینے کا جوہر آئینے سے جاتا رہا.

۔کوشش کا وہ جنون مکمل نہ رہا. دل میں عمل کا وہ جذبہ باقی نہ رہا.

۔اقتدار، عزم اور استقلال جاتے رہے. اعتبار، عزت اور اقبال جاتے رہے.

۔آہنی پنجے بے زور ہو گئے. دل مر گئے اور تن قبر بن گئے.

۔ جسم کی طاقت کم ہوئی اور جان کا خوف بڑھ گیا. جان کے خوف نے ہمت کا سرمایہ چھین لیا.

۔بے ہمتی کی وجہ سے سینکڑوں بیماریاں پیدا ہو گئیں. (مثلاً) کم ہمتی، بے دلی اور پست فطرتی.

۔ بیدار شیر بکری کے جادو سے سو گئے اپنے زوال کو تہذیب کا نام دیا.

"اس بارے میں کہ یونانی افلاطون جس کے افکار سے مسلمان قوموں کے تصوف اور ادبیات نے بہت زیادہ اثر قبول کیا بھیڑ بکریوں کے مسلک پر گیا ہے اور اس کے افکار سے گریز کرنا واجب ہے."

حکیم افلاطون قدیم زمانے کا راہب قدیم زمانے کی بھیڑوں کے گروہ سے تھا.

۔اس کا گھوڑا منطق (عقل) کے اندھیرے میں گم ہو گیا. وجود کے کوہستان میں چلنے سے عاجز رہ گیا.

آنچنان افسونِ نامحسوس خورد
اعتبار از دست و چشم و گوش برد

گفت سرِّ زندگی در مردن است
شمع را صد جلوه از افسردن است

بر تخیّلهای ما فرمان رواست
جامِ او خواب آور و گیتی رباست

گوسفندی در لباسِ آدم است
حکمِ او بر جانِ صوفی محکم است

عقل خود را بر سر گردون رساند
عالمِ اسباب را افسانه خواند

کار او تحلیلِ اجزای حیات
قطع شاخ سرو رعنای حیات

فکر افلاطون زیان را سود گفت
حکمتِ او بود را نابود گفت

فطرتش خوابید و خوابی آفرید
چشمِ هوشِ او سرابی آفرید

بسکه از ذوقِ عمل محروم بود
جان او وارفتهٔ معدوم بود

منکرِ هنگامهٔ موجود گشت
خالقِ اعیان نامشهود گشت

زنده جان را عالم امکان خوش است
مرده دل را عالم اعیان خوش است

آهوش بی بهره از لطفِ خرام
لذّت رفتار بر کبکش حرام

شبنمش از طاقتِ رم بی نصیب
طائرش را سینه از دم بی نصیب

ذوق روئیدن ندارد دانه اش
از طپیدن بی خبر پروانه اش

راهبِ ما چاره غیر از رم نداشت
طاقتِ غوغای این عالم نداشت

دل بسوزِ شعلهٔ افسرده بست
نقشِ آن دنیای افیون خورده بست

از نشیمن سوی گردون پر گشود
باز سوی آشیان نامد فرود

در خمِ گردون خیالِ او گم است
من ندانم درد یا خشت خم است

قومها از سکر او مسموم گشت
خفت واز ذوقِ عمل محروم گشت

۔اس پر نامحسوس چیزوں کا جادو ایسا چلا کہ وہ ہاتھ، آنکھ اور کان کا اعتبار کھو بیٹھا.

۔اس نے کہا زندگی کا راز مر جانے میں ہے. شمع کے سینکڑوں جلوے اس کے بجھنے میں ہیں.

۔وہ ہمارے خیالات پر حاکم ہے. اس کا جام خواب آور اور دنیا کو چھین لے جانے والا ہے.

۔وہ آدمی کے لباس میں ایک بھیڑ ہے. اس کا حکم صوفی کی جان پر گرفت رکھتا ہے.

۔اس نے اپنی عقل کو آسمان تک پہنچایا. عالم اسباب (دنیا) کو افسانہ قرار دیا.

۔اس کا کام زندگی کے اجزاء کو مٹانا اور زندگی کے خوبصورت سرو کی شاخ کاٹنا ہے.

۔افلاطون کی فکر نے نقصان کو فائدہ کہا. اس کی حکمت نے موجود کو ناموجود کہا.

۔اس کی فطرت سوگئی اور ایک خواب پیدا کیا. اس کے ہوش کی آنکھ نے ایک سراب بنایا.

۔وہ اس قدر زیادہ عمل کے ذوق سے محروم تھا کہ اس کی جان معدوم پر مرمٹی تھی.

۔وہ موجود (موجودات عالم) کے ہنگامے کا منکر ہو گیا. وہ غیر واضح اعیان (صور عملیہ) کا خالق بن گیا.

۔زندہ جان کو دنیا اچھی لگتی ہے. مردہ دل کو عالم اعیان (خیالی دنیا) اچھا لگتا ہے.

۔اس کا ہرن خرام کے لطف سے بے بہرہ ہے. اس کے چکور پر رفتار کی لذت حرام ہے.

۔اس کی شبنم پرواز کی طاقت سے محروم ہے. اس کے پرندے کا سینہ دم (نغمہ آرائی) سے محروم ہے.

۔اس کے دانے میں اگنے کا ذوق نہیں ہے. اس کا پروانہ تڑپ سے بے خبر ہے.

۔ہمارے راہب کے پاس گریز کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا. اس میں اس دنیا کے ہاو ہو کی طاقت نہ تھی.

۔اس نے اپنے دل کو ایک بجھے ہوئے شعلے کے سوز سے وابستہ کر لیا اور اس دنیا کا خاکہ بنایا جو افیون خوردہ تھی.

۔اس نے نشیمن سے آسمان کی طرف پر کھولے. وہ پھر آشیانے میں واپس نہ آیا.

۔اس کا خیال آسمان کے خم میں گم ہے. میں نہیں جانتا کہ وہ تلچھٹ ہے یا خم (شراب کا مٹکا) کی اینٹ ہے.

۔قومیں اس کے نشے سے مسموم (زہر خوردہ) ہو گئیں. سو گئیں اور عمل کے ذوق سے محروم ہو گئیں.

در حقیقت شعر و اصلاح ادبیات اسلامیه

گرم خون انسان ز داغِ آرزو
آتشِ این خاک از چراغِ آرزو

از تمنّا می بجام آمد حیات
گرم خیز و تیز گام آمد حیات

زندگی مضمونِ تسخیر است و بس
آرزو افسونِ تسخیر است و بس

زندگی صید افگن و دام آرزو
حسن را از عشق پیغامِ آرزو

از چه رو خیزد تمنّا دمبدم
این نوای زندگی را زیر و بم

هرچه باشد خوب و زیبا و جمیل
در بیابان طلب ما را دلیل

نقشِ او محکم نشیند در دلت
آرزوها آفریند در دلت

حسن خلّاق بهار آرزوست
جلوه اش پروردگارِ آرزوست

سینهٔ شاعر تجلّی زار حسن
خیزد از سینا ی او انوارِ حسن

از نگاهش خوب گردد خوب تر
فطرت از افسونِ او محبوب تر

از دمش بلبل نوا آموخت است
غازه اش رخسارِ گل افروخت است

سوزِ او اندر دلِ پروانه ها
عشق را رنگین از و افسانه ها

بحر و بر پوشیده در آب و گلش
صد جهان تازه مضمر در دلش

در دماغش نادمیده لاله ها
ناشنیده نغمه ها هم ناله ها

فکر او با ماه و انجم هم نشین
زشت را ناآشنا، خوب آفرین

خضر و در ظلماتِ او آب حیات
زنده تر از آب چشمش کائنات

ما گران سیریم وخام و ساده ایم
در ره منزل ز پا افتاده ایم

''شعر کی حقیقت اور ادبیات اسلامیہ کی اصلاح کے بارے میں''

۔انسان کا خون آرزو کے داغ سے گرم ہوتا ہے. اس مٹی کی آگ آرزو کے چراغ سے ہے.

۔تمنا (آرزو) کی بدولت زندگی کے جام میں شراب آئی. زندگی میں جوش اور تیز رفتاری آئی.

۔زندگی کا مقصد تسخیر ہے اور بس. آرزو تسخیر کا جادو ہے اور بس.

۔زندگی شکار کھیلنے والی اور آرزو اس کا جال ہے. حسن کو عشق سے آرزو کا پیغام ملتا ہے.

۔آرزو لحہ بہ لحہ کیوں ابھرتی ہے. یہ زندگی کے نغمے کی زیرو بم ہے.

۔جو چیز اچھی، خوبصورت اور حسین ہو وہ طلب کے صحرا میں ہمارے لیے (دوڑنے کی) دلیل ہے.

۔اس کا نقش تیرے دل میں مضبوطی سے بیٹھ جاتا ہے. تیرے دل میں آرزوئیں پیدا کرتا ہے.

۔حسن آرزو کی بہار کا خالق ہے. اس کا جلوہ آرزو کو پیدا کرنے والا ہے.

۔شاعر کا سینہ حسن کی تجلی گاہ ہے. اس کے سینا (پہاڑ) سے حسن کی روشنی پھوٹتی ہے.

۔اس کی نگاہ سے اچھی اور زیادہ اچھی ہو جاتی ہے. فطرت اس کے جادو سے اور زیادہ محبوب ہو جاتی ہے.

۔اس کے دم سے بلبل نغمے سیکھتی ہے. اس کے سرخاب سے پھول کے رخسار روشن ہیں.

۔اس کا سوز پروانوں کے دل میں ہے. عشق کے افسانے اسی (شاعر) سے رنگین ہوتے ہیں.

۔اس کے آب و گل میں بحر و بر (سمندر اور خشکی) مخفی ہیں. اس کے دل میں سینکڑوں نئے جہاں پوشیدہ ہیں.

۔اس کے دماغ میں لالہ کے ایسے پھول ہیں جو ابھی زمین سے باہر نہیں نکلے ان سنے نغمے اور نالے بھی ہیں.

۔اس کی سوچ (بلندی میں) چاند اور ستاروں کے برابر ہے. وہ بری چیز سے نا آشنا ہے اور اچھی چیز بنانے والا ہے.

۔وہ خضر ہے اس کی تاریکی میں آب حیات ہے. اس کی آنکھوں کے پانی (آنسوؤں) سے کائنات زیادہ زندہ ہو جاتی ہے.

۔ہم چلنے میں سست ہیں ناپختہ اور سادہ ہیں. منزل کے راستے میں گرے ہوئے ہیں.

عندلیب او نوا پرداخت است — حیلهٔ از بہر ما انداخت است
تا کشد ما را بفردوسِ حیات — حلقهٔ کامل شود قوسِ حیات
کاروانہا از درایش گام زن — درپی آواز نالیش گام زن
چون نسیمش در ریاضِ ما وزد — نرمک اندر لاله و گل می خزد
از فریب او خود افزا زندگی — خود حساب و ناشکیبا زندگی

اهلِ عالم را صلا بر خوان کند
آتشِ خود را چو باد ارزان کند

وای قومی کز اجل گیرد برات — شاعرش وابوسد از ذوقِ حیات
خوش نماید زشت را آئینه اش — در جگر صد نشتر از نوشینه اش
بوسهٔ او تازگی از گل برد — ذوقِ پرواز از دلِ بلبل برد
ست اعصاب تو از افیونِ او — زندگانی قیمتِ مضمونِ او
می رباید ذوقِ رعنائی زسرو — جرهٔ شاهین ازدم سردش تذرو
ماهی و از سینه تا سر آدم است — چون نبات آشیان اندر یم است
از نوا بر ناخدا افسون زند — کشتیش در قعرِ دریا افگند
نغمه هایش ازدلت دزدد ثبات — مرگ را از سحرِ او دانی حیات
وایهٔ هستی ز جان تو برد — لعلِ عنابی ز کانِ تو برد
چون زیان پیرایه بندد سود را — می کند مذموم هر محمود را
در یم اندیشه اندازد ترا — از عمل بیگانه می سازد ترا
خسته و ما از کلامش خسته تر — انجمن از دور جامش خسته تر
جوی برقی نیست در نیسانِ او — یک سرابِ رنگ و بوبستانِ او

۔اس کی بلبل نغمے الاپنے والی ہے. اس نے ہمارے لیے تدبیریں اختیار کی ہیں.
۔تاکہ ہمیں زندگی کی جنت تک کھینچ کرلے جائے اور زندگی کی قوس کا دائرہ پورا ہو جائے.
۔قافلے اس کی جرس سے چلتے ہیں اس کی بانسری کی آواز کے پیچھے قدم اٹھاتے ہیں.
۔جب اس کی نسیم ہمارے باغ میں چلتی ہے تو آہستہ آہستہ لالہ اور پھول نکلتے ہیں.
۔اس کے جادو سے زندگی کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے. زندگی خود اپنا حساب کرتی ہے اور بیتاب ہو جاتی ہے.
۔وہ اہل عالم (دنیا والوں) کو دستر خوان پر آواز دیتا ہے اور اپنی آگ کو ہوا کی طرح سستا (عام) کر دیتا ہے.
۔افسوس اس قوم پر جو موت سے حصہ لیتی ہے. اس کا شاعر زندگی کے ذوق سے روگردان ہو جاتا ہے.
۔اس کا آئینہ برائی کو اچھائی ظاہر کرتا ہے. اس کے مٹھاس سے جگر میں سینکڑوں نشتر اترتے ہیں.
۔اس کا چومنا پھول سے اس کی تازگی چھین لیتا ہے. اور بلبل کے دل سے پرواز کا ذوق نکال دیتا ہے.
۔اس کی افیون سے تیرے اعصاب ست ہیں. اس کے مضمون کی قیمت زندگانی ہے.
۔وہ (شاعری) سرو سے رعنائی کا ذوق چھین لیتی ہے. شکاری شاہین اس کی ٹھنڈی سانس سے چکور بن جاتا ہے.
۔وہ مچھلی ہے اور سر سے سینے تک انسان ہے ان پریوں کی طرح جن کا مسکن سمندر میں ہے. (وہ جل پری ہے.)
۔اپنے نغموں سے ملاحوں پر جادو کرتی ہے. ان کے بحری جہازوں کو سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتی ہے.
۔اس کے نغمے تیرے دل سے استقامت چرا لیتے ہیں. تو اس کے جادو سے موت کو زندگی سمجھتا ہے.
۔تیری جان سے زندگی کی خواہش لے جاتا ہے. تیری کان سے عنابی لعل (قیمتی لعل) لے جاتا ہے.
۔جب نقصان فائدے کا لباس زیب تن کر لیتا ہے تو ہر اچھائی کو برائی بنا دیتا ہے.
۔تجھے وسوسوں کے سمندر میں گرا دیتا ہے. تجھے عمل سے بیگانہ بنا دیتا ہے.
۔وہ (شاعر) تھکا ہوا ہے اور ہم اس کے کلام سے زیادہ تھکے ہوئے ہیں: انجمن اس کے جام کے دور سے زیادہ تھکی ہوئی ہے.
۔اس کے بادل میں بجلی کی نہر نہیں. اس کا باغ رنگ و بو کا ایک سراب ہے.

حسن او را با صداقت کار نیست　　در تمش جز گوهرِ تف دار نیست
خواب را خوشتر ز بیداری شمرد　　آتش ما از نفسهایش فسرد
قلب مسموم از سرودِ بلبلش　　خفته ماری زیرِ انبارِ گلش

از خم و میناو جامش الحذر
از می آئینه فامش الحذر

ای ز پا افتادهٔ صهبای او　　صبح تو از مشرق مینای او
ای دلت از نغمه هایش سردجوش　　زهرِ قاتل خوردهٔ از راهِ گوش
ای دلیلِ انحطاط اندازِ تو　　از نوا افتاد تارِ سازِ تو
آن چنان زار از تن آسانی شدی　　در جهان ننگِ مسلمانی شدی
از رگِ گل میتوان بستن ترا　　از نسیمی میتوان خستن ترا
عشق رسوا گشته از فریادِ تو　　زشت رو تمثالش از بهزادِ تو
زرد از آزارِ تو رخسارِ او　　سردی تو برده سوز از نارِ او
خسته جان از خسته جانیهای تو　　ناتوان از ناتوانیهای تو
گریهٔ طفلانه در پیمانه اش　　کلفت آهی متاع خانه اش
سرخوش از دریوزهٔ میخانه ها　　جلوه دزد روزن کاشانه ها
ناخوشی افسردهٔ آزردهٔ　　از لگد کوب نگهبان مردهٔ
از غمان مانند نی کاهیدهٔ　　وز فلک صد شکوه بر لب چیدهٔ
لابه و کین جوهر آئینه اش　　ناتوانی همدم دیرینه اش
پست بخت و زیر دست و دون نهاد　　ناسزا و ناامید و نامراد

۔اس کے حسن کا صداقت سے کوئی واسطہ نہیں اس کے سمندر میں عیب سے خالی کوئی موتی نہیں.
۔اس نے سونے کو بیداری سے بہتر جانا. ہماری آگ اس کے سانسوں سے بجھ گئی.
۔دل اس کی بلبل کے نغمے سے زہر آلود ہو گیا. اس کے پھولوں کے انبار کے نیچے ایک سانپ سویا ہوا ہے.
۔اس کی صراحی، پیالے اور جام سے دور رہو. اس کی آئینے جیسی شفاف شراب سے دور رہو.
۔اے اس کی شراب پی کر گرنے والے، تیری صبح اس کے آسمان کے مشرق سے ہے.
۔ اے وہ (قوم) کہ تیرا دل اس کے نغموں سے بے جوش ہو گیا ہے تو نے کان کے راستے زہر قاتل پیا ہے.
۔اے وہ (قوم) کہ پستی کی دلیل تیرا انداز ہے. تیرے ساز کی تار آواز سے محروم ہو گئی ہے.
۔ تو جسمانی آسایش کی وجہ سے اس قدر تباہ ہو گئی ہے کہ دنیا میں مسلمانی کے لیے ننگ (شرم) کا باعث بن گئی ہے.
۔پھول کی رگ سے تجھے باندھا جاسکتا ہے. نسیم کے ایک جھونکے سے تجھے زخمی کیا جا سکتا ہے.
۔ تیری فریاد سے عشق رسوا ہو گیا ہے. تیرے بہزاد کے ہاتھوں اس کی تصویر بد صورت بنی ہے.
۔ تیرے دکھ سے اس کے رخسار زرد ہیں. تیری سردی نے اس کی آگ کی جلن ختم کر دی ہے.
۔وہ تیری خستہ جانی کی وجہ سے خستہ جان ہے. تیری کمزوریوں کی وجہ سے وہ بھی کمزور ہو گیا ہے.
۔اس کے پیانے میں بچوں کی طرح رونا ہے. اس کے گھر کی پونجی خادمہ کی ایک آہ ہے. (یعنی اس کا پیمانہ اور گھر خالی ہے.)
۔وہ میخانوں سے بھیک مانگنے پر ہی خوش ہے. وہ گھروں کے روشندانوں سے جلوے چرانے والا ہے.
۔تو ناخوش ہے افسردہ ہے اور غمگین ہے. تو پاسبان کی لاتیں لگنے سے مر گیا ہے.
۔ غموں کی وجہ سے سرکنڈے کی طرح سوکھ گیا ہے اور تو نے ہونٹوں پر آسمان کے سینکڑوں شکوے سجا رکھے ہیں.
۔اس کے آئینے کا جوہر التجا اور دشمنی ہے. کمزوری اس کی قدیم ساتھی ہے.
۔وہ بد قسمت، ماتحت اور پست فطرت ہے. وہ نالائق، ناامید اور نامراد ہے.

شیونش از جان تو سرمایه برد
لطفِ خواب از دیدهٔ همسایه برد

وای بر عشقی که نارِ او فسرد
در حرم زائید و در بتخانه مرد

ای میان کیسه ات نقد سخن
بر عیار زندگی او را بزن

فکر روشن بین عمل را رهبر است
چون درخشِ برق پیش از تندر است

فکرِ صالح در ادب می بایدت
رجعتی سوی عرب می بایدت

دل به سلمای عرب باید سپرد
تا دمد صبحِ حجاز از شام کرد

از چمن زارِ عجم گل چیدهٔ
نوبهارِ هند و ایران دیدهٔ

اندکی از گرمی صحرا بخور
بادهٔ دیرینه از خرما بخور

سر یکی اندر برِ گرمش بده
تن دمی با صرصرِ گرمش بده

مدّتی غلطیده ئی اندر حریر
خو به کرپاسِ درشتی هم بگیر

قرنها بر لاله پا کوبیده ئی
عارض از شبنم چو گل شوئیده ئی

خویش را بر ریگِ سوزان هم بزن
غوطه اندر چشمهٔ زمزم بزن

مثل بلبل ذوقِ شیون تا کجا
در چمن زاران نشیمن تا کجا

ای هما از یمن دامت ارجمند
آشیانی ساز بر کوهِ بلند

آشیانی برق و تندر در بری
از کنام جرّه بازان برتری

تا شوی در خوردِ پیکارِ حیات
جسم و جانت سوزد از نارِ حیات

۔اس کی آہ و فغاں تیری جان سے سرمایہ نکال کر لے گئی. ہمسائے کی آنکھوں سے نیند کی لذت لے گئی.

۔افسوس اس عشق پر کہ جس کی آگ بجھ گئی. وہ حرم میں پیدا ہوا اور بتخانے میں مر گیا.

۔اے شخص (شاعر) تیری جیب میں متاع موجود ہے تو اسے زندگی کی کسوٹی پر لگا.

۔روشن سوچ عمل کے لیے رہنما ہے. وہ گرج سے پہلے چمکنے والی بجلی کی چمک کی طرح ہے.

۔تجھے ادبیات میں نیک سوچ رکھنی چاہیے اور تجھے عرب کی طرف رجوع کرنا چاہیے.

۔دل کو عرب کی محبوبہ کے حوالے کرنا چاہیے تاکہ کرد کی شام سے حجاز کی صبح نمودار ہو.

۔تو نے عجم کے باغ سے پھول چنا ہے. تو نے ہندوستان اور ایران کی نوبہار دیکھی ہے.

۔تھوڑی سی صحرا کی گرمی برداشت کر. کھجور سے بنی قدیم شراب پی.

۔تو اپنا سر اس (صحرا) کی گرم بغل میں دے اور اپنے جسم کو کچھ دیر کے لیے اس کی گرم ہوا کے حوالے کر.

۔تو ایک مدت تک ریشم کے اندر لوٹتا رہا ہے. اب موٹے ٹاٹ کی بھی عادت کر.

۔تو نے صدیوں تک لالہ کے پھولوں پر پاؤں مارے ہیں اور پھول کی طرح شبنم سے رخسار دھوئے ہیں.

۔اپنے آپ کو جھلسا دینے والی ریت پر بھی چلا. زمزم کے چشمے میں غوطہ لگا.

۔تو بلبل کی طرح کب تک آہ و زاری کرے گا. اور باغوں میں کب تک گھونسلے بنائے گا.

۔اے (شاعر) ہما کو تیرے دام کی بدولت قدر و منزلت حاصل ہے. تو اپنا گھونسلا بلند پہاڑ پر بنا.

۔ایسا گھونسلا کہ جس میں تو بجلی اور گرج سمو لے. جو جنگلی بازوں کے جنگل (رہنے کی جگہ) سے بھی برتر ہو.

۔تاکہ تو زندگی کی جنگ کے لائق ہو سکے اور تیرے جسم و جان زندگی کی آگ سے جلیں.

در بیان این که تربیت خودی را سه مراحل است مرحلهٔ اوّل را اطاعت و مرحلهٔ دوم را ضبط نفس و مرحلهٔ سوم را نیابت الٰهی نامیده اند

مرحلهٔ اوّل اطاعت

خدمت و محنت شعار اشتر است صبر و استقلال کار اشتر است
گام او در راه کم غوغاستی کاروان را زورقِ صحراستی
نقش پایش قسمت هر بیشهٔ کم خور و کم خواب و محنت پیشهٔ
مست زیرِ بارِ محمل می رود پای کوبان سوی منزل می رود
سرخوش از کیفیتِ رفتارِ خویش در سفر صابر تر از اسوارِ خویش
تو هم از بارِ فرائض سر متاب برخوری از عنده حسن المآب
در اطاعت کوش ای غفلت شعار می شود از جبر پیدا اختیار
ناکس از فرمان پذیری کس شود آتش ار باشد ز طغیان خس شود
هر که تسخیر مه و پروین کند خویش را زنجیری آئین کند
باد را زندانِ گل خوشبو کند قید بو را نافهٔ آهو کند
می زند اختر سوی منزل قدم پیشِ آئینی سرِ تسلیم خم
سبزه بر دین نمو روئیده است پایمال از ترکِ آن گردیده است
لاله پیهم سوختن قانونِ او برجهد اندر رگِ او خونِ او
قطره ها دریاست از آئینِ وصل ذرّه ها صحراست از آئینِ وصل
باطن هر شی ز آئینی قوی تو چرا غافل ازین سامان روی
باز ای آزاد دستورِ قدیم زینت پا کن همان زنجیرِ سیم

"اس بارے میں کہ خودی کی تربیت کے تین مرحلے ہیں. پہلے مرحلہ کو اطاعت دوسرے مرحلہ کو ضبط نفس اور تیسرے مرحلہ کو نیابت الٰہی کہتے ہیں"

۔"پہلا مرحلہ اطاعت"

۔خدمت اور محنت اونٹ کا شیوہ ہے. صبر اور استقلال اونٹ کا کام ہے.

۔اس کے قدم راستے میں کم شور دیتے ہیں. کارواں کے لیے صحرا کی کشتی ہے.

۔اس کے پاؤں کے نقوش ہر صحرا کی قسمت میں ہیں. وہ کم کھانے والا، کم سونے والا اور محنت کرنے والا ہے.

۔وہ کجاوے کے بوجھ تلے مست چلتا ہے. قدم بڑھاتا ہوا منزل کی طرف چلتا ہے.

۔وہ اپنی رفتار کی کیفیت سے خوش ہے اور سفر میں اپنے سوار سے بھی زیادہ صابر ہے.

۔تو بھی فرائض کے بوجھ سے منہ نہ موڑ. تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھا مقام پاسکے.

۔اے غفلت کے عادی (شخص) اطاعت کی کوشش کر. جبر سے اختیار پیدا ہوتا ہے.

۔نکما آدمی حکم ماننے سے اچھا انسان بن جاتا ہے. اگر وہ (شخص) آگ ہو تو سرکشی کی بنیاد پر اس کی حیثیت تنکے کی سی ہو جاتی ہے.

۔جو کوئی چاند اور ستاروں کو مسخر کرتا ہے وہ اپنے آپ کو کسی آئین کی زنجیر میں جکڑتا ہے (اپنے آپ کو کسی آئین کا پابند بناتا ہے.)

۔ہوا پھول کی قید میں خوشبو پالیتی ہے. قید ہی بو کو ہرن کے نافے میں بدل دیتی ہے.

۔ستارے منزل کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اور ایک آئین کے سامنے اپنا سر تسلیم خم رکھتے ہیں.

۔سبزہ بھی روئیدگی (اگنے) کے قائدے پر اگا ہے. اسی (قائدے) کے ترک کرنے سے روندا گیا ہے.

۔مسلسل جلنا (سرخ رہنا) لالہ کا قانون ہے. اس کی رگوں میں اس کا خون اچھلتا ہے.

۔ملاپ کے آئین کی رو سے قطرے سمندر ہیں اور ذرے صحرا ہیں.

۔ہر شے کا باطن کسی آئین سے طاقتور ہے. تو کیوں اس سامان سے غافل ہے.

۔اے پرانے دستور سے آزاد شخص اسی چاند کی زنجیر کو ایک بار پھر اپنے پاؤں کی زینت بنالے.

شکوه سنج سختی آئین مشو
از حدودِ مصطفیٰ بیرون مرو

مرحلۂ دوم ضبطِ نفس

نفسِ تو مثلِ شتر خود پرور است
خود پرست و خود سوار و خود سر است

مرد شو آور زمام او بکف
تا شوی گوهر اگر باشی خزف

هر که بر خود نیست فرمانش روان
می شود فرمان پذیر از دیگران

طرحِ تعمیر تو از گل ریختند
با محبت خوف را آمیختند

خوفِ دنیا خوفِ عقبیٰ خوفِ جان
خوفِ آلامِ زمین و آسمان

حبِّ مال و دولت و حبِّ وطن
حبِّ خویش و اقربا و حبِّ زن

امتزاجِ ما و طین تن پرور است
کشتۂ فحشا هلاکِ منکر است

تا عصائی لاالٰه داری بدست
هر طلسم خوف را خواهی شکست

هر که حق باشد چو جان اندر تنش
خم نگردد پیشِ باطل گردنش

خوف را در سینۂ او راه نیست
خاطرش مرعوب غیر الله نیست

هر که در اقلیمِ لا آباد شد
فارغ از بندِ زن و اولاد شد

می کند از ما سوی قطعِ نظر
می نهد ساطور بر حلقِ پسر

با یکی مثلِ هجوم لشکر است
جان بچشم او زباد ارزان تر است

لاالٰه باشد صدف گوهر نماز
قلب مسلم را حجِ اصغر نماز

در کفِ مسلم مثالِ خنجر است
قاتل فحشا و بغی و منکر است

روزه بر جوع و عطش شبخون زند
خیبر تن پروری را بشکند

۔آئین کی سختی کا شکوہ کرنے والا نہ بن. حضرت محمد مصطفیٰ کی حدود سے باہر مت جا.

''دوسرا مرحلہ ضبط نفس''

۔تیرا نفس اونٹ کی طرح خود کو پالنے والا ہے. وہ خود پرست 'خود سوار اور سرکش ہے.

۔مرد بن اور اس کی مہار اپنی ہتھیلی میں تھام. تاکہ اگر تو ٹھیکری ہے تو موتی بن جائے.

۔جس کسی کا اپنے اوپر حکم نہیں چلتا وہ دوسروں کا حکم ماننے والا بن جاتا ہے.

۔تیری تعمیر کا نقشہ مٹی سے بنایا گیا ہے. محبت کے ساتھ خوف کی آمیزش کی گئی ہے.

۔دنیا کا خوف' آخرت کا خوف' جان کا خوف' زمین و آسمان کی آفتوں کا خوف.

۔مال و دولت کی محبت اور وطن کی محبت عزیز و اقارب کی محبت اور عورت کی محبت.

۔پانی اور مٹی کی آمیزش (یعنی انسان) تن پرور ہے. وہ برائیوں اور بدکاریوں کا شکار ہے.

۔جب تک لا الہ کا عصا تیرے ہاتھ میں ہے تو خوف کے ہر طلسم کو توڑ ڈالے گا.

۔جس کے تن میں حق جان کی طرح ہو اس کی گردن باطل کے سامنے نہیں جھکتی.

۔اس کے سینے میں خوف راستہ نہیں پاتا. اللہ کے سوا اس کا دل کسی چیز سے خوفزدہ نہیں ہوتا.

۔جو کوئی توحید کی سرزمین میں آباد ہو گیا. وہ بیوی بچوں کی بندش سے آزاد ہو گیا.

۔وہ خدا کے سوا ہر طرف سے آنکھیں بند کر لیتا ہے. (حضرت ابراہیم کی طرح) اپنے بیٹے کے حلق پر چھری رکھ دیتا ہے.

۔ایک (اللہ) کے ساتھ وہ لاؤ لشکر ہے. اس کی نظر میں جان ہوا سے بھی زیادہ سستی ہے.

۔اگر لا الہ (توحید) سیپ ہو تو نماز موتی ہے. مسلمان کے دل کے لیے نماز حج اصغر (چھوٹا حج یا عمرہ) ہے.

۔مسلمان کی ہتھیلی میں (نماز) خنجر کی طرح ہے. فحاشی' سرکشی اور برائیوں کی قاتل ہے.

۔روزہ بھوک اور پیاس پر شبخون مارتا ہے. تن پروری کے خیبر کو توڑ دیتا ہے.

مومنان را فطرت افروزاست حج
هجرت آموز و وطن سوز است حج
طاعتی سرمایهٔ جمعیّتی
ربطِ اوراق کتاب ملّتی
حبّ دولت را فنا سازد زکوة
هم مساوات آشنا سازد زکوة
دل زحتّی تنفقوا محکم کند
زر فزاید الفتِ زر کم کند
این همه اسباب استحکامِ تست
پختهٔ محکم اگر اسلامِ تست

اهل قوت شوز وردِ یا قوی
تا سوارِ اشترِ خاکی شوی

مرحلهٔ سوم نیابتِ الٰهی

گر شتر بانی جهانبانی کنی
زیب سرتاجِ سلیمانی کنی
تا جهان باشد جهان آرا شوی
تاجدارِ ملک لایبلی شوی
نایبِ حق در جهان بودن خوش است
بر عناصر حکمران بودن خوش است
نایب حق همچو جانِ عالم است
هستی او ظلّ اسمِ اعظم است
از رموزِ جزو و کل آگه بود
در جهان قائم بامرالله بود
خیمه چون در وسعت عالم زند
این بساطِ کهنه را برهم زند
فطرتش معمور و می خواهد نمود
عالمی دیگر بیارد در وجود
صد جهان مثل جهان جزو و کل
روید از کشتِ خیالِ او چو گل
پخته سازد فطرتِ هر خام را
از حرم بیرون کند اصنام را
نغمه زا تارِ دل از مضراب او
بهرِ حق بیداری او خوابِ او

۔مومنوں کے لیے حج فطرت منور کرنے والا ہے. حج ہجرت سکھاتا ہے اور وطن کی (وطن کی محبت) جلاتا ہے.

۔اطاعت (مسلمانوں کی) جمیعت کا ایک سرمایہ ہے. قوم کی کتاب کے اوراق کا ربط ہے.

۔زکوۃ دولت کی محبت کو تباہ کرتی ہے. زکوۃ مساوات سے بھی آشنا کرتی ہے.

۔دل کو حتی تنفقوا (چوتھے پارے کی پہلی آیت کی طرف اشارہ ہے: یاد رکھو نیکی کا درجہ کبھی حاصل نہیں کرسکتے. جب تک تم میں یہ بات پیدا نہ ہوجائے کہ مال و دولت میں سے جو کچھ محبوب رکھتے ہو اسے راہ حق میں خرچ کرو.) سے مضبوط کرتی ہے. دولت بڑھاتی ہے اور دولت کی محبت کم کرتی ہے.

۔یہ سب تیری پختگی کے ذریعے ہیں. اگر تیرا اسلام پکا ہے تو تو پختہ ہو.

۔تو "یا قوی" کے ورد سے صاحب قوت بن جا. تاکہ تو خاک کے اونٹ کا سوار بن جائے.

تیسرا مرحلہ نیابت الٰہی

۔اگر تو (نفس کے) اونٹ پر سواری کرنے والا ہے تو دنیا پر حکمرانی کرے گا. سلیمان کا تاج اپنے سر کی زینت بنائے گا.

۔جب تک یہ جہان ہے تو جہان کو آراستہ کرنے والا بنے گا. ایسے ملک کا حکمران بن جائے گا جسے کبھی زوال نہ آئے.

۔دنیا میں خدا کا نائب (خلیفہ) ہونا اچھا ہے. عناصر پر حکمران ہونا اچھا ہے.

۔خدا کا نائب دنیا کی جان کی طرح ہے اس کی ہستی اسم اعظم کا سایہ ہے.

۔وہ جز اور کل کے بھید جانتا ہے. وہ دنیا میں اللہ کے حکم سے قائم ہوتا ہے.

۔جب وہ دنیا کی وسعت میں خیمہ لگاتا ہے تو اس پرانی بساط کو درہم برہم کردیتا ہے.

۔اس کی فطرت آباد ہے اور ظہور چاہتی ہے. وہ ایک اور دنیا وجود میں لاتی ہے.

۔جزو و کل کے (اس) جہان کی طرح سینکڑوں جہان اس کے خیالات کے کھیت میں پھولوں کی طرح اگتے ہیں.

۔وہ ہر خام کی فطرت کو پختہ بناتا ہے. وہ بتوں کو حرم سے باہر نکال دیتا ہے.

۔اس کے مضراب سے دل کے تار نغمے الاپتے ہیں. اس کی بیداری اور نیند خدا کے لیے ہے.

شیب را آموزد آهنگِ شباب
می دهد هر چیز را رنگِ شباب

نوعِ انسان را بشیر و هم نذیر
هم سپاهی هم سپهگر هم امیر

مدّعای علّم الاسماستی
سرّ سبحان الّذی اسراستی

از عصا دست سفیدش محکم است
قدرت کامل بعلمش توأم است

چون عنان گیرد بدست آن شهسوار
تیزتر گردد سمندِ روزگار

خشک سازد هیبتِ او نیل را
می برد از مصر اسرائیل را

از قمِ او خیزد اندر گورتن
مرده جانها چون صنوبر در چمن

ذاتِ او توجیه ذات عالم است
از جلالِ او نجاتِ عالم است

ذرّه خورشید آشنا از سایه اش
قیمتِ هستی گران از مایه اش

زندگی بخشد ز اعجازِ عمل
می کند تجدید اندازِ عمل

جلوه ها خیزد ز نقش پای او
صد کلیم آوارهٔ سینای او

زندگی را می کند تفسیرِ نو
میدهد این خواب را تعبیرِ نو

هستی مکنون او رازِ حیات
نغمهٔ نشنیدهٔ سازِ حیات

طبع مضمون بند فطرت خون شود
تا دو بیتِ ذاتِ او موزون شود

مشت خاکِ ما سرِ گردون رسید
زین غبار آن شهسوار آید پدید

خفته در خاکسترِ امروزِ ما
شعلهٔ فردای عالم سوزِ ما

غنچهٔ ما گلستان در دامن است
چشمِ ما از صبح فردا روشن است

ای سوار اشهب دوران بیا
ای فروغ دیدهٔ امکان بیا

رونق هنگامهٔ ایجاد شو
در سواد دیده ها آباد شو

۔وہ (نائب حق) بڑھاپے کو جوانی کی لے سکھاتا ہے. ہر چیز کو جوانی کا رنگ دیتا ہے.

۔وہ نوعِ انسان کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے. وہ سپاہی بھی ہے سپہ سالار بھی اور سردار بھی.

۔ تو علم الاسما (حضرت آدم کے اس قصے کی طرف اشارہ ہے جو سورہ بقرہ میں ہے) کا مدعا ہے. تو سبحان الذی اسری (سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کی طرف اشارہ ہے.) کا راز ہے.

۔ عصا سے اس کا سفید ہاتھ مضبوط ہے (حضرت موسیٰ کے معجزے کی طرف اشارہ ہے) اس کا علم اور قدرتِ کامل کا علم دونوں جڑواں ہیں.

۔جب وہ شہسوار (نائب حق) لگام اپنے ہاتھ میں تھامتا ہے تو زمانے کا گھوڑا اور زیادہ تیز ہو جاتا ہے

۔اس کی ہیبت دریائے نیل کو خشک کر دیتی ہے اور اسرائیل کو مصر سے باہر لے جاتی ہے.

۔اس کی "قم" کی صدا سے قبروں میں جسم اٹھ جاتے ہیں. مردہ جانیں ایسے اٹھتی ہیں جیسے صنوبر کے درخت باغوں میں (اگتے ہیں).

۔اس کی ذات 'ذاتِ عالم کی تشریح ہے. اس کے جلال سے دنیا کی نجات ہے.

۔اس کے سائے سے ذرہ سورج سے شناسائی پیدا کرتا ہے. زندگی کی قیمت اس کے سرمایہ سے زیادہ ہے.

۔وہ عمل کے معجزے سے زندگی بخشتا ہے اور عمل کے انداز کو نئے طور طریقے دیتا ہے.

۔اس کے پیروں کے نشان سے جلوے پھوٹتے ہیں سینکڑوں کلیم اس کے سینا کے لیے بیتاب ہیں.

۔وہ زندگی کی تفسیر نئے سرے سے کرتا ہے. اس خواب کو نئی تعبیر دیتا ہے.

۔اس کی پوشیدہ ہستی زندگی کا راز ہے. زندگی کے ساز کا ایسا نغمہ ہے جو پہلے نہ سنا گیا ہو.

۔ فطرت مضمون باندھنے میں (گھل کر) خون ہو جاتی ہے تب جا کر اس کی ذات کے دو مصرعے موزوں ہو جاتے ہیں.

۔ہماری مٹھی بھر مٹی آسمان پر جا پہنچی. اس غبار سے وہ شہسوار نمودار ہوتا ہے.

۔ہماری آج کی راکھ میں کل دنیا کو جلا دینا والا شعلہ سویا ہوا ہے.

۔ہمارے غنچے کے دامن میں باغ موجود ہے. ہماری آنکھیں آنے والے کل کی صبح سے روشن ہیں.

۔اے زمانے کے (خاکستری مائل) گھوڑے کے سوار آ! اے دنیا کی آنکھ کے نور آ.

۔ تو ہنگامے کی رونق ہے (اس دنیا پر) چھا جا اور آنکھوں کی سیاہی میں آباد ہو جا.

شورشِ اقوام را خاموش کن — نغمهٔ خود را بهشت گوش کن

خیز و قانون اخوّت سازده — جام صهبای محبّت بازده

باز در عالم بیار ایّامِ صلح — جنگجویان را بده پیغامِ صلح

نوع انسان مزرع و تو حاصلی — کاروانِ زندگی را منزلی

ریخت از جورِ خزان برگِ شجر — چون بهاران بر ریاضِ ما گذر

سجده های طفلک وبرنا و پیر — از جبینِ شرمسارِ ما بگیر

از وجود تو سرافرازیم ما

پس به سوز این جهان سازیم ما

☆

- قوموں کی بغاوت کو خاموش کر دے. اپنے نغمے کو کانوں کے لیے بہشت بنا دے.

- اٹھ اور اخوت کا ساز چھیڑ. محبت کی شراب کا جام دوبارہ دے.

- ایک بار پھر دنیا میں امن کے ایام لے آ. جنگجوؤں کو صلح کا پیغام دے.

- نوع انسان کھیت اور تو اس کی فصل ہے زندگی کے قافلے کی تو منزل ہے.

- خزاں کے ظلم سے درخت کے پتے گر گئے. بہاروں کی طرح ہمارے باغ سے گزر.

- بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کے سجدے ہماری شرمسار پیشانیوں سے لے.

- ہم اس دنیا کی سختیوں کو اس لیے برداشت کر رہے ہیں کہ ہم تیرے وجود سے سربلند ہیں.

☆

خطاب به جاوید

(سخنی به نژادِ نو)

این سخن آراستن بیحاصل است		بر نیاید آنچه در قعرِ دل است
گرچه من صد نکته گفتم بی حجاب		نکته ئی دارم که ناید در کتاب
گر بگویم می شود پیچیده تر		حرف و صوتِ اور اکند پوشیده تر

سوزِ او را از نگاهِ من بگیر
یا ز آهِ صبحگاهِ من بگیر

مادرت درسِ نخستین با تو داد		غنچهٔ تو از نسیمِ او گشاد
از نسیمِ او ترا این رنگ و بوست		ای متاعِ ما بهای تو ازوست
دولتِ جاوید ازو اندوختی		از لبِ او لا اله آموختی
ای پسر ذوقِ نگه از من بگیر		سوختن در لااِله از من بگیر
لا اِله گوئی بگو از روی جان		تا ز اندامِ تو آید بوی جان
مهر و مه گردد ز سوزِ لا اِله		دیده ام این سوز را در کوه وکهَ
این دو حرفِ لااِله گفتار نیست		لا اِله جز تیغِ بی زنهار نیست

زیستن با سوزِ او قهاری است
لااِله ضرب است و ضربِ کاری است

مؤمن و پیشِ کسان بستن نطاق		مؤمن و غداری و فقر و نفاق
با پشیزی دین و ملت را فروخت		هم متاعِ خانه و هم خانه سوخت
لا اِله اندر نمازش بود و نیست		نازها اندر نیازش بود و نیست

جاوید سے خطاب

(نئی نسل سے ایک بات)

- یہ سخن آرائی بے حاصل ہے. جو کچھ دل کی گہرائیوں میں ہے وہ بیان سے باہر ہے.

- اگرچہ میں نے سینکڑوں نکتے کسی پردے کے بغیر کہے. میرے پاس ایک نکتہ ایسا ہے جو کتاب میں نہیں آسکتا. (جسے تحریر کرنا ممکن نہیں)

- اگر میں (اسے) بیان کروں تو وہ اور زیادہ پیچیدہ ہو جائے گا. حرف اور آواز اسے اور بھی پوشیدہ بنا دیں گے.

- اس (نکتہ) کا سوز میری نگاہ یا میری صبح کی آہ سے لے.

- تیری ماں نے تجھے پہلا سبق دیا. تیری کلی اس کی باد نسیم سے کھلی.

- اسی کی نسیم سے تو نے یہ رنگ وبو پائی. اے ہماری متاع (پونجی) تیری قدر و قیمت اسی سے ہے.

- تو نے اسی سے ہمیشہ رہنے والی دولت اکٹھی کی. تو نے اسی کے ہونٹوں سے لا الہ سیکھا.

- اے بیٹے نظر کا ذوق مجھ سے لے. لا الہ میں جلنا مجھ سے حاصل کر.

- تو لا الہ کہتا ہے تو دل و جان سے کہہ تا کہ تیرے جسم سے روح کی خوشبو آئے.

- سورج اور چاند لا الہ کے سوز سے گردش کرتے ہیں. میں نے یہ سوز پہاڑ اور تنکے میں دیکھا ہے.

- یہ دو حرف لا الہ گفتار نہیں. لا الہ بے رحم تلوار کے سوا کچھ نہیں (یعنی ایسی تلوار ہے جو شرک کو بے رحمی سے کاٹتی ہے.)

- اس کے سوز کے ساتھ جینا قہاری ہے. لا الہ ضرب ہے اور کاری ضرب ہے.

- مومن اور دوسروں کے سامنے غلامی کرے! مومن اور غداری، مفلسی اور نفاق!

- معمولی قیمت پر دین اور قوم کو بیچ دیا. گھر کا سامان اور گھر بھی جلا دیا.

- اس کی نماز میں لا الہ تھا اور اب نہیں ہے. اس کی نیاز مندی میں ناز تھا اور اب نہیں ہے.

نور در صوم و صلوتِ او نماند — جلوه ئی در کائناتِ او نماند
آنکه بود الله او راساز و برگ — فتنۂ او حبِّ مال و ترسِ مرگ
رفت ازو آن مستی و ذوق و سرور — دینِ او اندر کتاب و او بگور
صحبتش با عصر حاضر در گرفت — حرفِ دین راازدو پیغمبر گرفت
آن ز ایران بود و این هندی نژاد — آن ز حج بیگانہ و این از جهاد
تا جهاد و حج نماند از واجبات — رفت جان از پیکرِ صوم و صلوت
روح چون رفت از صلوت و از صیام — فرد ناهموار و ملّت بی نظام
سینه ها از گرمی قرآن تهی — از چنین مردان چه امیدِ بهی

از خودی مردِ مسلمان درگذشت
ای خضر دستی که آب از سر گذشت

سجده ئی کز وی زمین لرزیده است — بر مرادش مهر و مه گردیده است
سنگ اگر گیرد نشانِ آن سجود — در هوا آشفته گردد همچو دود
این زمان جز سر بزیری هیچ نیست — اندرو جز ضعفِ پیری هیچ نیست
آن شکوه ربّی الاعلی کجاست — این گناهِ اوست یا تقصیرِ ماست
هر کسی بر جادهٔ خود تند رو — ناقهٔ ما بی زمام و هرزه دو

صاحبِ قرآن و بی ذوق طلب
العجب ثم العجب ثم العجب

گر خدا سازد ترا صاحب نظر — روزگاری را که می آید نگر
عقلها بیباک و دلهابی گداز — چشمهابی شرم و غرق اندر مجاز
علم و فن دین و سیاست عقل و دل — زوج زوج اندر طواف آب و گلِ

۔اس کے صوم وصلوۃ (روزہ اور نماز) میں نور باقی نہ رہا. اس کی کائنات میں جلوہ باقی نہ رہا.

۔وہ جس کے لیے اللہ ہی سب کچھ تھا (اب) مال کی محبت اور موت کا ڈر اس کا فتنہ ہیں.

۔اس سے وہ مستی، ذوق اور سرور جاتے رہے. اس کا دین کتاب میں رہ گیا اور وہ قبر میں پہنچ گیا. (یعنی جیتے جی مر گیا)

۔اس نے عصر حاضر کی صحبت اختیار کر لی. اس نے دین کی باتیں دو پیغمبروں سے سیکھیں.

۔وہ (بہاء اللہ) ایران سے تھا اور یہ (مرزا قادیانی) ہندوستانی نسل سے تھا. وہ حج سے بیگانہ تھا اور یہ جہاد سے.

۔جب جہاد اور حج واجب نہ رہے تو صوم وصلوۃ کے جسم سے روح نکل گئی.

۔جب صلوۃ اور صیام (نماز و روزہ) کی روح جاتی رہی تو فرد نامناسب ہو گیا اور قوم بے نظام ہو گئی.

۔سینے قرآن کی حرارت سے خالی ہو گئے ایسے لوگوں سے بھلائی کی کیا توقع کی جا سکتی ہے.

۔ مسلمان مرد نے خودی ترک کر دی. اے خضر مدد کر کیونکہ پانی سر سے گزر گیا.

۔وہ سجدہ جس سے زمین کانپی ہے. اور جس کی مراد کے مطابق چاند اور سورج نے گردش کی ہے.

۔اگر پتھر اس سجدے کا نشان اپنے اوپر لے تو وہ دھوئیں کی طرح ہوا میں بکھر جائے.

۔ (وہ سجدہ) اس زمانے میں سر جھکانے کے سوا کچھ نہیں. اس میں بڑھاپے کی کمزوری کے سوا کچھ نہیں.

۔ربی الاعلی کا وہ شکوہ کہاں ہے. یہ اس کا گناہ ہے یا ہماری غلطی ہے.

۔ہر کوئی اپنے راستے پر تیز دوڑنے والا ہے. ہماری اونٹنی مہار کے بغیر اور آوارہ گرد ہے.

۔ قرآن رکھتے ہیں اور طلب کے ذوق سے خالی ہیں. العجب ثم العجب، ثم العجب. (یعنی کیا عجیب بات ہے).

۔اگر خدا تجھے صاحب نظر بنا دے تو تو آنے والے زمانے کو دیکھ.

۔ عقلیں بے باک ہیں اور دل سوز سے خالی ہیں. آنکھیں بے شرم ہیں اور مجاز میں غرق ہیں.

۔ علم و فن، دین و سیاست، عقل و دل (سب) جوڑا جوڑا پانی اور مٹی (مادیت) کے طواف میں لگے ہوئے ہیں.

آسیا آن مرز و بومِ آفتاب
غیر بین از خویشتن اندر حجاب

قلبِ او بی واردات نو بنو
حاصلش را کس نگیرد بادو جو

روزگارش اندرین دیرینه دیر
ساکن و یخ بسته و بی ذوق سیر

صیدِ ملایان و نخچیرِ ملوک
آهوی اندیشهٔ او لنگ و لوک

عقل و دین و دانش و ناموس و ننگ
بستهٔ فتراک لردانِ فرنگ

تاختم بر عالمِ افکارِ او
بر دریدم پردهٔ اسرارِ او

در میانِ سینه دل خون کرده ام
تا جهانش را دگرگون کرده ام

من بطبعِ عصرِ خود گفتم دو حرف
کرده ام بحرین را اندر دو ظرف

حرفِ پیچا پیچ و حرفِ نیش دار
تا کنم عقل و دلِ مردان شکار

حرفِ ته داری باندازِ فرنگ
نالهٔ مستانهٔ از تارِ چنگ

اصلِ این از ذکر و اصلِ آن ز فکر
ای تو بادا وارثِ این فکر و ذکر

آب جویم از دو بحر اصلِ من است
فصلِ من فصل است و هم وصلِ من است

تا مزاجِ عصرِ من دیگر فتاد
طبعِ من هنگامهٔ دیگر نهاد

نوجوانان تشنه لب خالی ایاغ
شسته رو تاریک جان روشن دماغ

کم نگاه و بی یقین و ناامید
چشمِ شان اندر جهان چیزی ندید

ناکسان منکر ز خود مؤمن به غیر
خشت بند از خاکشان معمار دیر

مکتب از مقصودِ خویش آگاه نیست
تا بجذبِ اندرونش راه نیست

نورِ فطرت را زِ جانها پاک شست
یک گلِ رعنا ز شاخِ او نرست

۔ایشیا' وہ سورج کی سرزمین دوسروں کو دیکھنے والی ہے. اور اپنے آپ سے پردے میں ہے.
۔اس کا دل نئی واردات سے خالی ہے اس کی فصل کو کوئی دو جو کے دانوں کے بدلے بھی نہیں لیتا.
۔اس کی زندگی اس پرانے بتخانے (دنیا) میں ساکن' یخ بستہ اور جستجو کے ذوق سے خالی ہے.
۔وہ ملاؤں اور بادشاہوں کا شکار ہوا ہے. اس کی سوچ کا ہرن لولا لنگڑا ہے.
۔اس کی عقل' دین' دانش' ناموس و ننگ کو فرنگی لارڈوں نے اپنی زین کے تسمے سے باندھا ہوا ہے.
۔میں نے اس کے افکار کی دنیا پر چڑھائی کی اور اس کے رازوں کا پردہ چاک کر دیا.
۔میں نے سینے میں دل کو خون کر دیا ہے تب جا کر اس کے جہاں کو دگرگوں کیا ہے.
۔میں نے اپنے زمانے کے مزاج کے مطابق دو باتیں کہی ہیں. میں نے دو برتنوں میں دو سمندر بند کر دیے ہیں.
۔پیچ دار اور چبھنے والے حرف استعمال کیے ہیں تا کہ میں مردوں کی عقل اور دل شکار کر سکوں.
۔فرنگیوں کے انداز میں تہ دار باتیں بھی کی ہیں اور اپنے رباب کے تار سے مستانہ نالے بھی بلند کیے ہیں.
۔اس کی بنیاد ذکر سے ہے اور اس کی فکر سے. خدا کرے کہ تو اس ذکر و فکر کا وارث بنے.
۔میں پانی کی ندی ہوں اور میری بنیاد دو سمندر ہیں. میری جدائی' جدائی ہے اور وصل بھی ہے.
۔جب میرے زمانے کا مزاج بدل گیا تو میری طبیعت نے بھی اور طرح کا ہنگامہ برپا کیا.
۔نوجوانوں کے ہونٹ پیاسے اور ان کے جام خالی ہیں. چہرے دھلے ہوئے روح تاریک اور دماغ روشن ہیں.
۔کم نگاہ' بے یقین اور مایوس. ان کی آنکھوں نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا.
۔(یہ) ناکس اپنے آپ سے منکر ہیں اور دوسروں پر ایمان رکھتے ہیں. بت خانے کا معمار ان کی مٹی سے اینٹیں بناتا ہے.
۔مکتب اپنے مقصد سے آگاہ نہیں ہے کیونکہ اس کی رسائی جذبوں کے اندر تک نہیں ہے.
۔اس (مکتب) نے فطرت کے نور کو جانوں سے دھو دیا. اس (مکتب) کی شاخ سے ایک خوبصورت پھول نہیں کھلا.

خشت را معمارِ ما کج می نهد خوی بط با بچهٔ شاهین دهد
علم تا سوزی نگیرد از حیات دل نگیرد لذّتی از واردات
علم جز شرحِ مقاماتِ تو نیست علم جز تفسیرِ آیاتِ تو نیست
سوختن میباید اندر نارِ حس تا بدانی نقرهٔ خود را ز مس

علمِ حق اوّل حواس آخر حضور
آخر او می نگنجد در شعور

صد کتاب آموزی از اهلِ هنر خوشتر آن درسی که گیری از نظر
هر کسی زان می که ریزد از نظر مست می گردد باندازِ دگر
از دمِ بادِ سحر میرد چراغ لاله زان باد سحر می در ایاغ
کم خور و کم خواب و کم گفتار باش گردِ خود گردنده چون پرگار باش
منکرِ حق نزدِ ملاّ کافر است منکرِ خود نزدِ من کافر تر است
آن به انکارِ وجود آمد عجول این عجول و هم ظلوم و هم جهول
شیوهٔ اخلاص را محکم بگیر پاک شو از خوفِ سلطان و امیر
عدل در قهر و رضا از کف مده قصد در فقر و غنا از کف مده
حکم دشوار است تاویلی مجو جز به قلبِ خویش قندیلی مجو
حفظِ جانها ذکر و فکرِ بی حساب حفظ تنها ضبطِ نفس اندر شباب
حاکمی در عالمِ بالا و پست جز به حفظِ جان و تن ناید بدست
لذّتِ سیر است مقصودِ سفر گر نگه بر آشیان داری مپر
ماه گردد تا شود صاحبِ مقام سیر آدم را مقام آمد حرام
زندگی جز لذّتِ پرواز نیست آشیان با فطرت او ساز نیست

۔ ہمارا معمار اینٹ ٹیڑھی رکھتا ہے۔ وہ شاہین کے بچے کو لطخ کی عادت سکھاتا ہے۔

۔ جب تک علم زندگی سے سوز حاصل نہ کرے۔ دل واردات سے کوئی لذت حاصل نہیں کرتا۔

۔ علم تیرے مقامات کی شرح کے سوا کچھ نہیں۔ علم تیری آیات کی تفسیر کے سوا کچھ نہیں۔

۔ احساس کی آگ میں جلنا چاہیے تاکہ تو اپنی چاندی اور تانبے کے فرق کو جان سکے۔

۔ اللہ تعالیٰ کا علم پہلے حواس سے (حاصل ہوتا) ہے اور آخر میں حاضری (مشاہدات) سے۔ اس کی انتہا شعور میں نہیں سماتی۔

۔ تو اہل ہنر (عالموں) سے سینکڑوں کتابیں پڑھتا ہے۔ وہ سبق زیادہ بہتر ہے جو تو نگاہ سے لیتا ہے۔

۔ ہر کوئی نگاہ سے ٹپکنے والی شراب سے مختلف انداز میں مست ہو جاتا ہے۔

۔ سحر کی ہوا کے جھونکے سے چراغ بجھ جاتا ہے لالہ سحر کی اس ہوا سے شراب کا جام بن جاتا ہے۔

۔ تھوڑا کھا، تھوڑا سو اور تھوڑی بات کر اور پرکار کی طرح اپنے گرد گھومنے والا بن۔

۔ اللہ کا منکر ملا کے نزدیک کافر ہے۔ اپنے آپ کا منکر میرے نزدیک زیادہ (بڑا) کافر ہے۔

۔ وہ (اللہ کے) وجود سے انکار کر کے جلدباز بن گیا اور یہ (اپنے آپ کا منکر) جلدباز بھی ہے بہت ظالم بھی ہے اور بہت جاہل بھی۔

۔ اخلاص کے طریقے کو مضبوطی سے تھام۔ سلطان اور سردار کے خوف سے آزاد ہو جا۔

۔ غصے اور خوشنودی میں عدل کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ غربت اور امارت میں میانہ روی ہاتھ سے نہ جانے دے۔

۔ حکم (حکم الٰہی) دشوار ہے (مگر) اس کی تاویل نہ ڈھونڈ۔ اپنے دل کے علاوہ کوئی اور روشنی نہ ڈھونڈ۔

۔ روحوں کی حفاظت بے حساب ذکر و فکر سے ہے۔ جسموں کی حفاظت جوانی میں ضبط نفس سے ہے۔

۔ دنیا اور آخرت کی حاکمیت جسم اور روح کی حفاظت کے بغیر ہاتھ نہیں آتی۔

۔ سفر کا مقصد سیر کی لذت حاصل کرنا ہے۔ اگر تو آشیانہ پر نگاہ رکھتا ہے تو پرواز نہ کر۔

۔ چاند گردش کرتا ہے تاکہ صاحب مقام بن جائے۔ سیر آدم کے لیے کہیں رکنا حرام ہے۔

۔ زندگی پرواز کی لذت کے سوا کچھ نہیں۔ آشیانہ اس کی فطرت کے لیے سازگار نہیں۔

رزقِ زاغ و کرگس اندر خاکِ گور
رزقِ بازان در سوادِ ماه و هور

سرِّ دین صدق مقال اکلِ حلال
خلوت و جلوت تماشای جمال

در رهِ دین سخت چون الماس زی
دل بحق بر بند و بی وسواس زی

سرّی از اسرارِ دین بر گویمت
داستانی از مظفر گویمت

اندر اخلاصِ عمل فردِ فرید
پادشاهی با مقامِ بایزید

پیش او اسبی چو فرزندانِ عزیز
سخت کش چون صاحب خود در ستیز

سبزه رنگی از نجیبانِ عرب
با وفا، بی عیب پاک اندر نسب

مرد مؤمن را عزیز ای نکته رس
چیست جز قرآن و شمشیر و فرس

من چه گویم وصف آن خیر الجیاد
کوه و روی آبها رفتی چو باد

روز هیجا از نظر آماده تر
تند بادی طایف کوه و کمر

در تک او فتنه های رستخیز
سنگ از ضربِ سمِ او ریز ریز

روزی آن حیوان چو انسانِ ارجمند
گشت از دردِ شکم زار و نژند

کرد بیطاری علاجش از شراب
اسب شه را وا رهاند از پیچ و تاب

شاه حق بین دیگر آن یکران نخواست
شرع تقوی از طریق ماجد است

ای ترا بخشد خدا قلب و جگر
طاعتِ مردِ مسلمانی نگر

دین سراپا سوختن اندر طلب
انتهایش عشق و آغازش ادب

آبروی گل ز رنگ و بوی اوست
بی ادب بی رنگ و بو بی آبروست

نوجوانی را چو بینم بی ادب
روزِ من تاریک می گردد چو شب

۔کووں اور گدھوں کا رزق قبر کی مٹی میں ہے بازوں کا رزق چاند اور سورج کی سر زمین پر ہے.

۔دین کا راز سچ بولنے حلال کھانے' تنہائی اور ہجوم میں (اللہ تعالی کے) جمال کا نظارہ کرنے میں ہے.

۔دین کے راستے میں ہیرے کی طرح سخت زندگی بسر کر. دل اللہ تعالی سے لگالے اور وہم کے بغیر زندگی بسر کر.

۔میں تجھے دین کے رازوں میں سے ایک راز بتاتا ہوں. (سلطان) مظفر کی ایک داستان تجھ سے بیان کرتا ہوں.

۔وہ اخلاص و عمل میں بے نظیر شخص تھا. وہ بادشاہ تھا لیکن اس کا مقام بایزید بسطامی کے برابر تھا.

۔اس کے پاس ایک گھوڑا تھا جو اسے بیٹوں کی طرح عزیز تھا. وہ (گھوڑا) جنگ میں اپنے مالک کی طرح سخت کوش تھا.

۔وہ سبز رنگ کا خاص عربی نسل تھا. باوفا' بے عیب اور نسل میں پاک تھا.

۔اے عقلمند' مرد مومن کو قرآن' تلوار اور گھوڑے کے علاوہ کیا عزیز ہے.

۔میں اس اصیل کا کیا وصف بیان کروں وہ پہاڑوں اور پانیوں پر ہوا کی طرح گزر جاتا تھا.

۔وہ جنگ کے دن نظر سے زیادہ تیار ہوتا. تیز ہوا کی طرح پہاڑ اور اس کے دامن کا طواف کرتا.

۔اس کی دوڑ میں قیامت کے فتنے تھے. پتھر اس کے سم کی ضرب سے پاش پاش ہو جاتے.

۔ایک دن وہ حیوان جو انسان کی طرح قابل قدر تھا پیٹ کے درد سے بد حال اور غمگین ہو گیا.

۔ایک سلوتری (جانوروں کا معالج) نے اس کا شراب سے علاج کیا اور بادشاہ کے گھوڑے کو پیچ و تاب (پیٹ درد) سے رہائی دلوائی.

۔اس حق کے بادشاہ نے پھر وہ اصیل گھوڑا نہ رکھا. تقوی کی شرع ہماری طریقت سے جدا ہے.

۔اللہ تجھے (ایسا) دل اور جگر بخشے' ایک مسلمان مرد کی اطاعت دیکھ.

۔دین طلب میں اپنے آپ کو جلانے کا نام ہے. اس کی انتہا عشق ہے اور اس کا آغاز ادب ہے.

۔پھول کی آبرو اس کے رنگ اور خوشبو کی وجہ سے ہے. بے ادب رنگ اور خوشبو سے عاری ہے اور بے آبرو ہے.

۔جب میں کسی نوجوان کو بے ادب دیکھتا ہوں تو میرا دن رات کی طرح تاریک ہو جاتا ہے.

تاب و تب در سینه افزاید مرا　　یادِ عهد مصطفیٰ آید مرا
از زمانِ خود پشیمان میشوم　　در قرون رفته پنهان میشوم
ستر زن یا زوج یا خاکِ لحد　　ستر مردان حفظ خویش از یارِ بد
حرفِ بد را بر لب آوردن خطاست　　کافر و مؤمن همه خلقِ خداست
آدمیّت، احترامِ آدمی　　با خبر شو از مقامِ آدمی
آدمی از ربط و ضبط تن به تن　　بر طریق دوستی گامی بزن
بندۂ عشق از خدا گیرد طریق　　می شود بر کافر و مؤمن شفیق
کفر و دین را گیر در پہنای دل　　دل اگر بگریزد از دل وای دل

گرچه دل زندانی آب و گلِ است
این همه آفاق آفاق دل است

گرچه باشی از خداوندانِ ده　　فقر را از کف مده از کف مده
سوزِ او خوابیده در جان تو هست　　این کهن می از نیاکان تو هست
در جهان جز دردِ دل سامان مخواه　　نعمت از حق خواه از سلطان مخواه
ای بسا مرد حق اندیش و بصیر　　می شود از کثرتِ نعمت ضریر
کثرتِ نعمت گداز از دل برد　　نان می آرد نیاز از دل برد
سالها اندر جهان گردیده ام　　نم به چشم منعمان کم دیده ام

من فدای آنکه درویشانه زیست
وای آنکو از خدا بیگانه زیست

در مسلمانان مجو آن ذوق و شوق　　آن یقین آن رنگ و بو آن ذوق و شوق
عالمان از علم قرآن بی نیاز　　صوفیان درنده گرگ و مو دراز

۔ میرے سینے میں اضطراب بڑھ جاتا ہے۔ مجھے حضرت محمد کا عہد یاد آجاتا ہے۔

۔ میں اپنے دور سے پشیمان ہو جاتا ہوں۔ گزری ہوئی صدیوں میں چھپ جاتا ہوں (یعنی گزری ہوئی صدیوں کی یاد میں کھو جاتا ہوں)۔

۔ عورت کا پردہ یا اس کا خاوند ہے یا قبر کی مٹی۔ مردوں کا پردہ اپنے آپ کو برے دوستوں سے بچانا ہے۔

۔ بری بات کو ہونٹوں پر لانا خطا ہے۔ کافر اور مومن سب خدا کی مخلوق ہیں۔

۔ آدمیت احترام آدمی کا نام ہے۔ تو آدمی کے مقام سے باخبر ہو جا۔

۔ آدمی دوسروں سے روابط اور (قوت) ضبط رکھنے سے ہے۔ دوستی کے راستے پر قدم بڑھا۔

۔ عشق کا بندہ اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلتا ہے۔ وہ کافر اور مومن (دونوں پر) شفیق ہو جاتا ہے۔

۔ کفر اور دین کو دل کی وسعت میں جگہ دے۔ دل اگر دل سے گریز کرے تو ایسے دل پر افسوس ہے۔

۔ اگرچہ دل آب و گل (جسم) کی قید میں ہے (مگر) یہ سارے آفاق (افق کی جمع) دل کے آفاق ہیں۔

۔ اگرچہ تو دیہاتوں کا مالک (جاگیر دار) ہی کیوں نہ ہو۔ فقر کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ ہاتھ سے نہ جانے دے۔

۔ اس (فقر) کا سوز تیری جان میں سویا ہوا ہے۔ یہ پرانی شراب تیرے بزرگوں سے ہے۔

۔ دنیا میں درد دل کے سوا کسی سامان کی طلب نہ کر۔ نعمت اللہ تعالیٰ سے مانگ بادشاہ سے نہ مانگ۔

۔ بہت سے حق اندیش اور بینا (دیکھنے والے) لوگ نعمت کی کثرت سے اندھے ہو جاتے ہیں۔

۔ نعمت کی کثرت دل سے گداز (نکال کر) لے جاتی ہے۔ ناز (فخر) لاتی ہے دل سے نیاز (عاجزی) لے جاتی ہے۔

۔ میں سالوں دنیا میں پھرا ہوں۔ میں نے دولتمندوں کی آنکھوں میں نمی کم دیکھی ہے۔

۔ میں اس پر قربان جس نے درویشانہ زندگی بسر کی۔ افسوس اس پر جس نے خدا سے بیگانہ (رہ کر) زندگی بسر کی

۔ مسلمانوں میں وہ ذوق شوق یقین اور رنگ و بو تلاش نہ کر۔

۔ علماء قرآن کے علم سے بے نیاز ہیں۔ صوفی لمبے بالوں والے اور خونخوار بھیڑیئے ہیں۔

گرچه اندر خانقاهان های و هوست — کو جوانمردی که صهبا در کدوست
هم مسلمانان افرنگی مآب — چشمهٔ کوثر بجویند از سراب
بی خبر از سرِّ دین اند این همه — اهل کین اند اهلِ کین اند این همه
خیر و خوبی بر خواص آمد حرام — دیده‌ام صدق و صفا را در عوام
اهلِ دین را باز دان از اهل کین — هم نشین حق بجو با او نشین
کرکسان را رسم و آئین دیگر است — سطوتِ پروازِ شاهین دیگر ست
مردِ حق از آسمان افتد چو برق — هیزمِ او شهر و دشتِ غرب و شرق
ما هنوز اندر ظلامِ کائنات — او شریکِ اهتمامِ کائنات
او کلیم و او مسیح و او خلیل — او محمدّ، او کتاب، او جبرئیل
آفتابِ کائنات اهلِ دل — از شعاع او حیاتِ اهلِ دل
اوّل اندر نارِ خود سوزد ترا — باز سلطانی بیاموزد ترا
ما همه با سوز او صاحبدلیم — ورنه نقشِ باطلِ آب و گلیم
ترسم این عصری که تو زادی در آن — در بدن غرق است و کم داند ز جان
چون بدن از قحط جان ارزان شود — مردِ حق در خویشتن پنهان شود
در نیابد جستجو آن مرد را — گرچه بیند روبرو آن مرد را
تو مگر ذوقِ طلب از کف مده — گرچه در کار تو افتد صد گره
گر نیابی صحبت مردِ خبیر — از اب و جد آنچه من دارم بگیر
پیرِ رومی را رفیق راه ساز — تا خدا بخشد ترا سوز و گداز
زانکه رومی مغز را داند ز پوست — پای او محکم فتد در کوی دوست
شرح او کردند و او را کس ندید — معنی او چون غزال از ما رمید

۔اگرچہ خانقاہوں میں ہاوہو (کا شور) ہے مگر وہ جوانمرد کہاں ہے جس کے کدو (بڑے کدو کو اندر سے خالی کر کے شراب کے لیے خشک کر لیا جاتا ہے) میں شراب ہے.

۔مسلمان بھی افرنگ زدہ (انگریزوں کے زیر اثر) ہیں. سراب سے کوثر کا چشمہ ڈھونڈتے ہیں.

۔یہ سب دین کے راز سے بے خبر ہیں. یہ سب عداوت رکھنے والے ہیں. عداوت رکھنے والے ہیں.

۔خاص لوگوں میں خیر و خوبی حرام ہے. (یعنی خیر و خوبی موجود نہیں). میں نے عام لوگوں میں سچائی اور صفائی دیکھی ہے.

۔عداوت رکھنے والوں اور دین رکھنے والوں میں امتیاز کر. حق کا ہمنشین تلاش کر اور اس کے ساتھ بیٹھ.

۔گدھوں کا رسم اور آئین اور ہے. شاہین کی پرواز کی شان کچھ اور ہے.

۔مردِ حق آسمان سے بجلی کی طرح گرتا ہے. اس کا ایندھن مشرق و مغرب کے شہر اور صحرا ہیں.

۔ہم ابھی تک کائنات کے اندھیروں میں ہیں اور وہ انتظام کائنات میں شامل ہے.

۔وہ کلیم ہے، وہ عیسی ہے، وہ خلیل ہے، وہ محمد (ص) ہے، وہ کتاب ہے اور وہ جبریل ہے.

۔وہ اہل دل کی کائنات کا سورج ہے. اس کی شعاع سے اہل دل کی زندگی ہے.

۔وہ (مرد حق) پہلے تجھے اپنی آگ میں جلائے گا، پھر تجھے سلطانی سکھائے گا.

۔ہم سب اس کے سوز سے صاحب دل ہیں ورنہ ہم آب و گل کا باطل نقش ہیں.

۔یہ زمانہ جس میں تو پیدا ہوا ہے میں اس سے ڈرتا ہوں. بدن میں غرق ہے اور روح کے بارے میں کم جانتا ہے.

۔جب روح کے قحط کی وجہ سے جسم کم قیمت ہو جاتا ہے تو مرد حق اپنے اندر چھپ جاتا ہے.

۔جستجو اس مرد کو تلاش نہیں کر پاتی اگرچہ اس مرد کو اپنے سامنے ہی کیوں نہ دیکھے.

۔مگر تو طلب کے ذوق کو ہاتھ سے نہ جانے دے. تمہارے کام میں چاہے سینکڑوں مشکلات پیش آئیں.

۔اگر تو باخبر مرد کی صحبت نہ پا سکے تو جو کچھ آباو اجداد سے میرے پاس ہے وہ لے.

۔پیر رومی کو راستے کا ساتھی بنا لے تاکہ تجھے خدا سوز و گداز عطا کرے.

۔کیونکہ رومی مغز اور چھلکے میں امتیاز رکھتا ہے. اس کا پاؤں دوست کی گلی میں مضبوطی سے جمتا ہے.

۔(لوگوں نے) اس کی تشریح کی مگر اسے کسی نے نہ دیکھا. (یعنی اسے نہ پہچانا) اس کے معانی ہرن کی طرح ہم سے جاتے رہے.

رقصِ تن از حرف او آموختند
چشم را از رقص جان بردوختند

رقصِ تن درگردش آرد خاک را
رقص جان برهم زند افلاک را

علم و حکم از رقصِ جان آید بدست
هم زمین هم آسمان آید بدست

فرد از وی صاحبِ جذبِ کلیم
ملت از وی وارثِ مُلکِ عظیم

رقص جان آموختن کاری بوَد
غیر حق را سوختن کاری بوَد

تا ز نارِ حرص و غم سوزد جگر
جان برقص اندر نیاید ای پسر

ضعفِ ایمانست دلگیریست غم
نوجوانا "نیمهٔ پیری است غم"

می شناسی حرص "فقر حاضر" است
من غلام آنکه بر خود قاهر است

ای مرا تسکین جان ناشکیب
تو اگر از رقص جان گیری نصیب

سرّ دینِ مصطفیٰ گویم ترا
هم به قبر اندر دعا گویم ترا

☆

۔(لوگوں نے) جسم کا رقص اس کی باتوں (اشعار) سے سیکھا. لیکن آنکھیں روح کے رقص سے بند کر لیں.

۔جسم کا رقص مٹی کو گردش میں لاتا ہے. (یعنی مٹی اڑاتا ہے). روح کا رقص افلاک کو درہم برہم کر دیتا ہے.

۔علم اور حکمت روح کے رقص سے حاصل ہوتے ہیں. زمیں اور آسمان بھی حاصل ہو جاتے ہیں.

۔فرد اس سے کلیم کی جاذبیت پا لیتا. قوم اس سے عظیم ملک کی وارث بن جاتی ہے.

۔روح کا رقص سیکھنا مشکل کام ہے. غیر اللہ کو جلا دینا مشکل کام ہے.

۔اے بیٹے، جب تک جگر، حرص اور غم کی آگ میں جلتا رہے، روح رقص میں نہیں آسکتی.

۔غم ایمان کی کمزوری اور دلگیری ہے. اے نوجوان "غم نصف بڑھاپا ہے".

۔کیا تو جانتا ہے کہ حرص "اس زمانے کا فقر" ہے. میں اس مرد کا غلام ہوں جو اپنے اوپر قادر ہے.

۔اگر تو روح کے رقص سے نصیب حاصل کرے تو میری بے صبر روح کو تسکین دے گا.

۔میں حضرت محمد (ص) کے دین کا راز بتا رہا ہوں. میں تمہیں قبر کے اندر سے بھی دعا دوں گا.

☆

غزلیاتِ شمس الدین محمد حافظ شیرازی

(۱)

صلاح کار کجا و من خراب کجا
ببین تفاوتِ ره از کجاست تا بکجا
دلم ز صومعه بگرفت و خرقه سالوس
کجاست دیرِ مغان و شرابِ ناب کجا
چه نسبتست برندی صلاح و تقوی را
سماعِ وعظ کجا نغمۂ رباب کجا
زروی دوست دل دشمنان چه دریابد
چراغ مرده کجا شمع آفتاب کجا
چو کحل بینش ما خاکِ آستانِ شماست
کجا رویم بفرما ازین جناب کجا
مبین بسیبِ زنخدان که چاه درراه ست
کجا همی روی ایدل بدین شتاب کجا
بشد که یادِ خوشش باد روزگارِ وصال
خود آن کرشمه کجارفت وآن عتابِ کجا
قرار و خواب زحافظ طمع مدارای دوست
قرار چیست صبوری کدام و خواب کجا

غزلیاتِ شمس الدین محمد حافظ شیرازی کا ترجمہ

(۱)

۔کام کی نیکی کہاں ؟ اور میں آوارہ کہاں ؟ دیکھ راستے کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے۔
۔میرا دل عبادت خانے اور ریاکاری کی گدڑی سے غمگین ہو گیا. آتش پرستوں کا بتخانہ اور خالص شراب کہاں ہے ؟
۔نیکی اور پرہیز گاری کو رندی سے کیا نسبت ہے ؟ وعظ کی آواز کہاں اور ستار کا نغمہ کہاں ؟
۔دوست کے چہرے سے دشمنوں کا دل کیا پائے گا. بجھا ہوا چراغ کہاں آفتاب کی شمع کہاں ؟
۔کیونکہ ہماری بینائی کا سرمہ تمہاری چوکھٹ کی خاک ہے. تم ہی بتاؤ کہ اس دربار سے کہاں جائیں.
۔ٹھوڑی کے سیب کو مت دیکھ کیونکہ یہ راستے میں موجود کنواں ہے. اے دل تو اس قدر جلدی میں کہاں جاتا ہے.
۔اس کی اچھی یادیں سلامت، وصال کا زمانہ ختم ہوا. خود وہ ناز اور غصہ کہاں چلا گیا.
۔اے دوست حافظ سے سکون اور نیند کی توقع نہ رکھ. سکون کیا ہے صبر کونسا اور نیند کہاں ہے ؟

(۲)

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دلِ مارا
بخالِ هندویش بخشم سمرقند و بخارا را
بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت
کنارِ آب رکناباد و گلگشت مصلارا
فغان کین لولیان شوخ شیرین کار شهرآشوب
چنان بردند صبر ازدل که ترکان خوان یغمارا
ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست
بآب ورنگ وخال وخط چه حاجت روی زیبارا
من از آن حسن روزافزون که یوسف داشت دانستم
که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخارا
نصیحت گوش کن جانا که از جان دوست تردارند
جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را
حدیث از مطرب ومی گو و رازِ دهر کمتر جو
که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معمارا
بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لبِ لعلِ شکرخارا
غزل گفتی ودر سفتی بیادِ خوش بخوان حافظ
که بر نظمِ تو افشاند فلک عقد ثریا را

(۳)

ای هدهد صبا بسبا می فرستمت
بنگر که از کجا به کجا می فرستمت
حیف است طایری چو تودر خاکدانِ دهر
زینجا باشیانِ وفا می فرستمت

(۲)

۔اگر وہ شیرازی معشوق ہمارا دل تھام لے تو اس کے سیاہ تل کے عوض میں سمرقند اور بخارا بخش دوں.

۔اے ساقی جاویدانہ شراب دے دے کیونکہ تو رکناباد کی نہر کا کنارہ اور مصلا کی سیر گاہ جنت میں نہیں پائے گا.

۔فریاد کہ یہ خانہ بدوش، خوش ادا اور شہر میں فتنہ برپا کر دینے والے معشوق دل سے صبر کو ایسے لے گئے ہیں جیسے ترک غارت گری کے دستر خوان کو لے جاتے ہیں.

۔ہمارے ناقص عشق سے یار کا حسن بے نیاز ہے. حسین چہرے کو آب و رنگ، تل اور خط کی کیا ضرورت ہے.

۔میں یوسف کے روز بروز بڑھنے والے عشق سے جان گیا کہ عشق زلیخا کو پاکدامنی کے پردے سے باہر لے آئے گا.

۔پیارے، نصیحت سن کیونکہ سعادتمند جوان بوڑھے عقلمند کی نصیحت کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں.

۔گویئے اور شراب کی باتیں کر اور دنیا کے راز کی جستجو کمتر کر کیونکہ دانائی سے کسی نے یہ معمہ نہ حل کیا اور نہ حل کرے گا.

۔تو نے مجھے برا کہا اور میں خوش ہوں اللہ تجھے معاف کرے تو نے اچھا کہا میٹھی باتیں کرنے والے لعل جیسے ہونٹوں سے کڑوا جواب زیب دیتا ہے.

۔اے حافظ! تو نے غزل کہی اور موتی پروئے. (ان دنوں کی) اچھی یاد کے ساتھ پڑھ. کیونکہ آسمان تیری نظم پر ثریا کے ہار نچھاور کرے گا.

(۳)

۔اے باد صبا کے ھدھد میں تجھے سبا (شہر) بھیج رہا ہوں. دیکھ کہ کہاں سے کہاں بھیج رہا ہوں.

۔افسوس ہے کہ تجھ جیسا پرندہ دنیا کے خاکدان میں رہے. تجھے یہاں سے وفا کے آشیانے میں بھیج رہا ہوں.

در راه عشق مرحلهٔ قرب و بعد نیست | می بینمت عیان و دعامی فرستمت
هر صبح و شام قافله از دعای خیر | در صحبت شمال و صبامی فرستمت
تا لشکر غمت نکند ملکِ دل خراب | جانِ عزیزِ خود بنوا می فرستمت
در روی خود تُفرج صُنع خدای کن | کاینه خدای نما می فرستمت
هر دم غمی فرست مرا و بگو بناز | کاین تحفه از برای خدامی فرستمت
ای غائب از نظر که شدی همنشینِ دل | می گویمت دعا و ثنا می فرستمت
تا مطربان ز شوق منت آگهی دهند | قول و غزل بساز و نوامی فرستمت
ساقی بیا که هاتف غیبم بمژده گفت | با درد صبر کن که دوامی فرستمت

حافظ سرود مجلسِ ما ذکرِ خیر تست
تعجیل کن که اسب و قبامی فرستمت

(۴)

بارها گفته ام و بارِ دگر می گویم | که من دل شده این ره نه بخودمی پویم
در پس آینه طوطی صفتم داشته اند | آنچه استادِ ازل گفت بگومی گویم
من اگر خارم اگر گل چمن آرایی هست | که ازان دست که می پروردم می رویم
دوستان عیبِ من بیدل حیران مکنید | گوهری دارم وصاحب نظری می جویم
گرچه بادلق ملمع می گلگون عیب است | مکنم عیب کزو رنگ ریا می شویم

۔عشق کے راستے میں نزدیک اور دور کا معاملہ نہیں ہے. میں تجھے عیاں دیکھ رہا ہوں اور تیرے لیے دعا بھیج رہا ہوں.

۔ہر صبح اور شام دعائے خیر کا قافلہ باد صبا اور باد شمال کے ہمراہ تیرے لیے بھیج رہا ہوں.

۔تاکہ تیرے غم کا لشکر دل کے ملک کو خراب نہ کردے، میں اپنی پیاری جان کو سکون کے لیے تیرے پاس بھیج رہا ہوں.

۔اپنے چہرے میں خدا کی کاریگری کی سیر کر کیونکہ میں تیرے پاس خدا نما آئینہ بھیج رہا ہوں.

۔ہر لحظہ میرے لیے غم رواں کر اور ناز سے کہہ کہ یہ تحفہ میں تیرے پاس خدا کیلئے بھیج رہا ہوں.

۔اے نظر سے غائب کہ تو دل کا ہم نشین ہو گیا ہے. میں تجھے دعا دیتا ہوں اور تیرے پاس تعریف بھیج رہا ہوں.

۔تاکہ گویئے میرے عشق سے تجھے باخبر کریں. میں قول اور غزل، ساز و آواز کے ساتھ تیرے پاس بھیج رہا ہوں.

۔اے ساقی آ کہ مجھے غیبی آواز نے خوشخبری دی ہے کہ درد پر صبر کر کیونکہ میں تیرے پاس دوا بھیج رہا ہوں.

۔اے حافظ ہماری محفل کا گانا تیرا ذکر خیر ہے جلدی کر دمیں تیرے پاس گھوڑا اور قبا بھیج رہا ہوں.

(۴)

۔میں نے بارہا کہا ہے اور ایک بار پھر کہتا ہوں کہ میں دل گم شدہ یہ راستہ اپنے آپ طے نہیں کر رہا.

۔انہوں نے مجھے آئینے کے پیچھے طوطے کی طرح رکھا ہے. ازل کے استاد نے جو کچھ مجھے کہنے کے لیے کہا میں وہی کہہ رہا ہوں.

۔میں اگر کانٹا ہوں یا پھول ہوں. کوئی چمن آرا ہے جو مجھے اپنے ہاتھ سے جس طرح پالتا ہے میں اسی طرح اگتا ہوں.

۔اے دوستو، مجھ بے دل حیران پر عیب نہ لگاؤ. میرے پاس ایک گوہر ہے اور میں کسی صاحب نظر کی تلاش کر رہا ہوں.

۔اگرچہ ریاکاری کی گدڑی کے ساتھ گلاب جیسی شراب (پینا) عیب ہے. میرے اوپر عیب نہ لگا کیونکہ میں اس سے ریاکاری کا رنگ دھو رہا ہوں.

خنده و گریۂ عشاق زجای دگراست　　می سرایم شب و وقت سحری مویم

حافظم گفت که خاک درمیخانه مبوی

گومکن عیب که من مشک ختن می بویم

(۵)

سحر بباد می گفتم حدیثِ آرزومندی

خطاب آمد که واثق شو بالطافِ خداوندی

قلم را آن زبان نبود که سر عشق گوید باز

ورای حد تقریرست شرح آرزومندی

دل اندر زلفِ لیلی بند و کارِ عشق مجنون کن

که عاشق را زیان دارد مقالات خردمندی

الاای یوسفِ مصری که کردت سلطنت مغرور

پدر را بازپرس آخر کجا شد مهر فرزندی

بسحر غمزۂ فتان دوا بخشی و درد انگیز

بچین زلفِ مشک افشان دلآویزی و دلبندی

جهانِ پیر رعنارا مروت در جبلت نیست

زمهر او چه می خواهی درو همت چه می بندی

همائی چون تو عالی قدر و مهر استخوان تاکی

دریغ آن سایه دولت که بر نااهل افگندی

درین بازار اگر سودست بادرویش خرسندست

خدایا منعمم گردان بدرویشی و خرسندی

دعای صبح و شامِ تو کلیدِ گنجِ مقصودست

باین راه وروش میرو که بادلدار پیوندی

۔عاشقوں کا ہنسنا اور رونا کسی اور وجہ سے ہے میں رات کو گاتا ہوں اور صبح کے وقت روتا ہوں.

۔حافظ نے مجھ سے کہا میخانے کے دروازے کی خاک نہ سونگھ کہہ دے کہ عیب نہ لگائے کیونکہ میں ختن کا مشک سونگھ رہا ہوں.

(۵)

۔میں صبح کو ہوا سے آرزو مندی کی بات کہہ رہا تھا. آواز آئی 'تو خدا کی مہربانی پر پکا یقین رکھ.

۔قلم میں ایسی زبان نہیں ہوتی کہ وہ کھل کر عشق کے راز بیان کرے. خواہشات کی تشریح تقریر کی حد سے آگے ہے.

۔دل کو لیلی کی زلف سے باندھ اور مجنوں کے عشق کا کارنامہ انجام دے کیونکہ عقلمندی کی باتیں عاشق کو نقصان پہنچاتی ہیں.

۔خبر دار، اے مصر کے رہنے والے یوسف تجھے حکومت نے مغرور کر دیا ہے. باپ کی خبر لے آخر بیٹے کی محبت کو کیا ہوا.

۔فتنہ برپا کرنے والی آنکھوں کی ادا کے جادو سے تو دو انکھنے والا اور درد بڑھانے والا ہے. مشک برسانے والی زلفوں کے شکن سے تو دل آویزی کرتا ہے. اور دل قید کرتا ہے.

۔قدیم اور خوبصورت جہان کی فطرت میں مروت نہیں ہے اس کی محبت سے تو کیا چاہتا ہے اور اس کا ارادہ کیوں کرتا ہے.

۔تجھ جیسا بلند مرتبہ ھما اور ہڈی کی محبت کب تک. افسوس اس دولت کے سائے پر جو تو نے نا اہل پر ڈالا.

۔اس بازار میں اگر نفع ہے تو خوش و خرم درویش کو ہے. اے خدا مجھے درویشی اور خوشی سے مالا مال کر دے.

۔تیری صبح اور شام کی دعا مقصود کے خزانے کی چابی ہے. اس راستے اور طریقے سے چلے تو دلدار مل جائے گا.

زشعرِ حافظِ شیراز می گویند و می رقصند
سیه چشمانِ کشمیری و ترکانِ سمرقندی

☆

غزلیاتِ محمد تقی بهار

(۱)

باعنوان "فصلِ گل"

من نگویم که مرا از قفس آزاد کنید | قفسم برده بباغی و دلم شاد کنید
فصل گل می گذرد همنفسان بهرِ خدا | بنشینید به باغی و مرا یاد کنید
عندلیبان! گل سوری به چمن کرد ورود | بهرِ شاباش قدومش همه فریاد کنید
یاد از این مرغ گرفتار کنید ای مرغان | چون تماشای گل و لاله و شمشاد کنید
هر که دارد ز شما مرغ اسیری به قفس | برده در باغ و به یاد منش آزاد کنید
آشیانِ منِ بیچاره اگر سوخت چه باک | فکرِ ویران شدنِ خانهٔ صیاد کنید
شمع اگر کشته شد از باد مدارید عجب | یاد پروانهٔ هستی شده برباد کنید
بیستون بر سرِ راه است مباد از شیرین | خبری گفته و غمگین دلِ فرهاد کنید
جور و بیداد کند عمرِ جوانان کوتاه | ای بزرگانِ وطن بهرِ خدا داد کنید
گر شد از جورِ شما خانهٔ موری ویران | خانهٔ خویش محالست که آباد کنید

کنجِ ویرانهٔ زندان شد اگر سهمِ "بهار"
شکرِ آزادی و آن کنجِ خداداد کنید

۔شیراز کے حافظ کے شعر پڑھ کر کالی آنکھوں والے کشمیری اور سمرقند کے ترک (معشوق) رقص کرتے ہیں.

☆

غزلیاتِ محمد تقی بہار کا ترجمہ

(۱)

"فصلِ گل" کے عنوان کے ساتھ

۔میں (یہ) نہیں کہتا کہ مجھے پنجرے سے آزاد کرو (بلکہ) میرے پنجرے کو کسی باغ میں لے جاکر میرا دل خوش کردو.

۔اے دوستو موسم بہار گزرا جارہا ہے. خدا کے لیے کسی باغ میں بیٹھو اور مجھے یاد کرو.

۔اے بلبلو! سوری کے پھول باغ میں آگئے ہیں. ان کی آمد کا استقبال کرنے کے لیے تم سب (نغمے) گاؤ.

۔اے پرندو جب تم گلاب' لالہ اور شمشاد کو دیکھو تو اس قیدی پرندے کو یاد کرو.

۔تم میں سے جو کوئی پنجرے میں قید پرندہ رکھتا ہے اس کو باغ میں لے جاکر میری یاد میں آزاد کردے.

۔اگر مجھ بیچارے کا گھر جل گیا تو کوئی پروا نہیں' شکاری کا گھر ویران ہونے کے بارے میں سوچو.

۔اگر شمع ہوا سے گل ہوگئی تو تعجب نہ کریں. اس پروانے کو یاد کریں جس کی زندگی برباد ہوگئی.

۔بیستون راستے میں ہے. شیریں کے بارے میں کوئی خبر بتا کر کہیں ایسا نہ ہو کہ فرھاد کا دل غمگیں کریں.

۔ظلم و ستم نوجوانوں کی عمر گھٹا دیتا ہے اے بزرگو خدا کیلئے انصاف کرو.

۔اگر تمہارے ظلم کی وجہ کسی چیونٹی کا گھر ویران ہوگیا تو محال ہے تم اپنا گھر آباد کرو.

۔اگر قید خانے کا ویران گوشہ بہار کے حصے میں آیا ہے تو تم آزادی اور اس خداداد خزانے کا شکر ادا کرو

(۲)

باعنوان ''آهِ او''

شیرین لبی که آفتِ جانها نگاه اوست
هر جا دلی است بستهٔ زلفِ سیاه اوست

کردم سراغِ دل زمقیمان در گهش
گفتند رو بجوی مگر فرش راه اوست

گویند یار خونِ دل خلق می خورد
وان لعل سرخ و دست نگارین گواه اوست

او پادشاهِ کشورِ حسنست و ما اسیر
وان زلف پرخم وصف مژگان سپاه اوست

گفتم بقتلِ من چه بود عذرِ آن نگار؟
گفتند خوی سرکش او عذرخواه اوست

گفتم بغیرِ عشق چه باشد گناهِ من
گفتند زندگانیِ عاشق گناه اوست

جانا ''بہار'' صیدِ زبان بسته ایست لیک
چیزی که مایهٔ نگرانی است آه اوست

(۳)

باعنوان ''افسوس''

دعوی چه کنی داعیه داران همه رفتند
شو بار سفر بند که یاران همه رفتند

آن گرد شتابنده که در دامن صحراست
گوید چه نشینی که سواران همه رفتند

داغ است دل لاله و نیلی است بر سرو
کز باغ جهان لاله عذاران همه رفتند

گر نادره معدوم شود هیچ عجب نیست
کز کاخ هنر نادره کاران همه رفتند

افسوس که افسانه سرایان همه خفتند
اندوه که اندوه گساران همه رفتند

(۲)

"آہِ او" کے عنوان کے ساتھ

۔شیریں ہونٹوں والا (محبوب) جس کی نگاہ جانوں کی آفت ہے. جہاں کہیں بھی کوئی دل ہے اس کی کالی زلف کی قید میں ہے.

۔میں نے اس کی درگاہ کے مقیموں سے دل کا پتہ پوچھا. انہوں نے کہا اس کا چہرہ نہر کی طرف ہے مگر اس کی راہ کا فرش بنا ہوا ہے.

۔کہتے ہیں کہ دوست (محبوب) مخلوق کے دل کا خون پیتا ہے اور خوبصورت محبوبہ کے وہ سرخ لعل (ہونٹ) اور ہاتھ اس بات کے گواہ ہیں.

۔وہ (محبوب) حسن کے ملک کا بادشاہ ہے اور ہم قیدی ہیں. اور وہ اس کی پر پیچ زلفیں اور پلکوں کی صف اس کے سپاہی ہیں.

۔میں نے پوچھا کہ مجھے قتل کرنے کا محبوب کے پاس کیا بہانہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کا سرکش مزاج اس کا بہانہ ہے.

۔میں نے کہا عشق کے علاوہ میرا گناہ کیا ہے. انہوں نے کہا عاشق کی زندگانی ہی اس کا گناہ ہے.

۔اے محبوب "بہار" زبان بستہ شکار ہے لیکن جو چیز پریشانی کا باعث ہے وہ اس کی آہ ہے.

(۳)

"افسوس" کے عنوان کے ساتھ

۔تو دعوی کیا کرتا ہے سب دعویدار چلے گئے. اپنے سفر کا سامان باندھ لو کہ سب دوست چلے گئے.

۔وہ عجلت کی گرد جو صحرا کے دامن میں ہے کہتی ہے تو کیوں بیٹھا ہے سب سوار تو چلے گئے ہیں.

۔لالہ کے دل پر داغ ہے اور سرو بھی ماتم کناں ہے کہ دنیا کے باغ سے لالہ رخسار سب چلے گئے.

۔اگر نادر شے ختم ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ھنر کے محل سے سب ھنر مند چلے گئے.

۔افسوس کہ افسانے رقم کرنے والے سب سو گئے' غم اس بات کا ہے کہ سب غمگسار چلے گئے.

فریاد کہ گنجینہ طرازان معانی — گنجینہ نہادند بہ ماران ھمہ رفتند
یک مرغ گرفتار دراین گلشن ویران — تنہا بہ قفس ماند وھزاران ھمہ رفتند
خون بار "بہار" از مژہ در فرقت احباب
کز پیش تو چون ابر بہاران ھمہ رفتند

(۴)

باعنوان "متاعِ محبت"

نصیحتی است اگر بشنوی زیان نکنی — کہ اعتماد بر اوضاع این جہان نکنی
از این وآن نکشی ھیچ در جہان آزار — اگر تو نیت آزار این وآن نکنی
ز صد رفیق یکی مہربان فتد ھشدار — کہ ترکِ صحبت یاران مہربان نکنی
بود رفیق کہن چون می کہن، زنہار — کہ از رفیق ومی تازہ سرگران نکنی
ز دیگران چہ توقع بود نہفتن راز — ترا کہ راز خود از دیگران نہان نکنی
میان خلق جہان گم کنی علامت خویش — اگر بہ خلق نکو خویش را نشان نکنی
غمِ زمانہ نگردد بگرد خاطر تو — گر التفات بہ نیک وبد زمان نکنی
گر از دیار محبانت آرزوست بکوش — کہ امتحان شدہ را دیگر امتحان نکنی
بہ دوستانِ فراوان بکار سی کہ تو باز — ادای حق یکی را بہ سالیان نکنی
اگر بہ دست تو دشمن زپا فتاد ای دوست — مباش غرہ کہ خود عمر جاودان نکنی
بجو متاعِ محبت کہ گر تمامتِ عمر — بدین متاع تجارت کنی زیان نکنی

۔افسوس کہ معانی طرازی کا خزانہ رکھنے والے خزانہ سانپوں کے حوالے کر کے چلے گئے.
۔اس ویران گلشن میں ایک پرندہ اکیلا پنجرے میں قید رہ گیا. اور ہزاروں (سب) چلے گئے.
۔بہار کی پلکیں اپنے ان احباب کی جدائی میں خون برساتی ہیں جو تمہارے سامنے سے بہار کے بادل کی طرح چلے گئے.

(۴)

"متاعِ محبت" کے عنوان کے ساتھ

۔ایک نصیحت ہے اگر تو سنے گا تو نقصان نہیں کرے گا. تجھے چاہیے کہ تو اس جہان کے حالات پر اعتماد نہ کرے.
۔اگر تو اِسے یا اُسے تکلیف دینے کی نیت نہ کرے تو اس دنیا میں کسی سے بھی تکلیف نہیں اٹھائے گا.
۔ہوشیار، سینکڑوں دوستوں میں سے ایک دوست مہربان ہوتا ہے. تمہیں چاہیے کہ مہربان دوستوں کی صحبت ترک نہ کرو.
۔خبردار! پرانا دوست پرانی شراب جیسا ہوتا ہے. نئے دوست اور تازہ شراب سے خود کو مغرور نہ کرنا.
۔جب تو اپنے راز کو خود دوسروں سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا تو پھر دوسروں سے راز پوشیدہ رکھنے کی کیا توقع کی جا سکتی ہے.
۔اگر تو لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش نہ آئے تو پھر دنیا کی مخلوق میں اپنی شناخت گم کر بیٹھو گے.
۔اگر تم دنیا کے اچھے اور بروں پر مہربانی نہیں کرو گے تو زمانے کا غم تیرے ذھن کو پریشان نہ کرے گا.
۔اگر تجھے اپنے سے محبت کرنے والوں کی آرزو ہو تو اس کے لیے کوشش کرو جس کو ایک بار آزما لو ۔اسے دوسری مرتبہ نہ آزماؤ.
۔تم زیادہ دوستوں تک کب پہنچو گے جب تم سالوں تک ایک (دوست) کا بھی حق ادا نہیں کر سکتے.
۔اے دوست اگر کوئی دشمن تمہارے ہاتھوں شکست کھا جائے تو غرور مت کر کیونکہ تمہاری اپنی عمر ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے.
۔محبت کی دولت کی تلاش کر کیونکہ اگر تمام زندگی اس دولت سے تجارت کرے گا تو نقصان نہیں اٹھائے گا.

اگر نہی سر رغبت بر آستانہ کار کف نیاز دگر سوی آسمان نکنی

"بہار" اگر دلت از غم برشتہ است خموش

کہ ھمچو شمع سر اندر سر زبان نکنی

(۵)

بلا عنوان

ھر کہ او یارِ محترم دارد دگر اندر جہان چہ غم دارد

خوب رویانِ شہر را دیدم ھر کہ چیزی ز حسن کم دارد

لیک شکر خدا کہ دلبرِ من خوبی از فرق تا قدم دارد

بہرِ عشاق دامھای بلا زیر آن زلف خم بخم دارد

ھست تیرِ نظر حرام براو صفتِ آھوی حرم دارد

گشت رام "بہار" آھوئی

کہ ز خلقِ زمانہ رم دارد

☆

۔اگر تو کام کے آستانے پر رغبت سے سر رکھے گا تو آسمان کے سامنے ضرورت کے لیے ہاتھ نہیں پھیلائے گا۔

۔بہار اگر تیرا دل غم سے جلا ہے تو خاموش رہ۔ تجھے چاہیے کہ شمع کی طرح زبان سر سے باہر نہ نکالے۔

(۵)

عنوان کے بغیر

۔جو کوئی قابل احترام دوست رکھتا ہے اسے دنیا میں کیا غم

۔میں نے شہر کے خوبصورت چہرے والوں کو دیکھا ہر کوئی حسن میں کوئی چیز کم رکھتا ہے۔

۔لیکن خدا کا شکر کہ میرا محبوب سر تا پا خوبی رکھتا ہے۔

۔وہ اپنی پیچ در پیچ زلفوں کے نیچے عاشقوں کے لیے بلا کے جال رکھتا ہے۔

۔اس کے لیے نظر کا تیر حرام ہے وحرم کے ہرن کی خصوصیت رکھتا ہے۔

۔بہار وہ ہرن جو زمانے کے لوگوں سے دور بھاگتا ہے وہ رام ہو گیا ہے۔

☆

1292

ایوانِ اقبال

ایوانِ اقبال اتھارٹی، ایجرٹن روڈ لاہور
فون: 6372585